Presented by: Rana Jabir Abbas

فذاك فی الصور کالانسان بنیامین

دفع الوقوع عن القول الصحیح الموثوق فی الفاروق

اوس رسالہ کے جواب مین لکھا گیا ہو جو ہے مامون میر برکات حسن صاحب

سجادہ نشین خانقاہ ماربرہ نے دربارہ عقد حضرت ام کلثوم لکھکر چھپوایا۔

درشت کلامی درو غگوئی اتنی کوٹ کوٹکر بھری تھی کہ جواب لکھتے وقت

قلم روکنا صرف میرا ہی کام نتھا مین نے اونکی سخت کلامیونکی جواب مین صحیح صحیح واقعہ

کو درج کیا ہو۔ خود کبھی بدزبانی کا مرتکب نہین ہوا۔ مین یہان ہو بزرگون کا نہایت

شکر گذار ہون ایک فخر الحکما محسن الشیعہ جناب مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب

دامت برکاتہ کا کہ اس رسالہ کی تصحیح و اصلاح مین کمال درجہ کی ہمدردی فرمائی ہو۔

دوسرے منبع محاسن و مفاخر جناب سید محمد باقر صاحب سب جسٹر ارزاد مدارجہ کا

جنکی بلند ہمتی و دریادلی نے یہ رسالہ چھپوایا خدا کرے مومنین جلد اسکو خرید فرمائین

کہ اسی سرمایہ سے بقیہ مجلدات ہفتگانہ ذوالقرنین جلد طبع ہو والسلام علیکم اجمعین

مولف ناچیز

سید غلام حسین عفا عنہ بلگرامی حال مقیم آرہ

در مطبع احمدی مغلپورہ پٹنہ طبع شد

۱۳۱۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

کہلانے لگتا ہے کاغذ سستا چھپائی سستی کہین تو مفت بلکہ اہل مطبع کچھ پہرتا
دین پہر لکھنے تصنیف کرنے مین کیا روک ہے۔
بہرحال مامولنصاحب کا مین شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونکی بزرگی نے مجھے بھی بیعزت بخشی
ورنہ مین کجا اور تصنیف و تالیف کجا۔ مجھ مین اور ممدوح مین اسقدر فرق ضرور
ہے کہ اونکی تحریر کا مدار اوس کتاب پر ہے جسکی مکرر سہ کرر چھپکر مین ہو چکی چند دفعہ
رد و اوسکی کی گئی جو تمام ہندوستان مین شائع بھی ہوئین دیکھو رمی الجمرات کی تین
جلدین جواب مین آیات بینات کے جو مکرر طبع ہوئی اور دیگر رسائل جنمین آیات بینات
کی رد کی گئی ہے اور میری تحریر کا مرجع وہ لاجواب کتابین ہین جنکا سکہ فی الفقار حیدری
کی طرح تمام عالم پر جما ہوا ہے کہ قیامت تک اوسکا جواب نہین ہو سکتا۔ اگر مجھ مدعو
کے طبیعت کا اندازہ نہ معلوم ہو تو از راہ خیر خواہی صرف کتاب کتر مکتوم فی حل عقد ام
کلثوم ممدوح کے پاس بھیجدینا جسسے سب عقدے حل ہو جائین اور کسیکو زحمت اوسکے
حاجت نہو۔ بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ مسودہ جلد ہشتم ذو الفقار حیدری بھیجدینا جسکا
حجم ۸۰ جز ہے اور تفسیر یقین کے تمامی رد بلند کا مجموعہ ہے مع جواب خصوصاً آیات
بینات کے اس بحث عقد کا مفصل و لاجواب جواب ہے جسکو جا بجا سے بڑی بڑی
توڑ کر بلکہ صاحب نے اپنا سفینہ بنایا ہے اور اوسپر بشایت فخر و مباہات فرمانے مین مگر
مجھے یقین کامل ہے کہ اسپر بھی وہ قائل نہونگے اور درحقیقت اب ہو بھی نہین سکتے
کیونکہ کتاب چھپ گئی اور مشتہر بھی ہو چکی تو اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ مین اوسکے
اصلاح کی فکر کرون اور احباب کو خردہ گیری سے انکو بچاؤن جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سلول
نے اپنے باپ کے بلد یکمین عرض کیا کرتا حضرت اگر اسکا قتل ہی منظور ہو تو منافق
حکم ہو یہ خدمت انجام دون مبادا دوسرا کوئی مرتکب ہو اور مجھے خدانخواستہ ملتفاتی
ہو تو ایک مسلم کا قاتل بعوض منافق بھی ہونگا۔
دوسرے گو مین مسلمانونکی حمایتی کہلاتی ہین اونکا لکھنا تو ایسا جانگداز ہوتا ہے کہ
وہ اپنے بجنس ہین ملتی ہین اور اپنی عیب پوشی کے لئے اوسی قسم کے پیشوا بنتے ہین

اور اونکے مقابل مین ہر عالی خاندان شریف کو ذلیل بنائی مگر سید زادہ ہو کر جنھین
ہے رشید المرسلین کا خون ملا ہو اگر ایسے امر عظیم کا مرتکب ہو کہ اپنے اباو اجداد کی تفضیح
کرے تو سخت جائے حیرت ہے تفضیح بھی کیسی جس سے بر پکر شاید کوئی دشنام صریح نہو
حضرت زید شہید جو راقم اور مخاطب کے جد اعلی تھے رضوان اللہ علیہ اونکا ایک تاریخی
واقعہ یہان یاد آگیا جسکو بیساختہ لکھے دیتا ہون۔

حضرت زید شہید اور سادات حسنی مین محال وقف کے متعلق کچھ تکرار تھی جسکا
مقدمہ فخار الدین یوسف حاکم مدینہ کے سامنے پیش ہوا دونو بزرگوارون مین کچھ
سخت کلامی ہوئی جسپر مقدمہ ملتوی کیا گیا کہ کل پھر مجمع ہو اور فیصل کیا جائے
تمام مدینہ مین یہی غلغلہ تھا کہ آج زید اور سید حسنی مین یہ گفتگو مین ہوئین دوسرے
روز جب حسنی سید نے اپنے ثبوت پیش کرنے شروع کئے تو حضرت زید نے فرمایا مین کل
تمہارے اولنے بار آیا بعدہ حاکم کیطرف مخاطب ہوئے کہ تو فرزندان رسول کو گالی گفتہ
کے لئے جمع کرتا ہے حالانکہ ابوبکر و عمر نے بھی کبھی ایسا نہ کیا تھا۔ حاکم کی حمایت مین
ایک شخص جبلہ انصار سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور حضرت علی و امام حسینؑ کو دشنام دیکر
زید سے کہا تم حاکم وقت کا ادب نہین کرتے زید نے کہا ہم ایسون سے بات نہین کرتے
اوسپر انصاری نے کہا کیون؟ ہم تمھسے بہتر ہین اور میری ماں باپ تمہارے ماں باپ
سے افضل ہین۔ حضرت زید نے ہنسکر جواب دیا اے گروہ قریش دین اسلام تو برباد ہو
ہو چکا اب حسب نسب بھی برباد ہوتا ہے حالانکہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ اگر دین کسیکا
جاتا ہے تو حسب اوسکا باقی رہتا ہے تاریخ اضمحلال اسلام منقول از تاریخ کامل علامہ
ابن اثیر مصنفہ غرض یہ ہے کہ اولا اس سید زادہ کا سنی ہونا ہی موجب صدمہ
ہے کیون کہ شیخ عبد الوہاب شعرانی اپنے عہود محمدیہ مین فرماتے ہین من النوادر
سنی نہی نباشد۔ الشیخان علی جلد ۱ صہ ۹۹ یعنی نوادرات سے ہے کہ کوئی سید
سنی ہو و تشیخین کو اپنے جد پر لیس با حضرت مخاطب نوادر و عجائب سے
ہو اس سید کے سالک ہونے سوا و سوا کوئی امر ہے قانیا اگر کسی سنے

ازراہ اغوائے شیطانی بجائے اپنے ایسے اباء کرام واجداد عظام کے جنپر ایمان لانا بالاتفاق
فرضیین جزء اعظم اسلام ہے۔ اون لوگونکو تفضیل دی جنکے لئے شارع نے کوئی حق
نہین مقرر کیا یا ولیسا حق مقرر کیا جیسا احاد ناس کو عطا کیا۔ تو اب اسکی کیا ضرورت ہے
کہ اونکی خاطر اولاد رسول کی تفضیح وتذلیل وتوہین بھی کیجائی۔ کیا حسن عقیدت واراوت
کو یہ بھی لازم ہے کہ اوسکے لئے دین وایمان بھی فدا کیا جائے؟ کیا کوئی سنی کہہ سکتا ہے
کہ نکاح فاروق باام کلثوم کا اقرار کرنا اور اعتقاد رکھنا اصول دین مین داخل ہے
جسکے بغیر آدمی سنی نہین ہوسکتا؟ ہرگز نہین۔ پھر ایسے لاحاصل مسئلہ مین اپنی اوقات
ضائع کرنا کیون؟۔

اگر نسب نامہ خلیفہ دوم پر ہر طرح پردہ ڈالکر صرف اسی مضمون پر خیال کیا جائے کہ جناب
سیدہ کی خواستگاری انہون نے رسول مقبولؐ سے کی تھی۔ مگر حضرت نے باآنہمہ محبت
شفقت وعنایت جسکو اہلسنت یک جان دو قالب قرار دیتے ہین۔ نامنظور کیا
اور ملال ظاہر کیا اور باوصف فقر وفاقہ وافلاس جناب امیرؑ سے بیاہا جنکو بقول
اہلسنت کوئی فضیلت بمقابلہ شیخین نہ تھی۔

تو صرف اسی ایک امر پر غور کرنے سے جو بہت بدیہی ہے معمولی عقل والا بھی آدمی
سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص سے جناب علی مرتضیٰ فاطمہ زہراؑ کی بیٹی کا بیاہنا کب
منظور کرینگے وہ بھی اوسوقت کہ لڑکی چار برس کی ہے اور خواستگار پیشتر ہ برس کا
بڈھا ناکام جسکو اب یہ شرف ضرور ملا ہے کہ خلافت رسول کا کسیطرح سے ہو
کسی معنی سے ہو مالک ہے۔ کوئی مسلمان طمع کا تو خیال نہ کریگا الا یہ کہ جبر و
تشدد پر خیال دوڑائے جو کل روایات عقد مرویہ اہلسنت مین موجود ہے جبر
یہ ایسا جبر کہ معمولی رعایا پر بھی خلیفہ ایسا جبر نہ کرین چنانچہ خلیفہ دوم نے
ام ابان بنت ربیعہ سے بھی درخواست عقد کیا لوسنے نامنظور کیا خلیفہ کچھ نہ بولے
ام کلثوم بنت ابوبکر نے جو ایک بے والی ووارث لڑکی تھی انکار کردیا خلیفہ کچھ
نہ کرسکے مگر جناب امیر کو یہ لوگ ایسا مجبور ٹھہراتے ہین کہ حضرت سے کچھ سنا نہین پڑی تاکہ

ہوکر قبول کرنا پڑا اور عقد کردیا حالانکہ سارا خاندان بنی ہاشم از عباس و عقیل و حسنین
اس تعلق سے مانع اور مزاحم تھے یہ سب باتین صاف صاف طور پر اہلسنت کی روایتون مین
موجود ہین مگر کسی شیعہ نے اگر انہین روایات کو ظلم و ستم خلیفہ مین پیش کیا تو پھر اہلسنت
کو کہان تاب تھی جھگڑے نے دماغ چاٹنے پر تل گئے عدالت فوجداری کی نوبت آئی۔
بہرکیف ہمکو بلکہ ہر مسلمان کو اس واقعہ پر بنظر تحقیق غور کرنا چاہیئے کہ اصلیت اسکی
کیا ہے کسی طرح ہو عقد ہوا یا نہین۔ کیونکہ اس مضمون کا ایک پہلو مستلزم کفر صریح قابل
ہے جس سے احتراز ضروری ہے اسلئے کہ اگر درحقیقت عقد نہین ہوا ہے تو قابل عقد
کے تصریح ہمت کی جسنے رسول پر تو یہ گالی رسول اللہ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا تک
پہونچی اور ان حضرات کو گالی دینے والا باتفاق فریقین کافر ہے۔ بخلاف اسکے اگر وقوع
عقد ثابت ہو جائے تو اسکے اظہار یا اعلان یا اقرار کرنیوالے کو کسیطرح کا ثواب
نہ حاصل ہوگا نہ کوئی اسکا حکم ہے پھر ایسا امر جسکا ایک پہلو یقینی کفر ہو دوسرا پہلو امر بے سود بلا
تحقیق زبان پر لانا یا اوسپر اصرار کرنا حماقت نہین تو کیا ہے بشرطیکہ لاعلمی و سادہ
لوحی سے کچھ بڑھ کر جنبہ تعصب مین نہ ہو۔ وہ زمانہ گیا کہ پیر صاحب نے رانگلو دن کہا
اور مان لیا گانجی کا دم لگاتے ہین اور نماز کو کہتے ہین ہم خانہ کعبہ مین جاکر ادا کرتے ہین
صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر تو اب کسی سنی کو پورا اعتقاد ہی نہین اور کتابون کی روایتون
کا اعتماد ہوگا۔ اب تو ہر واقعہ کی چھان بین ہوتی ہے جرح شاخ ہوتی ہے
جانچ ہوتی ہے کیونکر ہوا کب ہوا کسکے سامنے ہوا کیون ہوا اسیطرح صدہا باتون کی کھال نکالی
جاتی ہے ذرہ برابر بھی سلسلہ واقعات کا بگڑا کہ ساری محنت رائگان کردی جاتی
ہے۔ چہ جائیکہ ایسی مہمل روایتہ پر اعتقاد لایا جائے جو ایک منٹ بلکہ ایک سکنڈ
بھی تحقیق کی جنبش مین نہ ٹھہر سکے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ۔
مذہب اہلسنت مین کچھ دم باقی ہے تو صرف اسیقدر کہ بزرگونکی تعلیم کے مطابق
مذہب کی کتابین نہین دیکھتے نہ تواریخ دیکھتے ہین نہ حدیث۔ قطعی ممانعت
ہے کہ ان کتابونکو ہاتھ نہ لگانا اگر یہ بندش نہ ہوتی تو آج نصف سنی تو سنی نہ رہتے

جملہ اہل اسلام پر فرض ہے خواہ شیعہ ہو خواہ سنی کہ اوس عالم ربانی محقق ثانی
کا شکریہ ادا کرین جو اول موجد اور بانی تحقیق جدید کا اس مسئلہ مین ہوا جسنے بہت
سے بہت سی غلط فہمیان مخالفون کی دفع ہوئین اور انشاء اللہ آیندہ بہت سے حق پسند مجتہد
مقلد ہونگی جس کے بعد ذریعہ رسول کی تذلیل کے درپے کوئی نہوگا۔
نام نامی اور اسم گرامی جناب قدوۃ المحققین لسان المتکلمین ذوالسیف الشاہر الاظہر
مولانا الحکم سید علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ العالی مصنف ذوالفقار حیدر سے
کونسا لوگ ناواقف ہونگے جنہون نے مخصوص اسبارہ مین ساتوین جلد ذوالفقار
حیدر بتحریر ہے جسکا حجم تخمیناً ۸۰ جز ہوگا اور خلاصہ اوسکا موسوم بہ کنز مکتوم
فی حل عقد ام کلثوم ۱۲ مطبوع ہوکر مطبوع عالم ہوا جسکا توصیف مین قلم
اگرچہ علماء کے اقوال نقل کرین تو طول ہو بلکہ ایک دفتر تیار ہو لیکن اسیقدر کافی ہے کہ
جناب عمدۃ العلماء صاحب الاجتہاد والافتا زین الفقہا طود الفہی مولانا السید مصطفےٰ المعروف
مرتضےٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہ اپنے عجالہ مفخمہ مین اس رسالہ سے استدلال کرتے
ہین جنکے الفاظ شریفہ یہ ہین ۔ چنانچہ حال اوسکا بالتفصیل معلوم ہوتا ہے رجوع کرنے سے
طرف رسالہ لطیفہ اور مقالہ منیفہ موسوم بہ کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ۱۲
کے مسئلہ ہیہ دوسرے مقام پر فرماتے ہین کیونکہ اس مقام مین وجوہ اور اسباب التباس
والخفا بہت سے بکثرت پائے گئے ہین کہ جنکا بیان کیا ہے مصنف رسالہ کنز مکتوم خذلہ اللہ
شیعہ نے بتفصیل تمام واستدلال مالا کلام ص ۱۲ مین جو کچھ یہان لکھنا ہون اون سب
ماحصل یہی دو نو کتابین ہین جنکے ایک حرف پر یہی اجتک نہ کوئی معترض ہوا نہ قیامت
تک کوئی سنی اونکی رد کر سکیگا
تمہید ی عبارت کو طول ہوجاتا ہے جسکو حضرت خالی پسند کرتے ہین نہین لہذا اصل امر
کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ مگر یہ واضح رہے کہ میری تحقیقات یہان نفس مسئلہ عقد
حضرت ام کلثوم سے متعلق ہے نہ دیگر خصوصیات و لغویات سے اسی لئے مین اونہین فقرات
کو منتخب کرکے لکھون گا جو متعلق بہ مقصد ہین اور اونہین کا جواب دو لگا تخلیع ایجنٹ انشاء اللہ

بیان اونکا اشارہ کردونگا معہ حوالہ کتاب جسمین اونکا جواب مرقوم ہے۔ کیونکہ اصل
مقصد نامور صاحب کا اسی مسئلہ عقد کے متعلق ہے جسمین وہ شبہوں کو لاجواب سمجھتے
ہین باقی اگر دیکھین تو صدہا علما ہزارون مرتبہ فار مختلی دیچکے ہین دیکھو شفی صفحہ ۳۶۷
ہین یہ کلام مغالہ ولی اللہ صاحب ،، جو علم کلام مین مشغول ہین (یعنی متکلمین اہلسنت)
اونکا اعتقاد شبہات نصیر طوسی (محقق طوسی علیہ الرحمہ) کے سبب سے مختل ہورہا ہے
یہ متکلمین ہاون شبہات کے رد کرنے پر قادر نہین ہین ،، تخمیناً ۲۵ برس ہوتے ہین کہ مینے
سنا تہا کہ درمیان خالی میر برکات حسین صاحب اور برادر عمو زادم میر ابو القاسم
صاحب مرحوم کے کچھ مراسلات اس مسئلہ کے متعلق ہورہے ہین جسکے بعد پھر کوئی
خبر نہ سنی گئی کہ یکایک آج کہ ۱۴ شوال ہے خالی صاحب کا رسالہ موسوم بہ قول صحیح مقبول
فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق نظر آیا۔
شوال ہی مین نوشتہ میر عقد حضرت عمر واقع ہوا تہا جسکا ایک نتیجہ وافر محرم ہی
جسمین اسلام فیا مت تک رونیگے۔ یہ رسالہ بہی ادسی نامہ مین دکہائی دیا ہے خدا خیر
کریگا جس شیخ چشتی سے اس رسالہ کا نام قول صحیح مقبول رکہا گیا ہے اوسکا دین
ثبوت یہ ہے کہ ایک عالم نے بہی اہلسنت سے ایسی روایات عقد کو نہ صحیح کہا ہے نہ مقبول
نہ داخل صحاح ستہ کیا پھر ایسی روایت موضوعہ ضعیفہ کی بنیاد پر جو قول ہوگا وہ کیونکر
صحیح و مقبول کہا جاسکتا ہے ؟ شعر کہا ئل تر ے لطف کا بنوع دگر ہر ایک + زخمی کچھ
ایک بندہ درگاہ ہی نہین + یہ شعر مجہے اسوقت یاد پڑا ہے کہ اہلسنت نے کچھ اسی موقع
پر اہلبیت رسول کی توہین کرکے خلیفہ کی عزت افزائی نہین کی ہے جنکی فطرت نے
اہلسنت کو پیدا کیا بلکہ تمامی خلفا کے ساتہہ کم و بیش یہی ترکیب انکی رہی ہے
چنانچہ عبد الملک بن مروان سے ظالم خونخوار خلیفہ کو بہی حضرات اہلسنت نے
عمری حضرت عمر بہی خلعت عطا کیا ہے علامہ ابن اثیر کتاب کامل مین لکہتے ہین
لکہا گیا ہے کہ عبد الملک کے پاس ایک بنی نبی علی ابن ابی طالب کی مگر کسیطرح
نکا نہین ہے صلعم پس جب ایسی ایسی بہتون مین اہلسنت کو شک نہین

جو صریحی دشنام ہے تو بھلا حضرت عمر کو داماد علی بنانے میں کیا دیر لگتی ہے
علل ہمہ داغ داغ غدیر کیا کچھ نہیں یہی ایک واقعہ نہیں ہے جسمین خلفا کی عزت افزائی
اور اہلبیت طاہرین کی توہین کے لئے یہ افترا پردازی کی گئی دوسرا واقعہ یہ بیان کرتے ہیں
ہے کہ محض غلاموں کی خاطر ایسی توہینین کی گئین ہین کہ اہل اسلام کو بلا سبب
رنج وصدمہ پہونچے۔

(۱) مولوی عبدالحلیم شرر اپنے پرچہ دلگداز مارچ ۱۹۱۳ء مین بعنوان خاندان رسالت
لکھتے ہین کہ (معاذ اللہ) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ
حضرت شہربانو کا عقد ایک غلام مسمی زید سے آزاد کرکے کردیا (۲) اس مضمون
کی تائید مین ایک نحریر رسالہ اتحاد مین بھی شائع ہوئی (۳) پھر شرر صاحب نے
دوسرا مضمون اسکے تائید مین اپنے دلگداز ستمبر ۱۹۱۳ء مین شائع کیا۔ اور اوس غلام
کو رفیب خاندان نبوت ٹھہرایا۔ اور اوسکی سند مین محمد بن جریر طبری کی تاریخ مطبوعہ
لندن صفحہ ۲۴۷ اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مطبوعہ لندن صفحہ ۱ اور کتاب اغانی
اور وفیات الاعیان ابن خلکان کو پیش کرتے ہین کہ یہ حضرات اسی واقعہ کو بیان کرتے
ہین۔

اس تحریر دل خراش سے جو صدمہ شیعونکو پہونچا اوسکا اندازہ بہت مشکل ہے کیونکہ جب
اہلسنت نے اس سے تنفر ظاہر کیا تو شیعونکا کیا ذکر۔ چنانچہ سب سے پہلے اس مضمون کا
ابطال مولوی عبدالحق صاحب نے مفصل طور پر اخبار وطن ہندی میرٹھ مین طبع کرایا۔
بعدہ اوسی بزرگ نے رسالہ اتحاد کے مضمون کا بھی جواب لکھا اور مولوی افہام اللہ صاحب
و مولوی عبدالباقی صاحب جو علمائے فرنگی محل سے ہین بجواب ایک استفتا متعلق اسکے
تحریر فرماتے ہین کہ یہ واقعہ ثبوت کو نہین پہونچا البتہ نہ کہنا چاہیئے اور جناب مولوی
عبدالحق صاحب کی دستخط بجواب استفتا یہ ہے کہ حضرت زین العابدین ع کا اپنی والدہ
کا عقد کسی غلام سے کردینا محض اتہام ہے اسکی کوئی اصل نہین اگر ایسا ہوتا
تو قریش مین بھی بہت لوگ موجود تھے غیر کفو غلام کے ساتھ عقد کیون کرتے۔ فقط

ایسے بزخرفات لکھتا ہے وہ فاسق ہے۔

اب اس واقعہ سے آپ حضرات خیال کرسکتے ہین کہ حضرات اہل سنت کن کن ترکیبون سے حضرات اہلبیت اطہار کی توہین کرتے ہین۔

اب ان جوالوں پر بھی ایک نظر فرمائے جنکو شرر صاحب نے اپنی صداقت و بے تعصبی کے ثبوت مین پیش کئے ہین جو سب کتب اہلسنت سے ہین نہ کتب شیعہ سے پہلی سند تاریخ طبری کی ہے جسکو اہلسنت معتمد ترین تواریخ سمجھتے ہین۔ مگر یہ واقعہ اوس کتاب مین مذکور ہی نہین۔ بلکہ جو تاریخ طبری چھپی ہے اوسکے آخر مین صاحبان مطبع نے تاریخ ذیل المذیل کا منتخب چھاپا ہے۔ اور اوسی سے شرر صاحب نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ اور اوسکو اصل تاریخ طبری سمجھا ہے۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست۔ پس یہ پہلی خطا ہے کہ منتخب ذیل المذیل کو اونہون نے تاریخ طبری سمجھا دوسرے اوسکو ایسا مستند سمجھا کہ تاریخی دنیا مین اوس سے زیادہ کوئی مستند نہین حالانکہ اسکا کوئی ثبوت نہین دیا تیسری خطا یہ کہ اس واقعہ کو صحیح سمجھا حالانکہ بلا سلسلہ سند ہے جسپر علمائے اہلسنت کبھی اعتماد نہین کرتے۔ دوسری سند کتاب معارف ابن قتیبہ کی ہے جسکے نسبت امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال مین تحریر کرتے ہین قال الحاکم اجمعت الامۃ علی ان القتیبی کذاب الحدیث وروایت فی مرآۃ الزمان ان الدارقطنی قال کان ابن قتیبۃ یمیل الی التشبیہ منحرف عن العترۃ وکلامہ یدل علیہ۔

کہا امام حاکم نے کہ اجماع کیا ہے امت نے اسپر کہ قتیبی کذاب ہے۔ اور مرآۃ الزمان مین ہے کہ ابن قتیبہ مائل تھا طرف تشبیہ کے اور عترت رسول سے منحرف تھا جسپر دلالت کرتا ہے کلام اوسکا جیسے کہ سند ابن خلکان کی ہے جو نقلی سند نہین کیونکہ وہ اسی معارف سے نقل ہے جسکی حالت مذکور ہوئی۔ تیسری سند ابوالفرج اصفہانی کی ہے جو مصداق برانگیختن خاکستر است کیونکہ اوس مضمون کا کہین پتہ نہین چلتا اور اگر ہو بھی تو اوسکی نسبت یہ کہنا بیجا ہے کہ علامہ ابن خلکان المیزان مین مصنف اغانی کی

نسبت ابو محمد نوبختی کا یہ قول نقل کرتے ہین۔ کان ابو الفرج ہارون اصبہانی اکذب
الناس کان یشتری شیئا کثیرا من الصحف تصیر الیہ روایاتہا عنہا
یعنی ابو الفرج اصفہانی اکذب ناس تہا کہ نوشتونکو لوگون سے خریدتا اور اسی سے روایات
یہان تک کہ خود شرر صاحب بہی اوسکو ناقابل اعتبار شہر اسلام ابن قتیبہ
اور طبری من حیث التاریخ تمام کتابون کا منبع اور مصنفین کا مرجع ہین انکو آغانی
پر ترجیح دی ۔ غرض چارون سندونکی یہ حالت ہوئی کہ طبری کی نسبت
غلط محض اور ذیل المذیل مستند نہین اور بلا سند اور آغانی مین پتہ نہین۔
اور ہو بہی تو اسکی یہ حالت کہ الکذب ناسن بارنی ہے ابن خلکان جو خود کوئی چیز نہین
ابن قتیبہ سے ناقل ہین جو اجماع امت کذاب اور دشمن اہلبیت تو پہر ایسی سند دیلے
حوالہ پر کس عاقل باایمان کو اعتبار ہوسکتا ہے۔

اب اس واقعہ کی حقیقت سنئے جو خود علماء اہلسنت نے جب کچہ ہوش آیا تو بیان کیا
اور جب کچہ خدا و رسول سے شرمائے تو ظاہر کیا کہ مولوی صدر الدین احمد حنفی قادری
اپنی کتاب روائح المصطفےٰ مین بعد نقل روایت ابن قتیبہ لکہتے ہین "اور حقائق تاریخیہ
اوزوہ کہ امام زین العابدین ع را مادر رضاعی بود از جواری پدرش اور ابعد واقعہ کربلا بنکاح
زید دادہ بود انتہے میگوید مولف کہ دل گواہی میدہد براستی این روایت ورنہ شہر بانو
عمر او از ہیجاہ تجاوز نمودہ قریب شصت رسیدہ و صاحب اولاد بود ضرورت نکاح و موقع
آن نداشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال" یعنی صاحب یہ اصل واقعہ ہے جسکو ان حضرات اہلسنت نے
کہان سے کہان پہونچایا یہ مضمون بہت طولانی ہے جسکو میرے مخالص اور لائق دوست
نے انصار الشریعہ مین نہایت خوبی سے لکہا ہے شائقین اون تحریرونکو ضرور ملاحظہ کرین
ص ۳۵ ج ۱۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اغیار کو پہلا دوسرے کے گہرانے کی کیا خبر اگر صاحب
روائح المصطفےٰ کو خبر ہوتی تو اتنی اجتہاد کی ضرورت نہ تہی کیونکہ حضرت شہر بانو نے بعد
ولادت جناب امام زین العابدین ع حالت نفاس ہی مین انتقال کیا تو وہ زندہ کہان تہین
جو یہ واقعہ پیش آتا بہرحال مقصود میرا اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضرات اہلسنت کو

کیسی طرح ایذا کرتے تو ہین اہلبیت رسالت پر کمر بستہ ہین کہ کبھی خلفا کی خوشامد مین
انکی نسبت اگر گذرتے ہین اور جب اوس سے بھی خلش باطنی نا صبیت کی تسکین نہین
ہوتی تو علامہ کی طرف منسوب کر دیتے ہین۔ مگر جس خدا نے واللہ متم نورہ ولو کرہ
المشرکون کا وعدہ کیا ہے اوسکے لطف عمیم سے امید ہے کہ جب ان دونو واقعہ مین
اوسنے اپنی صداقت اور اہلبیت اطہار کی برارت دکہائی ہے کہ خود اونہین علمار اہلسنت
کی زبانی اصل امر حق کا اقرار بھی کرایا اور اون لوگون کو جو اسکے خلاف قایل ہین واسطے
بھی کہلوایا تو اس واقعہ عقد حضرت ام کلثوم مین بھی وہ اپنی قدرت کاملہ دکہائیگا
جسکا نمونہ ابھی ملاحظہ فرمائینگے۔

اب **قول موثوق** کی بہار دلفریب دیکہیے جسکے سرخ رنگ نما ٹیکن بیچ کے سر پر
ہلالی خط مین جو معرکہ سلطنت عثمانی ہے یہ عبارت عربی کی لکہی ہے (۱) کل سبب
ونسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وصہری کیونکہ اہلسنت
کے پیشوا نمایخہ نے جب اس عقد کی خواستگاری کی ہے تو اسی حدیث کو ذریعہ
بنایا تہا کہ مقصود میرا صرف یہ فخر حاصل کرنا ہے کہ دامادی رسول حاصل ہو۔ دیگر امور
مگر عجیب قدرت خدا ہے کہ خود علماء اہلسنت اس حدیث کل سبب ونسب ینقطع الخ
کو موضوع لکہتے ہین۔ دیکہی لالی مصنوعہ علامہ سیوطے کہ روایت مذکور کو پوری
نقل کر کے ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہین "متہم ہوا ہے ساتہ اسکے خارجہ جو قصہ
نہین ہے" مطبوعہ مطبع علوی علی بخش خان۔

یہ حدیث موضوع جیسا کہ عنوان رسالہ ہی ویسا ہی عنوان قصہ فرضی عقد بہی ہو تو وہ بہی
وضعی قصہ ٹہہرا اور یقینی وضعی ہی جیسا کہ بہت جلد ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ بسم اللہ
غلط کی تصدیق اسی واقعہ سے ہو گی آیندہ کی غلطیان اسی پر خیال کرنا چاہیے اور قول
صحیح موثوق کے غلط و کاذب ہونیکا یقین فرمائے اگر اہلسنت ایک امر مین بہی دل و زبان
مطابق رکہتے تو کبھی اس حدیث سے استدلال نکرتے کیونکہ حضرت عمر نے جیسا کتاب اللہ
[redacted] ہر اسی بنیاد پر علیحدہ کیا تہا کہ ہمکو حدیث اہلبیت کی ضرورت نہین کتاب اللہ

کافی ہے۔ جس سے چاہیے تھا کہ اہلسنت کا زیادہ تر عمل اور اعتقاد قرآن پر ہوتا لیکن ایسا
نہیں۔ مگر واقعی بات یہ ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک اوسوقت صرف محرومی النصیبت کیلئے
کیا گیا تھا کہ لقلقین کو جدا کر دین اور اب صرف اس کام کیلئے رہ گیا ہے کہ اوسکے حافظ
بنکر تراویح پڑھائین کچھ روپیہ کمائین اور کوئی مصرف نہین دیکھئے اوسی قرآن کے
پارہ مین صاف یہ آیت موجود ہے۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ
ولا یتساءلون ۵ ترجمہ جب صور قیامت پھونکی جائیگی تو رشتہ ناتہ اون مین
کچھ نہ رہیگا اس دن اونمین سے سوال نہ ہوگا اس آیت یقینی کے خلاف حضرت عمر
کی بزرگی کے لئے حدیث موضوع کل سبب ونسب و صھر سے استدلال کیا جاتا ہے
افسوس صد افسوس۔ بہر حال یہی ایک روایت اس قصہ کی موضوع نہین ہے
بلکہ دوسری روایت اسکی ہے کہ چالیس ہزار درہم مہر ہوا موضوع ہے چنانچہ علا
ذہبی عبداللہ بن زید بن اسلم راوی کو اس روایت کے لکھتے ہین کہ ضعیف ہے اور اوسی
ذیل مین اس روایت موضوع کو درج فرماتے ہین جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا علاوہ
اسکی ایسی موضوع ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی بقسم شرعی اوسکو باطل کہتے
ہین کہ باجماع امت حرام ہے اور مولوی حیدر علی باینہمہ چرب زبانی ایسی بولائے
کہ اوسکو الحاق شیعہ کہدیا۔ وہ مضمون یہ ہے کہ عمر نے سات پاکھولی اور یوسلیا جیسا
کہ عنقریب مذکور ہوگا اب ناظرین باتمکین سمجھ سکتے ہین کہ جیسا علمائے اہلسنت
واقعہ عبدالملک اور واقعہ حضرت شہر بانو مین اپنی غلطی کا اقرار کر چکے ہین ویسا ہی
اس مسئلہ مین بھی موضوعیت و بطلان کے معترف ہین مگر پھر بھی ہٹ دھرمی کئے
جاتے ہین اور یہ حضرات وہی لوگ ہین جو جہل مرکب مین گرفتار ہین کہ ہیرو ہیر مین
فرق نہین کرتے ورنہ جانتا تو اسکے بطلان و موضوعیت کو ظاہر کر چکے
ہوتے۔ صفحہ مین ابتدائی قصہ اس تحریر باخبار کا لکھا ہے اور تیسرے صفحہ مین
دوسرا خط اپنا بنام اخوے سید ابوالقاسم صاحب مرحوم پھر ساتوین صفحہ مین
خط انہوی مرحوم بنام مولف اور آٹھوین صفحہ سے خط مولوی کلب علی صاحب

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

جو بنام مولف تحریر ہوا اور جسکے جواب مین رسالہ قول موثوق لکھا گیا تا صفحہ ۲۶ سطر ۱۰ تاریخ
کتابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری ہے۔ اس مین کوئی امر جواب طلب نہین کیونکہ ابتدای قصہ ہے۔
قول موثوق اب جواب خالی صاحب شروع ہے جس مین دوسرے فقرات عذر
و معذرت کی بعد فرماتے ہین جواب تحریر مولوی کرامت علی صاحب مرحوم صفحہ ۲۶ سطر ۱۸
قبل گذارش جواب کے حضور کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہر احضور کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ جناب پیش امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتھہ تحقیق و تدقیق
کی تحریر کیا ہے عرض خیال خام ہے سر و چراغان سبز ہو وہ جواب اونکا کتاب الیقاب کا ہم
جو جواب مین قیقاب کی بزعم خود لکھی گئی ہے اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۱۲۲ سے لغایت
صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز نقل عبارت دفع المغالطہ کی ہے از صفحہ
۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی اسکو دیکھہ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اس کمترین
کی حضور پر مبرہن ہو جائے ہان دو ایک بات جو اوس سے زوائد ہے نتیجہ طبع خام لکھی ہے
و چند اور قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اون توہمات کو کئی برس پہلے بکھہ
چکا ہے بھلا جب ہماری کنان میان صاحب کا مبلغ علم کتاب الیقاب اور دفع المغالطہ
تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا کیا ٹھکانا اور اسکا جواب کہنا کیا مشکل بقول غالب
سہل ہے کہ ملی کرد این مواقف را + چہ شناسد فضیل و واقف را + شطر ۴ دفع
الوثوق اسکے جواب مین صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ غالبًا آپکا خیال صحیح ہو
کہ مولوی صاحب مرحوم نے ان دونو کتابون الیقاب و دفع المغالطہ سے بہت کچھ
مدد لی ہو گی مگر یہ کتابین کسی درجہ کی ہون ایسی ہین کہ کسی وجہ سے ہوا بلسنت نے
ابتک اوسکا جواب نہین لکھا۔ اگر مرضا نہون تا بواسنا کیا نصیب تو لب ما شکر بتا فرماتے ہین
جسکا فوری جواب تحریر ہوا اور مکرر طبع ہو کر شائع بھی ہوا پس کتاب مردود سے
بلسنت والجماعت کے جواب پر خیال نہ کرنا عاقلون کے نزدیک کیسی بات ہے اب ہی
تو نظر ثانی صفحہ ۱۱۰ کی سطر ۱۰ سے بعنوان علامہ لفظی و نحوی و صرفی کی بحث شروع ہے
جو قطع نظر کرنے کی ہے اور اسکا جواب دینا ہے قابل التفات نہین کہ رسالہ مطوی کرا کر

جو غیر مطبوع ہے میرے پاس موجود نہیں۔ تو اب قلم در کف دشمن است کا مضمون
ہے۔ جب اہلسنت مطبوعہ کتابون مین ہزارہا تحریف و تصحیف کرسکتے ہین تو کتب
غیر مطبوعہ مین کیا دیر لگتی ہے۔ جلد اول ذوالفقار حیدری ملاحظہ فرمائی کسقدر
تحریفات اہلسنت کی نشان دہی گئے ہین پرانے زمانہ کی تحریفات کو اگر قدیمی فسانہ
سمجھئے۔ تو شمس العلما مولوی شبلی نعمانی پروفیسر عربی علی گڈھ کالج کے چشم دید
واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔ مولوی صاحب قسطنطنیہ کے سرسید المعارف کی
افسوس ناک حالت یون تحریر کرتے ہین ؎ لیکن افسوس ہے کہ آج کل اسکا طریق
عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ صیغہ تحریف و تبدیل کے روک کی غرض سے
قایم ہوا تھا مگر بعض اوقات اسنے خود تحریف و تغیر پر عمل کیا ہے سیر سامنے ایک
مطبع مین شرح عقائد النسفی چھپ رہی تھی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام
عبارت قلم زد کر دی تھے جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من قریش کی حد
مذکور ہے مطبع والے نے مجبوراً اسی قلم زد نسخے کو چھاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسپر
معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھکو یاد ہے کہ اسوقت مین رنج اور غضہ کیوجہ
سے بے اختیار ہو گیا۔ ان لوگون سے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی نے
جوش مین کیا ہوگا۔ لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند
نکرتے سفرنامہ ص۷ بقول شاعر ؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ یہ ایک
واقعہ عبرت افزا ناظرین باوقار کے تسکین و تشفی کے لئے کافی ہے کہ جب وہمی جوش
خیر خواہی سلطان روم مین وہ حدیث نکالدی گئی جسپر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے
اور وہ عبارت قلم زد کر دیگئی جسمین خلفائے ثلثہ کے خلافت کا مذکور ہے کیونکہ
اسمین خلیفہ کا قریشی ہونا مذکور ہے اور سلطان موجود قریشی نہین۔ تو آپ خیال
کر سکتے ہین قدیم الایام سے کتنی تحریفین وقوع مین آئی ہونگی کتنے واقعات چھپائے
گئے ہونگے اور کتنے غلط امور مشہور کئے گئے ہونگے۔ یہ واقعہ چشم دید تحریفات اہل
اہلسنت کا بحکم سلطنت اوس زمانکا ہے کہ ہزارون سلطنتین مخالف اس سلطنت کے

اپنی امانت و دیانت سے ترقی پر ہین اور بجز اس سلطنت کے جسکو مخالف ضعیف
و کمزور کہتے ہین دوسری کوئی سلطنت بھی اس مذہب کی نہین - اور کتابون کی
وہ شہرت ہوئی ہے کہ ہر کتاب صدہا ہزارہا مرتبہ مختلف زبانون مختلف سلطنتون مین
چھپ کر شائع ہو چکی ہین بخصوص یہ کتاب شرح عقائد النسفی - اسطرح شائع
ہوئی ہے کہ اطفال مکتب تک کے تبغلون مین یہ کتاب دی رہتی ہے - پس جب
اس کمزور محدود سلطنت نے ایسی معمولی زبردشق طلبہ اکتابون مین یہ حرفت
کی کہ اپنی ہی مذہب کی اصل مسئلہ کو اوڑا دیا تو جس زمانہ مین اسی سلطنت کا
تمام عالم پہ تسلط تہا اسی قوم کا ہر جا زور شور کہ مخالف اسکے نہایت قلت و ذلت
اختفا و استتار مین بسر کرتے اس قوم اور اس سلطنت نے کیا کیا ہوگا کس کس
عنوان سے سلطان وقت کی رضا مندی اور خوشنودی کے لئے علمائے حدیث نے تصنیف
کی ہونگے اور کیسے کیسے مسئلے گڑہے ہونگے اور کیسی کیسی حرفتین کی ہونگی جسمین
نہ کسی مخالف کا خوف تہا نہ دُر اب تو ہندوستان مین بہت ترکیبین علانیہ ہوئی لیکن
صحیح بخاری کے ایک نسخہ سے فدک کا قصہ نکال دیا گیا - اس تقریر مین "جملہ
غلامان زادہ خطاب سے" آپ نے برارت اپنی یون ثابت کی ہے کہ یہ ضمیر کے
کلمات شان مین جدہ ماجدہ و کل سادات جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے
اپنے دل سے تو نہین کہے بلکہ مولوی حیدر علی کفش دوز کے رسالہ تموز نیمروز سے
نقل کئے - فسا باش این کار از تو آید و مردان چنین کنند - مین ان فقرات کی نسبت
کیا عرض کرون اونکی اصالت کا اثر ہے محبت اہلبیت ہی تو فریقین کے تردیک
طیب و لادت و عدم طیب و لادت مین فارق ہے - فرمایا رسول اللہ نے دشمن
نہ رکہیگا علی کو مگر ولد الزنا دیکہی مناقب اسامت ملک العماء دولت آبادی سے رسالہ
تموز نیمروز چھپے مطبوع نہین دیکہا ہے مگر اوسکا جواب آفتاب عالم افروز مطبوعہ
مطبع گلستان محمدی سنہ ۱۳۱۱ دو جلدون مین موجود ہے تو اب حاجت جواب نہین
مردود کی رد بے سود مگر اتنا کہنا ضرور ہے کہ اصل خطبہ جناب سیدہ اہانت کی کتابون

مین بہی موجود ہے جسکا ثبوت تشفی صفحہ ۲۳۳ اہلسنت وخوارج مین مرفوع ہے اور
جناب امیر اور جناب سیدہ کا اتحاما للجنہ طالب اعانت ہونا انصاریہ یا اپنے گھر مین
جانا خود تاریخ کامل علامہ ابن اثیر محدث اہلسنت مین موجود ہے
تو کیا اب ہی آپ اعتراض کرینگے ؟ ۔ بیان چوا غلاط نحوی و صرفی اپنے کلمی مین انکا
جواب مجملا یہ ہے کہ جب کہ قول حضرت عثمان قرآن مین غلطی رہگئی جسکے تحسین تیرہوین
مین قرآن مین غلطی ہے جسکو عرب لوگ درست کرلینگے اور حضرت عائشہ معصومہ
کو مغبون لکھنے کو فرمائین اور امام ابو حنیفہ صاحب لو رما ما یا قیس فرمائین جہان
نحوی قاعدہ سے بانی قیس ہونا چاہیئے تو پہر مولوی کرار علی صاحب مرحوم
پر ایسی اغلاط کا اعتراض کس اصول پر کیا جاتا ہے ۔ اسکے بعد جو سخت کلامی
کی معمولی شکایت اور دیکہی ہی سے لکہی تو وہ شکایت ہے جسکا علاج نہین کہ سکتے
کتنے ہی نرمی و ملائمیت و تہذیب سے گفتگو ہو مگر بزرگونکی یہ تعلیم کہ غیبت سب
صحابہ کرنے مین نہین اوٹہتی ۔ کیا اوس غیر مہذب تقریر سے زیادہ نامہذب
کوئی تقریر ہوگی جسکو اپنی تموز نیم روزہ سے نقل کیا اوس شخص کی درشت گوئی
تو ایسی مشہور ہے کہ آپ بہی معترف ہین ۔

قول موثوق صفحہ ۳۳ سطر ۱۴ سے آپ اصل مسئلہ خصومت کی تحقیق بہی نہین کرتے
اب اس جگہ سے جواب ایجازا و اختصارا متعلق بہ مبحوث عنہ خدمت پیش امام
صاحب مین عرض کرتا ہون جناب ممدوح فرماتے ہین کہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ
بجواب کتب فریقین سے ثابت نہین الخ اس مقام پر مع نظر سقم ترکیب لفظی سے جو باعث شاہنا
معنی مردود ہے کرتا ہون فی الحقیقت جناب ہمارے کونسی مباحث کلامیہ مین
تاریخ نہین ورنہ ایسا دعوے نفی کرتے آپ لفظ فریقین کو چہوڑ کر صرف
قول موثوق صفحہ ۲۱۴ مین مراد تہین حالانکہ اسکا رسالہ تموز نیم روز سے مرقوم کرتا ہون اگر دیکہا ہوتا
کہ اسمین صفحہ تحریرین ۴۶ سطر ۶ فقط ہزہ خوبصورتی عبارت غلط تماشا ہو کہان بندا کہان خطا
کہان فصل کہان فاعل کہان مفعول معنی مردود تو اغلاط نحوی صرفی جائز نہین جناب ہمارے نزدیک نحوی صاحب پر

فرقہ شیعہ سے نقلو سنیے کتنا خوب محاورہ ہے اور کسوی انشاء اللہ تعالیٰ صرف
کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھ حضرت
خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے معاذ
حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ کہاں بجبر کہاں قبول فرمایا غور کیجئے آپ نے ناحق
اتنی صعوبت تفحص کتب اہلسنت مین اٹھائی اب اہلسنت کی احادیث یا روایت
کو مطابق مضمون آیت شریف کی پیش کشت فرمائی کیا روایات اہلبیت کتاب المبین
جو آیت نہان الٰہی اصح الکتب بعد کتاب الہازی کے کیا ہی مطلب ہین۔ بنذ فریق من الذین
اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون۔
یعنی پھینکدیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دیگئی تھی کتاب خدا کی کتاب اپنی
پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتی نہین اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار شیعہ کا ہے
اسکو ملاحظہ فرمائین جلد اول ایاب بیانات جو سنہ ۲۸۶ھ مرزا پور مین طبع ہوئی
ہو اس سے مختصر بتغیر عبارت گذارش کرتا ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو
ازالۃ العین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھ شرح وبسط کے لکھا ہے مولف اسلئے بیان
عنوان بحث مین لکھتے ہین کہ شیعون نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے
جیسا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین جو انساب تزوج حضرت علیہ
باین الخطاب پر ثبوت پر سیدہ مثل سید مرتضیٰ کہ قریب العہد ازمان ائمہ
معصومین بود و غیر ایشان انکار بلیغ ازان نمودہ اند وہی کتقلید جناب نے فرمائی
بلکہ حاشیہ صفحہ ۳۰ کتاب کا دیکھکر انکا اس نکاح کا کیسا اصل فراہ ہے بلعت انکار
طرف شیخ مفید علیہ الرحمہ کیا نہ لکھا جاتا شیخ مفید سے فرمایا اول الابطال قول مجتہد
صاحب کا برکے بعد اوسکے شیخ مفید صاحب کا قول عرض کرونگا ملا محمد صاحب
کشمیری تشریح مین کہا سا صاحب تحفہ یون فرماتے ہین (سید مرتضیٰ علم الہدیٰ
در کتب تغیر مسمی بنبراس بغیر ظاہر کلامہ فقد ذکر فی کتاب الشافی
الخ جناب من قال ب شکوہ علی بیتہ اللہ علیہ السلام صاحب

عمر الی نکاح ابنۃ الا بعد تو عدو تھدد و مراجعۃ و منازعۃ و
کلام طویل ما تو ما شفق معہ من سوء الحال و ظھور ما لا یزال مخفیہ
یعنی نکاح عمر کا ساتھہ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کی فضیلت مین شمار
کرتے ہین جواب ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہے وہان ہمنے بیان کیا
کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھہ بہ طیب خاطر قبول نہین فرمایا
بلکہ یہ عقد بعد اسکے ہوا ہے کہ عمر نے بارہا حضرت امیر سے درخواست کی اور نوبت
منازعت و تخویف تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کار دین و ملت خراب
ہوتا ہے اور دامن ——— تقیہ ہاتھہ سے جاتا ہے تب بلا رضا اور بغیر
اختیار کے جناب امیر نے یہ نکاح کر دیا اس تحریر کو سید مرتضی کی جناب قبلہ و کعبہ
کی تحریر سے ملائے اور اس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان
ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ایمان نمودہ تنبیہ ایہا الانبیار کی عبارت مذکورہ سے
مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی عبارت کی داد دیجئے بعد اسکے نقل عبارت
سوانح حسنیہ ہے کہ چونکہ والد ماجد کے مولفات سے ہے تکذیب قول مجتہد صاحب
کی ہوتی ہی — (سید مرتضی) شنیدہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر
واقع نشدہ و احادیث بسیار مویدہ قول خود ذکر کردہ و ہر گاہ باختیار حضرت امیر
واقع نشدہ محل اشکال نیست) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار
بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضی صاحب اور انکی والد ماجد کی تحریر سے باطل ہو گیا
رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہے اور انکار بحث اور چیز۔ اس جگہ
طائفہ قوم کو لازم ہے کہ پدر والا قدر یعنی مجتہد دلدار علی صاحب کو حلقہ مجلس
امین لیکر بقانون نحو و حکمی سنا تہہ اس کلام کی مضر نم بزن شعر یا لیت
کان امی بناتہ + فیتر فی خفض احواتہ۔ اور فرزندان عالی جناب کو
مناسب ہے کہ زمین خدمت کی چوم کر اس شعر کو سا تہہ اہنگ کتاب خوانان
اپنے ان کے ادا کریں سہ مردان چمانا خلف پسرند + من بیچاوتا خلف پدرم +

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

دفع الوقوع مین بہت شکر گذار ہون کہ آپ نے لاطائل خارج از بحث باتون
دو ہی جزمین فراغت کی زیادہ دماغ سوزی نہ فرمائی۔ کیونکہ کہان تک آپ لکھتے اور
کیا لکھتے۔ اب مین بہی مختصر طور پر محققانہ طریقہ سے اس واقعہ عقد کے متعلق عرض
کرتا ہون انصاف شرط ہے۔ اولاً ثبوت نکاح مذکور سے مولوی صاحب نے تو یہی
سمجہا ہے کہ کتب فریقین سے یہ نکاح ثابت نہین۔ نہ یہ کہ وجود روایات واقوال ضعیفہ
سخیفہ سے انکار کیا ہو اور ثبوت وہن کہا جاتا ہے جہان فی الواقع کوئی اثر کما
و محقق ہو نہ صرف روایت روایات پر جو بغرض رد یا ابطال یا اور کسی غرض
سے نقل ہو جائے بلکہ اگر ان اغراض سے نہو اور سند صحیح بہی ہو تو اسکو
بہی ثابت نہین کہہ سکتے جب تک ثبوت واقعی نہ ہو چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب
فرماتے ہین صرف حدیث صحیح جائز العمل بہی نہین چہ جائیکہ واجب العمل ہو
اور جب حضرات اہلسنت احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ کے ثبوت اور صحت سے
انکار کرتے ہین تو روایات غیر صحیحہ بلکہ موضوعہ کے انسبت اگر کہا جائے کہ ثابت
نہین تو آپ کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین۔ آپکا خیال ان ضعیف
وسخیف اقوال پر ہے جنکی حالت اجمالاً مذکور ہوئی اور آئندہ مذکور ہوگی اور
مولوی صاحب مرحوم کا خیال اصل واقعہ پر ہے جو فی الواقع ایسا ہی ہے جسا
مولوی صاحب نے کہا کہ ہرگز ثابت نہین۔ ثانیاً یہ مسئلہ عقد ایک تاریخی واقعہ
ہے نہ کوئی ایسا مذہبی مسئلہ جسمین خاص ایک فرقہ کی روایت بکار آمد ہو
اور چونکہ آپ اس واقعہ سے فضیلت خلیفہ پر استدلال کرتے ہین تو آپکی
حیثیت مدعی کی ہوئی اور شیعہ بحیثیت منکر لہذا ضرور ہوا کہ آپ اس واقعہ کو
اپنے اصول سے پورے طور پر ثابت کر لیجئے شب منکر کے اقوال مسلمہ کو اپنی
ثبوت مین پیش کیجئے۔ نہ یہ کہ اپنے دلائل تو بالائے طاق رکہدین اور دوسرے
کے اقوال کو کہا پہر کر موافق مطلب بنالین بہر حال ہماری تحقیق اصل
واقعہ کے متعلق ہے نہ خاص شیعہ و سنی کی روایت سے اور انشاء اللہ

عنقریب ظاہر ہوگا کہ جن روایات کو آپ مفید بحث نہیں سمجھتے ہیں وہ بالکل برخلاف
ہیں۔ ہان یہ اچھی طرح ملحوظ رہے کہ بحث یہان صرف اسیقدر ہے کہ حدیث کا مضمون
بابت جناب فاطمہؑ کا عقد خلیفہ دوم عمر بن الخطاب سے ہوا یا نہیں۔ نہ یہ کہ وہ
عقد بفرض وقوع کسیطرح مفید ثبوت ایمان خلیفہ بھی ہے یا نہیں۔
غالبًا آپکی نصیحت کہ آپنے ناحق اتنی صعوبت تصحیح کتب اہلسنت میں اوٹھائی بیجا
منظور ہوتی اگر آپ عامل ہوتے۔ کیونکہ جب آپکو آیات بینات مطبوعہ مرزا دبیر
پر دست برد کرنا تھا اوسیکو مختصر اتبغیر گزارش کرنا تھا۔ تو اسکی ضرورت ہی کیا تھی
کہ خون لگا کر آپ شہیدوں میں داخل ہو جائیں سارے چار جز کی نقل سے آپ
مصنف کہلائیں اوسی آیات بینات کو بھیجکر ہمیں اپنی خدمت میں رمی الجمرات جلد
ثالث مطبوعہ بستان مرثیہ گوی لکھنؤ بھیجدیتا نہ آپکو زحمت تحریر ہوتی نہ اوسکو اخذات
نیچے پرانے مردوں کے اوکھاڑنے کی نوبت آتی۔
افسوس آپ نے مولوی حیدر علی کی رد ازالۃ العین نہیں دیکھی جسمیں تحریر کرتے ہیں
اور بڑا ناز ہے وہ کتاب فارسی میں ہے جسکا ایک حصہ دہلی میں چھپا اور دوسرا لکھنؤ
مطبع کمر ہند صدر مجلس میں بھی پاس موجود ہے اگر آپ اوسکو دیکھتے ہوتے تو ہرگز
یہ نہ فرماتے اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہوتو ازالۃ العین کو ملاحظہ فرمائیں کہ
ساتھہ شرح و بسط کے لکھا ہے) ہرگز اونہوں نے بسبب صاحب آیات بینات
کے نہ شرح کیا ہے نہ بسط۔ ہان اپنے یہان کی روایات البتہ لکھی ہے جنکو صاحب
آیات بینات نے قلم زد کر دیا۔ شاید اسی عدم مطالعہ کی باعث اپنے اوسکے
مطبع وغیرہ کا حوالہ نہ دیا۔ افسوس ہے کہ آپنے مولوی مہدی علی خان کی بالیسی
کو ذرہ بھی نہ سمجھے اور سمجھتے کہان سے وہ دماغ آپکو کہان نصیب جو ان چالوں کو
سمجھتے آپکو مولوی حیدر علی کی تقلید ہے جنکا دماغ خاندانی پیشہ کے سبب سے
بالکل کھو گیا تھا مولوی مہدی علی خان نے ضرور اون روایات پر اپنی اہلبیتی
نظر ڈالی ہوگی اور خوب سمجھ لیا ہوگا کہ یہ روایتیں اس قابل نہیں کہ شیعوں کے سامنے

ظاہر کی جائین جو جائیگا اون سے استدلال کیا جائے اسی وجہ سے اون ہدایات
پر پردہ ڈالکر ایسا بتایا کہ کسی کا خیال ہی نہ جائے مگر آپ نے اپنے سوال سے
اون اسرار مخفیہ کو ظاہر کر دیا۔
رہا یہ کہ جناب آپ آیات بینات پر فرض کہاں سے بیٹھے ہین تو مولوی کرامت علی صاحب
مرحوم پر تقلید کے بارہ مین کیون معترض ہین۔ حاشیہ الیقاب پر دیکھا ہو یا
کہین دیکھا ہو انکار جناب شیخ مفید طاب ثراہ عقد مذکور سے تو ایسا یقینی ہے
کہ آپکے مولوی حیدر علی و مہدی علی بھی اوس سے منکر نہ ہو سکے وہ رسالہ
جناب شیخ کا بنفسہ جیب کیا ہے اور اونکی عبارت کتاب کنز مکتوم مین دو
مقامون پر منقول ہے ایک صفحہ ۱۶۲ مین دوسرے صفحہ ۱۸۳ مین۔ اگر آپ تالیف کو
دیکھ کیا کہ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ ثابت کیا تو مین وہان اونکی عبارت نقل کر دیتا
والا فلا۔ علاوہ برآن آپکے خود مولوی حیدر علی مقر ہین کہ شیعہ وقوع عقد کے منکر
ہین دیکھئے ازالۃ العین صفحہ ۹ اور سمہودی اور ابن حجر مکی کا تو عموم رد افض اور رفع
ائمہ اہلبیت طاہرین کے انکار کو بھی نقل کرتے ہین دیکھئے کنز مکتوم صفحہ مطبوعہ
خامسا جناب سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ کے انکار پر کیونکر بہتا اصرار ہے
تزھۃ نزیہ الانبیا مواعظ حسنہ سیکا نام نبوت دیا جس سے عوام پر اپکی کثرت
اطلاع ظاہر ہو کہ جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی خوب رد کی۔ حالانکہ اسمین
نہ آپکی محنت ہے نہ ایات بینات والے کی جسکو یہ بھی نہیں معلوم کہ سلطان العلما
نے لکھا ہے یا اور کسی نے گمان لکھا ہے کہ سید مرتضی منکر ہین۔ اسی وجہ
سے یہ گودنی فقرہ لکھدیا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین سر جناب من
وہ رسالہ تشئید المبانی مولفہ جناب سید باقر صاحب مرحوم ہے جسکے جواب
مین مولوی حیدر علی نے ازالۃ العین لکھی۔ تصنیف جناب سلطان العلما
طاب ثراہ جنکو آپ مجتہد صاحب لکھتے ہین اوسی تشئید المبانی کا وہ فقرہ ہے
مولوی مہدی علی خان نے تو ازالۃ العین شروع سے دیکھی تھی جو سمجھتے

کہ کس رسالہ کے جواب مین ہے اسیوجہہ سے ایک رسالہ لکھدیا۔ بہر حال ان فصولسے
کیا مطلب جناب سیدؒ کی وہ تحریر فرض و تسلیم کی بناپر ہے کہ ایسے جبر و تشدد کی
حالت مین اگر کیا تو کیا الزام ہے جیساکہ تمامی روایات اہلسنت مین مذکور ہے
نہ یہ کہ اصل واقعہ کی تحقیق کیہو اسی وجہہ سے اوسکا حوالہ شافی پر دیا اور یہان مخصص
و تسلیمی جواب لکھدیا۔
اور روشن دلیل اس جواب کے جواب تسلیمی ہونے پر اخری فقرہ اوسکا ہے۔
والخلاف فی ذلک مشہور۔ یعنی خلاف اس مسئلہ کا مشہور ہے اس قدر
کو آپکے بزرگون نے ترک کردیا ہے جسکے لکھنے سے سب قلعی کہل جاتی ہے کہ
ہم یہ جواب فرضی طور پر دیتے ہین نہ تحقیقی طور پر کیونکہ خلاف اس واقعہ
کا مشہور ہے اور ظاہر ہے کہ امر مشہور و متواتر کو سند کی چندان ضرورت نہین
ہوتی۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب سید کے نزدیک جو قریب العہد
تھے زمانہ ائمہ معصومین سے خلاف اس واقعہ کا نہایت درجہ مشہور تہا کہ اوسکی
ذکر کی بہی ضرورت نہ تہی اور متقدمین اسکے قائل تھے۔ صرف جناب سید نے بغرض
اسکات و مجوجیت مخالف یہ نیا جواب تسلیمی لکہا کہ اور بہی حجت تمام ہو۔ اور
جدت اس جواب جناب سیدکی اسی سے ظاہر ہے کہ اوستاد اونکے جناب شیخ مفید
رضوان اللہ علیہ نے بہت اچہی طرح ان روایات عقد کی موضوعیت اور واقعہ
کا غلط ہونا بکمال تحقیق و متانت ذکر کیا ہے اور کسیطرح اس جواب تسلیمی کیطرف
متوجہ نہین ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی دینا اور اس سے مخالفین کو
مغلوب و ملتزم کرنا صرف جناب سید کی طباعی تہی اور ذہانت جسکا مخالف
موافق سبکو اقرار ہے۔ اگر اسپر بہی آپکی تسکین نہ ہو تو یہ عبارت دلایل الاحکام ملاحظہ
ہو۔ واما ما وقع من النبی و الائمۃ من تزویجہم ذلک الصغیر بعد فرض
تحققہ الخ یعنی جو کچہ کہ واقع ہوا نبی اور ائمہ سے نکاح کرنا اونکا ان مناقشوں
بشرطیکہ اوسکے وقوع و تحقق کو ہم فرض کرلیں الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا

کہ کسیطرح یہ واقعات دراصل صحیح نہین ہین بلکہ فرض اور تسلیم کرکے جواب دیتے ہین
اس عبارت سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی ہے بلکہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ متقدمین و متاخرین سب اصل مین تحقیقا اس واقعہ کے منکر ہین اور جو قبول
کرتا ہے وہ اسی طور پر کہ بفرض و تسلیم اور جواب تسلیمی کا اصل تحقیق مین غیر مفید
ہونا باتفاق فریقین کنز مکتوم مین صفحہ سے لغایت صفحہ بخوبی مذکور ہے ملاحظہ
فرمائے۔

ساد سنا بہت افسوس ہے کہ آپکے مولانا رشید الدین خان تو جناب عمدۃ النجاب
سید دلدار علی صاحب اور سلطان العلما سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہما
کو مولانا الاجل الاکمل فرماتے ہین اور اونکی تعظیم و توقیر کو کافہ اہل اسلام پر لازم و متحتم
مگر آپ اونکی بھی نہین سنتے اور خلاف سیادت ایسے کلمات فرماتے ہین جس سے
خواہی نخواہی کہنا ادی تو بہ تو بہ سد ہر کسی از دست غیر نالہ کند ۔ سعدی از دست
خویشتن فریاد ۔ مگر یہ کہ آپ یہ کہین کہ تعظیم و توقیر اونکی تو اہل اسلام پر لازم ہے
نہ ہمپر کہ زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے خلیفہ مجہول النسب کیواسطے یہہ
نسبت و ہمی و امادی صرف اسی غرض سے ثابت کیا چاہتے ہین کہ اہل اسلام اونکی
اور افعال سے چشم پوشی کرکے تعظیم کرین ۔ اور یقینی صحیح النسب اولاد رسول
عالم کامل کے ساتہہ یہ بے ادبی خود فضیحت دیگر یہ النصیحۃ بھی ہے ۔ سچ کہا ہے
یک حبہ نبیست تا نگردد شہید ۔ ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

قول ثمہ موثوق صفحہ ۲۲۷ سطر ۱۶ ۔ اب ہم کتب حضرات شیعہ سے کلام حضرت امام کاظم
بنت فاطمہ کا ساتہہ حضرت خلیفۂ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور اوسی کے ذیل مین جا بجا
پیش امام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین ۔ اول قاضی نور اللہ شہید المعروف بہ مجالس
المومنین ہی سے ساتہہ ان الفاظ کے فرمایا ہے (اگر نبی دختر بہ عثمان داد و ولی دختر بہ عمر نرسانا)
پس اوس عبارت و استدلال کا مضمون کہ فاضل مالیہ ہی قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا
وہیم ابوالقاسم کوفی نے شرح شرائع مین لکہا ہے کہ خروج علی بنتہ ام کلثوم من

یعنی نکاح کیا علیؑ نے اپنی بیٹی ام کلثومؑ کا ساتھ عمرؓ کے۔ اس روایت سے وہ شبہ پیش امام
صاحب کا کہ جسکو ساتھ اس عبارت کے کہ (بعض متکلمین نے اپنے رسائل مین بن تخریج کیا
کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان اہل سنت لکھتے ہین (اعلم ان المسماۃ بکلثوم اثنتان
احدہما کلثوم بنت راہب وثانیتہما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
تزوجت بنکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار وتزوجت بنکاح کلثوم
بنت راہب مع عمر ابن الخطاب۔ تحریر فرماتے ہین جانتا رہا وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر
نیک اختر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی تھین۔ اور حیرت ہے کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو
اوسمین کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھ غضب کے نسبت دیتے ہین۔ کوئی صاحب حضرت
لوط کی بیٹیون کو مثال مین لاتے ہین۔ کوئی فرماتے ہین کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہین ہوا کوئی
یہ کہتے ہین کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کردیا۔ کوئی بجائے ام کلثوم کے صحیفہ جنہ کو
واسطے بہتری کے لاتا ہی کوئی کلثوم بنت راہب۔ کوئی کلثوم بنت ابی بکر بتاتا ہی کوئی
حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھ الفاظ رکیک نضولی کی تعبیر کرتا ہی۔ کوئی رفاف سے الگ
کیا جاتا ہی۔ باقی رہے جناب پیش امام صاحب تو اونکے ایک دعوی بے سروپا سے کیا
اپنے رسالہ مین لکھا ہی اپنے دلکو خوش کرتا ہی وہ کون منکر ہین نام ونسب سے اونکے آگاہ
کیجئے بجا ہی رفع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہی آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپا تو نہین سکتے لیکن
مصرعہ ماشمعۃ الشمس بالھوجاء تنطفی حضرت امیرؑ کا گھر آیا غلط اور ان نہانا حکیم مہدی
کا امام باڑہ کہ بھول بھلیون مین حضرت ام کلثومؑ کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی۔ اخیر ہی
گھر تھا بقول پیش امام صاحب کے خلیفہ ثانی نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جسمین لیکر
نعوذ باللہ جناب امیرؑ کے گلے مین رسی باندھکر لے آئے۔ وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرا دیا گیا
افسوس محبت اہل بیت کا یہی دم بھرا جاتا ہی اور اونکو جلے گرا اور منقلب بنایا جاتا ہی نعوذ باللہ
من ھذہ الخرافات سے سنی دردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو عداکا خوف کیجئے سول سے
شرمائیے خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کی فرمائین اور جناب امیر
فقیر بسبب نواہ حضرت خیر البشر کی سادات مین بیاہ کا مہر بعد وفات کا ہی کیجئے خلیفہ

سے دیوار دین کی قائم ہے اور بیخ شجرۂ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہے جو کفار کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

دفع الوتوق ۔ پہلے آپکا یہ فقرہ "اب ہم کتب شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین" نہایت شکر گذاری کی لائق ہے کہ آپ بھی اسی تقریر کو جناب سید کے مثبت وقوع نکاح نہین جانتے جب ہی تو آپنے یہ کہا "کہ اب ہم ثابت کرتے ہین" بعدہ کلام قاضی صاحب نوراللہ مضجعہ کو دلیل اول یا ثبوت اول قرار دیا جس سے اور بھی یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ کلام جناب سید کو مثبت وقوع نکاح نہین سمجھتے خدا ایسی ہی فہم ہر جگہہ عطا فرمائے۔

ہم اس سے بھی خوش ہین کہ آپنے آیات بینات کے لغوبات و خرافات کو قلم انداز کرکے اپنے کام کی باتونکو منتخب کر لیا ورنہ ناحق تصحیح اوقات ہوتی۔ دوسرے پہلا ثبوت آپکا بلکہ آیات بینات والے کا بلکہ مولوی حیدر علی کا قول قاضی صاحب مرحوم ہے "اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بہ عمر فرستاد" وہی شرطیہ فقرہ ہے جسکو منطق مین تعلیق محال بالمحال کہتے ہین یعنی ایک محال کو دوسرے محال پر معلق کیا کہ اگر نبی نے کیا تو علی نے بھی کیا۔ حالانکہ نہ نبی نے کیا نہ علی نے۔ اسی ایک فقرہ سے عثمان کے عقد کا دعوی بھی دختر نبی سے باطل ہوا جیسا کہ عمر کا نکاح دختر ولی سے باطل اور لغو ہے کیونکہ تحقیق سے دونو واقعہ غلط ہین۔ چونکہ اہلسنت نفاق حضرت عثمان کے بہ نسبت خلیفہ دوم زیادہ قائل ہین۔ (یہان تک کہ باجماع صحابہ و فتوای ام المومنین واجب القتل قرار پائے) اور اونکے عقد پر فرضی دختران رسول سے زیادہ نازان تھے کہ ذوالنورین کا لقب دیا۔ لہذا قاضی صاحب نے بطور الزام فرمایا کہ جب ایسی منافق سے جسکا تمکو بھی اقرار ہے۔ رسول نے اپنی بیٹی بقول تمہارے بیاہی تو اگر جناب امیر نے بھی بقول تمہارے ایسی ہی منافق سے بیٹی بیاہی تو تم کیونکر معترض ہو سکتے ہو۔ جب عقد دختران رسول سے عثمان کا نفاق نہین زائل ہوتا تو بفرض محال عقد دختر علی سے نفاق عمر کیونکر زائل ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایسی شرملی تسلیمی و الزامی اقوال سے کوئی محقق کیونکر اپنی رائے قایم کر سکتا ہے۔ ایک باریک نکتہ اس مین اور ہے کہ قاضی صاحب گویا کسی شیعہ بلکہ سنی کو بھی اصل وقوع نکاح عثمان و عمر سے انکار نہین ہے بلکہ اون ازواج کے بنت رسول و بنت علی ہونے سے انکار ہے جو بہت صحیح اور مطابق واقع ہے پس جناب قاضی صاحب مرحوم کا یہ ایک فقرہ ایسا جامع و مانع ہے کہ آپ تو کیا اپنے علما سمجھ بھی نہین سکتے

چہ جائیکہ اعتراض کرین۔ اور اس فقرہ "ولی دختران بعمر فرستاد سے" نہ دخترولی ہوتا
ثابت ہوتا ہے نہ نکاح کیونکہ دختر عام ہے ہر لڑکی کو دختر کہتے ہین۔ اگر بالخصوص دخترولی
مراد ہوتی تو یون کہتے ولی دختر خود را بعمر فرستاد اور دونو جملے یعنی دختر بعثمان داد و ولی دختر
بعمر فرستاد مین لفظ دختر یو ہین مذکور ہے بلا اضافت خود وغیرہ جس سے تخصیص دختر سمجھی جاتی
اسلیے لفظ فرستاد عام ہے اور بعد اسکے سمجھا جائیگا کہ بھیجی بھائے تمام مضمون ام کلثوم
بنت ابوبکر سے متعلق ہے جسکی عمر نے خواستگاری کی اور جناب امیر نے اوسکی صغر سنی
وغیرہ کا عذر کیا۔ تیسرے ابو القاسم قمی کا شرح شرائع مین لکھنا۔ سہ چہ خوش گفت است
سعدی در زلیخا۔ کا مضمون ہے اگر شرح شرائع ابو القاسم قمی آپ دنیا کی پردہ سے نکالین
تو کچھ نذرانہ حاضر کرون یا حضرت آپکے مولانا اولانا حیدر علی صاحب نے وہو کہا کہا یا ہے تو آیات بینات
والے کا کیا قصور جو اونکا ناقل ہے اور آپ اوسکے ناقل۔ ابو القاسم قمی علیہ الرحمۃ تو مصنف
قوانین الاصول ہین جو بہت متاخرین علمار مابعد حادی عشر سے اور محقق ابو القاسم حلی علیہ
مصنف شرائع کے ہین نہ شارح شرائع کے۔ ہزارون نسخے قلمی چھاپہ موجود ہین ایک نسخے
مین بھی آپ یہ عبارت نکالدین تو ڈبل شکریہ ادا ہو۔ زیادہ توضیح ذوالفقار حیدر بعد ششم مین ہے
اب فرمائے کہ وہ شبہہ پیش امام صاحب کا "کہ ام کلثوم راہب کی بیٹی کا نکاح
عمر سے ہوا" کیونکر زائل ہوا ایسے غلط افتراؤن سے اگر رفع اشتباہ ہو تو آپ مسلمان ہی
کیون رہین۔ یہ لفظ شبہہ آپکے مذاق پر تحریر ہوا نہین تو شبہہ سے اسکو کیا مناسبت ہے
کیونکہ مولوی صاحب تو آپکے اسلاف ابن ماجہ وغیرہ سے بنت راہب ہونا ام کلثوم مزوجہ
عمر کا نقل کرتے ہین اور آپ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کہ یہ نقل صحیح ہے یا غلط بلکہ لیک گونہ
آپنے اس دعوی کی تصدیق کی کہ فرمایا کوئی ام کلثوم بنت راہب کہتا ہے یہی یاد رہے کہ
ان دونو ثبوت مین سے کسی ثبوت مین بنت فاطمہ ہونا مذکور نہین۔ کیونکہ ہر بنت علی بنت فاطمہ
نہین اور پہلے ثبوت مین تو بنت علی ہونا بھی مذکور نہین۔
جو بھی آپکے اس جملہ کو "کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو" ہم مطلق نہ سمجھے کہ کون سا اہتمام
آپنے ثابت کیا ہے اور کونسا اہتمام آپکو مقصود ہے۔ ولی دختر بعمر فرستاد۔ اور دختر علی ابتما

مین تو کوئی اہتمام مذکور نہین - اول فقرہ جملہ شرطیہ ہے جسمین نہ نکاح ہونا مذکور ہی نہ دختر کا
دختر ولی ہونا دوسرے کا وجود ہی نہین چہ جائیکہ کوئی اہتمام ہو اگر یہی اہتمام ہے تو انشاء اللہ
باقی رہا غصب کہنا - یا بوطی کی بیٹیون کی تمثیل دینا - یا بلا طیب خاطر ہونا - یا [illegible]
ہونا - یا جنیہ کا آنا" یہ سب تقریر تو دوسری جگہہ کی ہے جسکو آپ پھر لکھینگے اور وہین
اسکا جواب بھی مذکور ہوگا یہان سے کچھ مناسبت نہین - علمائے شیعہ نے جہان روایات
اہلسنت کو دو ایک منٹ کیلئے فرضی طور پر تسلیم کیا ہے وہان کی یہ باتین ہین کہ بفرض تسلیم
اگر ہے تو یون ہی اور بعض تو خاص آپ ہی لوگون کی روایت ہے جسکو شیعہ بمقابلہ آپکے
پیش کرتے ہین جسکے لئے تمثیلا دو ایک روائتین آپکی بیان کرتا ہون - غصب جسکے
معنی بلا طیب خاطر کے ہین وہ تو کل روایات اہل سنت مین درج ہی جیسا کہ آگے آویگا مکرر بنظر
تسکین خاطر تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی کے باب" کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی
پس علی نے انکار کیا عمر کی تزویج سے - یہ بہت شاق ہوا عمر پر - پس کہا جاؤ علی نے نکاح
کردو اوسکا عمر سے کہ ہمکو ایک کلام بد عمر کا پہونچا ہے - آور تمثیل دختران لوط کی بنیاد پر
کہ جب حضرت لوط نے نبی ہوکر باوصف محافظت خدا و ملیکہ بلکہ نزول ہمشاہد ملیکہ
یکوارا کیا کہ میری بیٹیان کفار کے قبضہ مین جائین حالانکہ وہ انکے خواہان نہ تھے - تو حضرت
علی نے جو امام تھے اور نائب نبی نہ نبی اگر اس سے سخت تر مجبوری مین کہ ایک بادشاہ منافق
عقد کیا چاہتا ہے اور سلسلہ زمانہ اوسکا تابع ہے حضرت کا کوئی ساتھی نہین کیا تو کیا مضائقہ
وکالت حضرت عباس کی روایت اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق مین فضل الخطاب سے
منقول ہے کہ اوسنے نکاح کردیا ام کلثوم کا عباس نے برضا اوسکے باپ کے - باقی رہی روایت جنیہ
پس اوسکا ذکر آیندہ بتفصیل ہوگا اور انکار زفاف کی روایت ہدایت السعد مین ہے
بہ اہلسنت کی کتاب ہے وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب
کما ذکر فیہا - ملا ۲۵۱ حاشیہ کنز مکتوم صفحہ ملاحظہ ہو -
غرض جس جس قسم کی روائتین آپلوگون نے تمامین اور انکا جواب تحقیقی و تسلیمی دیا گیا
اب آپکی روائتین پیش کی گئین اسمین شیعونکو کیا قصور ہے -

خارج از بحث سطر ۸ صفحہ ۳۵ کی عبارت "باقی رہے جناب پیش نام صاحب" کے جواب کی ضرورت نہین ہم کیونکہ گو مولوی صاحب نے اوس متکلم کا نام نہین لکھا ہی مگر ابن ماجہ وابن داؤد کا نام تو لکھا ہے جنسے وہ عبارت نقل کی پہر ان کتابون کو کیون نہ دیکھ لیا۔ میں نے ان کتابونکو نہین دیکھا ہی جو عرض کردن لیکن آپنے بڑی غلطی فاش کی جو ان کتابونکو دیکھا نا اس دعوی پر غور کیا صرف طبعزاد ایک فقرہ مہمل لکھدیا۔ یہ آپکا فرمانا صحیح ہی حضرت امیر کا آخر وہی گھر تھا کہ خلیفہ ثانی نے جلادیا وہی گھر تھا کہ جسمین گھسکر جناب امیر کے گلے مین رسی باندہکر لے آئے وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرادیا گیا۔ کیونکہ یہ سب باتین تو آپ ہی لوگون کی روایات مین موجود ہین پہر شیعون کا کیا قصور ہے۔

پانچوین اسکا تو کوئی بہی قائل نہین "کہ خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ فرمائین اور جناب امیر دختر اسب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاد دین" برائے خدا ذرا شرمائیے اسقدر افترا نہ فرمائیے کہین سے اسکا ثبوت دیجئے کہ کوئی شیعہ قائل ہی کہ خواستگاری حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ پر آپنے یہ کیا محض تہمت محض افترا ہے۔

یا آپ سمجہے نہین یا سمجہکر گڑہا ہے وہ لوگ تو صاف یہ کہتے ہین کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ خواستگاری ہوئی نہ خلیفہ نے اونسے عقد کرنا چاہا نہ عقد ہوا نہ کوئی اور قصہ ہوا۔ آپکے علمانے زوجیت ام کلثوم بنت راہب کو جو مقبولہ آپکی ہی۔ (نہ میری) اور خواستگاری یا عقد ام کلثوم بنت ابوبکر کل قصہ کو بسبب اشتراک نام کے حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب کردیا۔ اسکا کوئی قائل نہین کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی کی جگہہ ان لوگون مین سے کسیکی بیٹی بیاہ دی ہو۔ کیونکہ وہ سب تو خود خلیفہ کی زوجہ تہین یا دہین کے عقد کی خلیفہ نے خواہش کی تہی۔ صحیح ہی کہ ہرگز یہ سب کام "اون قدسی صفاتون کا نہین جنکے قول وفعل سے دیوار دین کی قائم ہی اور بیخ شجرہ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہی" مگر ہمکو تعجب ہے کہ کس دل اور کس زبان سے آپنے ان امور کا اقرار کیا ہے۔ یا صرف شیعون پر الزام تمام کرنیکی غرض سے یہ تقریر ہے؟ جناب من یہ سب کام اون قدسی صفاتون کا تو نہین ہی۔ جنسے دین کی دیوارین قائم ہوئین۔ مگر اون دین کے دیوار گرانیوالون کے بارے مین آپکی کیا رائے ہی جو اپنے غرضونکے لئے اون قدسی صفاتونکا لباس بہیس کرکے

کہ کوئی بیفشر بین اسمنو خوشی سے گوارا نہ کرے جو تواہی وضعی۔ واباب اہلسنت کا بیان ہے
بعث قول موثوق صہ ۳۵ سطر ۱۹ ——— سیوم حضرت حاجی صاحب بسند ابوالحسن علی
بن اسمعیل از ابوبصیر مجالس المومنین مین فرماتے ہین (او را از چند امر پرسیدند کہ آیا انجا یقدمہ ہنگام
حایضہ نماز میکند جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیرالمومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود و نیز
ششصد اشرفی مہر نمود و زبان بہ اقرار فضیلت میکشود و در آن باب غلظت و فضاظت او نیز منظور بود
اس عبارت سے بھی دعوی کمترین کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہوگیا اور تہمت سرقہ کی جو بہ نسبت
اس کمترین کے فرمائی ہے جاتی رہی افسوس کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکھنے سے کچھ خیال ندامت آتا ہوگا
بلکہ عذاب بلکہ انشاء صفحہ کا ماسبق عرض کیا۔ چہارم وہی فاضل صاحب مجالس المومنین مین فرماتے ہین
(محمد بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیرالمومنین مشرف گشتہ
ام کلثوم را کہ از وی اکراہ در حیاۂ عمر بود مزوج نمود) اس سے فی الجملہ ثبوت عبارت بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو محاق
کرکے لکھا ہی ہوگیا اور وقوع کا ہونا ساتھہ خلیفہ ثانی کے ثابت ہی جسکے ثبوت سے اس کمترین کو غرض ہے
پنجم کتاب تہذیب مین یہ حدیث موجود ہی جسکو ساتھہ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اس خدمت نے
بیان کیا ہے۔ قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ
علیہما السلام قال مات ام کلثوم بنت علی علیہ السلام و ابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ
واحدۃ و لا ندری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر و صلی علیہما جمیعا
پس ثبوت (۱) عبارت شاہ صاحب کا کہ (در ینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ
بوجود آمدہ) ہوگیا اور خدشہ (۲) جناب کا کہ ام کلثوم معرکہ کربلا مین موجود تہین جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب سے
صاحب اولاد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا) کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب
اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہین لامحالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہوگا اور یقیناً دختر
صدق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس کیا سیاق ذکر ہا منکوحہ
عمر ہوگی نہ کلثوم بنت فاطمہ) باطل ہوگیا اور فقرہ (۳) آپکا لفظ لامحالہ سے تا لفظ منکوحہ عمر ہوگی قیاس اور
ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہی کیونکہ (۴) اتنا بڑا امر کہ جسکے واسطے اسقدر اہتمام ہو اور سنی
اور شیعہ اپنی کتب احادیث مین درج کرین بلکہ فرقہ ثانی مانع اسکا ہو پھر نہی نقطہ ہوا ہوگا اور ہوگی

جو کہ مفید ظن بلکہ شکک اور نافی یقین ہو تحریر کیا جاوے اور اپنے دعوی و ہم مطوی پر صرف استقرار
فرمایا جائے ع تحقیق کہ بداوازہ گفتگو کیا ہے۔ وہ اول عقلی و نقلی کہ جسمین ظن اور قیاس کو دخل نہو
ارشاد کیجئے تو ان دلائل مین ہر شخص کو اختیار ہے کہ فلان امر ہوا ہوگا اور فلان چیز ہوئی ہوگی کہ سکتا ہے
اب کثیرین (۵) مطابق روش جناب کے عرض کرتا ہے کہ نکاح دختر حضرت ابوبکر کا ساتھ حضرت رسالت پناہ کے محال ہوا
ہوگا اور نکاح دختر حضرت علی کا بھی یقینا ہوا ہوگا کیا دو حرمین ایک نام کی ایک شخص کے نکاح مین نہین
آسکتین ایسی ہی تحریر پر جناب کو دعوی جواب لکھنے کا ہوا مگر آپ مجبور ہین صاحب الفاخر نے اپنا
لکھا ہے زیادہ اس سے ثبوت شبہ کہان سے لائے مصنف انچہ اوستاد بمن گفت ہمان میگویم۔
کتب تواریخ و سیر مین جس جگہ ذکر ازواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج ہے وہان دو نام
ام کلثوم کے لکھے ہین۔ بعض نے لکھا ہے کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکے زوجیت مین تھی۔
بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہے مسیب و زید اصغر و عبداللہ اوسکے بطن سے
تولد ہوئے اور حضرت (۶) ام کلثوم بنت فاطمہ سے بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام زید اور
بیٹی کا نام رقیہ تھا۔ ایسی حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے
بعید ہے خلاف آداب اہل بصیرت و مخالف ہے۔ باقی رہا نام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس
جگہ وہ نقل (۷) یاد آئی جسکو مولانا حزین علی صاحب مدظلہ العالی نے رسالہ المکاتیب فی رثیۃ
الشہداء والمعراجیب مین لکھا ہے کہ (قصہ) بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروق و قرابت مجتمعہ او
در دودمان اہل بیت طاہرین سر خود را میکوفت و میگفت کہ باورم نمی آید و عقل نزد این مناقب را
تجویز نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریت سرور کائنات فورق کردہ و بر بلیہ ہائے بیکر
رسول مقبول و حضرت بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فقیر گفت کہ ای زن ناقص العقل
آن عمر کہ فوج کشی بر مہمانان کربلا نمودہ و ابواب ظلم بروی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود نہ عمر بن
مدائح عمر بن خطاب است کہ در ملازمین رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام مذکور است کہ انت الشمس فی رابعۃ السماء و معدن
اہل صدق و صفا است و قبل از ظہور خیر و سعادت از و ممکن نیست و سالہا گرد ساز در نماز عید گفتہ زینہار این مناقب را
کربلا حاضر نبود زن غمزہ باد میکرد و نازہ نازہ میگریست کہ ہرگز بدلم در نمی آید بر اکہ من از ملائکہ
شنیدہ ام کہ این ہمہ جور و جفا از یزید بن خلفا صدور یافتہ و از نیجا است کہ امام حسین علیہ السلام سر خود بر زانوی

سبب دوتر امیکشایند) بعد تھوڑے فاصلہ کے لکھتے ہین (اکنون توجیہا تیکہ دراین امور بہ کتب
قدیم و جدید ذکر کردہ عوام را بہ انتساب واقعہ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید محصلش و حید
خرف آنکہ سبب قتل و اسیر اہل بیت در کربلا اجماع سقیفہ و امر شوری است کہ بانی مبانی آن عمر
است و شعرائے ایشان درین باب بہ عربی و فارسی صدہا اشعار نظم کردہ۔ قاضی نور اللہ شوستری
و امثالش در تصانیف خویش آوردہ اند ایرادش خالی از اطناب نیست مصراعی ازان این بست ع
آن کشتہ سقیفہ و شوارو کربلا۔ اگر بوہر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہووے تو رسالہ رجعیہ ملا
مجلسی کما ملاحظہ فرمائے کہ حدیث ہشتم مین یہ فقرات تحریر فرمائے ہین (پس ہر ظلمے و کفری کہ از اول
عالم تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آورد و مثل زدن سلمان فارسی و آتش افروختن بہ در خانہ
امیر المومنین و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام برائے سوختن ایشان و زہر دادن امام حسن و کشتن
امام حسین و اطفال و پیشتر عمان و یاران او علیہم السلام و اسیر کردن ذریت رسول در نخلستان خلوان آل
محمد صلعم در ہر زمانے و ہر خونے کہ بناحق ریختہ شد و ہر قرنے کہ بحرام جماع شد و ہر سوئے حرامے
کہ خوردہ شد و ہر گناہ و ظلم و جورے کہ واقع شد تا قیام قائم آل محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد و
انتہت بلفظہا پس ازین قبیل جناب نے یہی رہنا ام کلثوم کا معرکہ کربلا مین تصور فرمایا اگرچہ
خطا جناب کیطرف سے نہین ہو سکتی کیونکہ صاحب الباب نے ایسا ہی لکھا ہی آپ نے اسکے لکھنے کو
معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کردیا تنقید اور تحقیق نہین فرمائی۔ تحریر الشہادتین کو
جناب نے نہین ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا دہوکا آپکو نہ ہوتا ان بزرگ نے اس کتاب مین التزام صدق و اصابت
کا نہین کیا ہی بہت سے روایات ضعیف اور مختلف المضمون موجود ہین وہ کتاب مرتبہ کے طور
پر بیان کی گئی ہی اصل سر الشہادتین مین جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام
صحت کیا ہی اسمین اس روایت کا اثر ہی نہین ہی۔ علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین مین لکھنے
لکھنے ان روایات کے ان بزرگ نے لکھدیا ہی۔ بالجملہ انمین روایات و امثال آن بعضے ازان خالی
از ضعف نبودہ باشد۔ پس ایسی حالت مین بفحوائے مصراع مشہور ع و اماندہ زاصل کار و مشغول
بفرع۔ یہ طریقہ کام محققین اور دقیقین کا نہین۔ اگر ایسی روائتون پر آپ تشبث دلائین گے
بہت سی روایتین مرثیون مین مزاد بیر صاحب و میر انیس صاحب سے آپکو ملجائین گی کیا ہے

جواب جناب کا بخوبی درست ہوجائیگا بقول صاحب آیات بینات کے (جو مضمون انکے ذہن مین آیا اُسی
وقت ایک روایت اپنی طرفسے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر
اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے مین کئی بار سننے کا اتفاق ہوا ہوگا ؎ شاید
بستند باز و زینب و کلثوم را ۔ الفلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت مہذب تسطیر فرمایا ہوتا۔ ابتدی
عبارت عالی کو فما ھو الا افتراء ھم تا رہب الجزاع ۔ کیسے جانب پہیرون جناب کی طرف
تو پہیر ہی نہین سکتا کیونکہ اُسمین الفاظ سب اور دشنام کے مندرج ہین اگر ارشاد ہو تو صاحب
تہذیب کیطرف پہیر دیجائے کہ اُن بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کر دیا کہ وفات ام کلثوم
اور زید کا قبل معرکہ کربلا کے لکھدیا۔ اب ردّ و قدح سے قطع نظر روایت استیعاب کے کہ جسکو ایقاب نے لکھا
ہی اور روایت مودت کو وہ بھی کتاب مذکورہ کچھ عربی کی اردو اور کچھ عربی کی عربی تحریر کی ہی سوال
و جواب پڑھنا کتب مبسوطہ مین دسترس و گریبان ہوچکے ہین اون کتابون کو ملاحظہ فرما کر تسکین اپنی
فرمائے مین ایسے ڈھکوسلون کو پسند نہین کرتا مقصود اصلی میرا یعنی نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ
[illegible] سو کتب حضرات شیعہ سے ہوچکا لہذا پیشتر اس مباحث از مبحث ہو بفائدہ جانا ہوا

رفع الوثوق

یا حضرت قاضی صاحب بسند ابوالحسن علی بن اسمعیل
اثنا عشری کوئی روایت نہین نقل کرتے ہین جسمین سند ہوتی ہی یا قول معصوم سمجھا
جاتا ہے بلکہ خود علامہ ابوالحسن کا حاضر جوابی لکھ رہے ہین کہ سنیون کو اس جواب سے خاموش
کر دیا کہ اگر حضرت امیر نے عمر سے بیٹی بیاہی تو اسوجہ سے کہ وہ زبانی اقرار شہادتین
کرتے تھے جسکا مقصود یہ ہے کہ تم جو کفر عمر و نکاح مذکور کا اجتماع محال سمجھتے ہو غلط ہے
کیونکہ ہم خلیفہ کو منافق کہتے ہین جس سے عقد جائز ہے تم لوگون کے نزدیک پس اگر
نکاح ہوا تو اسی بنا پر کہ وہ زبانی اقرار شہادتین کرتے تھے ۔ دیکھیے تو یہی وہی
جواب تسلیمی ہے جسکو کوئی مصیبد مدعا نہین سمجھتا یہ جواب بھی اوسی قسم کا ہی جو جناب
سید مرتضی علم الہدی نے تحریر فرمایا تھا جنکی طباعی و ذہانت مسلمہ فریقین ہے اسوجہ
سے جناب قاضی صاحب نے اس جواب کو علامہ ابوالحسن کے لطافت و حاضر جوابی کے
موقع پر ذکر فرمایا تو یہ جواب اور جواب سید مرتضی بطرز اسکات مخالف ہے نہ بنا بر تحقیق امر

مین مکرر عرض کرچکا ہون کہ جس عنوان سے اہلسنت استدلال کرتے یا سوال فرماتے
اوسیکے مطابق کبھی جواب تحقیقی دیا جاتا کبھی الزامی کبھی تسلیمی۔ اگر ایسے ہی ثبوت کی ضرورت
تھی تو بہت اچھی طرح آپکا مقدمہ ثابت ہوگا آپنے ناسخ التواریخ کا جو تذکرہ کیا ہی تو شاید
آپنے اوسے دیکھا نہین کسی سے سُن لیا ہوگا۔ آپ اوسکے پہلی جلد کا مقدمہ پڑہیئے کہ کیا لکھتے
ہین وہ بیچارہ تو خود لکھہ رہا ہی کہ ہم تواریخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور زیادہ تر تاریخ طبری
پھر اوسکو تاریخ شیعہ سمجھنا آپ ہی سے عقلا کا کام ہے۔ اگر ایسی ہی نقلون پر
مدار تحقیق ہے تو بیشک آپ جیت گئے۔ ہزارون جگہہ قران مین صحاح ستہ مین اقوال
کفار و منافقین بغرض رد ہی یا کنایۃً مذکور ہین بلکہ بغیر ان وجوہ کے بھی۔ تو وہ سب
جیت گئے ہزارون روائتین کتب اہلسنت کی شیعون کی یہان بغرض مذکور یا دوسرے
اغراض سے مذکور ہین وہ سب شیعونکی روایت ہوگئی۔ ع ببین عقل و دانش بباید گریست +
دوسرے آپکا چہارم بھی بیکار ہی۔ کیونکہ مجالس المومنین کتب رجال سے ہی قاضی صاحب
نے محمد بن جعفر کا حال کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی سے لکھا ہی جسکی
عبارت مطابق استیعاب یہ ہے۔ ھو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی بعد موت عمر
بن الخطاب۔ یعنی محمد بن جعفر وہی ہین جنہون نے عقد کیا ام کلثوم سے بعد موت
عمر بن الخطاب کے۔ جس سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے اون عبارتونکا ترجمہ کیا ہی۔
یا حضرت یہ بھی واضح رہی کہ اصابہ و اسد الغابہ و استیعاب و تاریخ کامل وغیرہ کتب رجال
و تواریخ اہلسنت مین حضرت محمد بن جعفر کی شہادت جنگ تستر مین بعہد عمر لکھی ہی پھر
فرمائی کہ بعد شہادت وہ کیونکر زندہ ہوی جو اونسے دوبارہ نکاح حضرت ام کلثوم کا ہوا۔
یہ جملہ معترضہ یاد رکھیئے آیندہ کام آویگا۔ بیہقی وغیرہ کی عبارت کو الحاق کہنا حضرت خالی ہی
کا کام ہے کیونکہ بیہقی کی عبارت سے کوی مطلب مخالف اہلسنت نہین نکلتا جس سے
مامون صاحب اوسکو الحاقی قرار دیا بیہقی کی عبارت منقولہ ص ۱۳ رسالہ قول مرغوب ہی
ان علیا عزل بناتہ لو لد اخیہ جعفر فلقیہ عمر فقال یا ابا الحسن الا تھنیٔ ابنتک
ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ؐ قال قد خبتھن اولادی انی جعفر

اور یہی مضمون تمامی روایات اہلسنت میں ہی کہ جناب امیرؑ نے خلیفہ سے ایک معذرت یہی
کیا کہ ہمارے بیٹوں کی نسبت فرزندان جعفر مفقود ہے جیسا کہ آیندہ بھی مذکور ہوگا
پھر نہ معلوم یہ عبارت کیون الحاقی ظاہر دی گئی بہرحال چونکہ کوئی کتاب اہلسنت کی
ایسی نہیں جسمین وہ یہ نہ کہتے ہون کہ شیعون نے بڑھا دیا تو اب اس جملہ کی شکایت
یہان کیونکر کی جائے۔

نہیں ہے کہ آپکا کتاب تہذیب ہی جو بیشک مستند کتب احادیث مذہب شیعہ ہے
مگر میطور سے جیسا کہ کتب اربعہ پر کل شیعونکا عقیدہ ہے کہ اقسام اربعہ صحیح حسن موثق
ضعیف روائتین سب ہین۔ نہ یہ کہ آپکی صحاح ستہ کی طرح ازراہ گندم نمای جو فروشی
تمام ہے تو یہ کہین کہ بعد قران یہی کتابین صحیح ہین اور علما ہزارہا روائتونکو اونکے غلط
ضعیف موضوع بتائین۔

بہرکیف کتاب تو معتمد ہے مگر اسوقت حاضر
نہین جو اس روایت کی اوس سے توثیق کرین کیونکہ بہت سی روائتین اسکی مخالف ہیں
اور تمامتر اہم امور ہی کہ مانند ام کلثوم و زید بن عمر اور برولیتے زید بن یحیی النسبہ ہین
صحت کا بالفطر نہین۔ جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ روایت درست نہو۔ مگر ہم
اوپر سب امور سے قطع نظر کرکے جب سلسلہ روایت کو کتب رجال سے ملاتے ہین تو یہ
روایت بالکل ناقابل اعتبار ٹہرتی ہے کیونکہ راوی اول محمد بن احمد بن یحیی کی بابت
کتاب منتہی المقال مین اوامر قوم ہے۔ یہ روایت کرتے ہین ضعیفون سے اور اعتماد کرتے
مرسل پر۔ اور نہین پروا کرتے کہ کس سے لیا روایت کو اور انکی کتاب نوادر الحکمۃ کو
نجاشی یہ تہمت دیکر شیب کہتے تہے جسکے ایک کپتہ تہا جسکے کئی منہ تھے کہ ہر چیز کو اسی
ایک ہی ڈبہ سے دیتا غرض اس سے مشابہت دیتا تہا اس کتاب کو اس ڈبہ سے ۔۔۔۔۔
مطبوعہ ایران۔

پھر فرمائے ایسی روایت سے استدلال کیونکر درست
ہوسکتا ہے انصاف شرط ہے ہٹ دہرمی کا جواب نہین۔ فلاح پر بھی نسبت کا
الزام ہے دیکھو رمی الجمرات صفحہ ۲۰۸ ج ۲۔ عنوان روایت یہی بالکل غلط ہے
عن جعفر ابن محمد النقی عن الفلاح جعفر بن ہبہ ہرگز طریقہ روایت نہین اور یہی یہ روایت

بطریق عنعنہ ہی کہ عن فلان عن فلان جو محدثین کے نزدیک قابل وثوق نہین چنانچہ
شاہ عبدالعزیز صاحب روایت شکار بی بی عائشہ کے جواب مین فرماتی ہین وباز
وہین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم روایات بی شمار
در مطاعن امہات المومنین متمسک جستن شان مومنین نیست تحفہ ص۱۰۵ کنز المتوم
یہ روایت شکار خاص اہلسنت کی روایت ہی نہ شیعونکی وکیع بن جراح اسکے راوی ہین

شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

یہی ثبوت ہین حضرت خالد کے بلکہ آیات بینات والے کے بلکہ حیدر علی کے کتب مذہبی شیعہ سے
جسپر وہ سب شور وغل تہا جسنے ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ اہلسنت کیسی بغلین جھانکی
گہرکی دیتے ہین اور کیسی کیسی لام باندہتے ہین جو اک دلیل بہی نہ سنبہال سکے۔ ان
پانچون ثبوتون کی مجموعی حالت یہ ہی کہ ایک تو اوسمین روایت ہی۔ یہی جو اخیر مین
مذکور ہوئی اور اوسکی تحریف دلی اعتمادی اپنی دیکہی۔ باقی دو قول ہین علمائے شیعہ
کے جواب مین اہلسنت کے ایک قول قاضی صاحب دوسرے کا قول ابوالحسن صاحب
چوتہے ثبوتونکی جواب مین بطور فرض وتسلیم کہا گیا اور اونکے خارجی مین منقول ہوا
تیسرا قول نقل عبارت اصابہ واستیعاب وغیرہ ہی جو کتب اہلسنت سے ہی۔ چوتہا
قول ابوالقاسم فی شرائع کا ہی جسکا دنیا مین وجود ہی نہین۔
روایت ہو یا قول نہ تحقیق واقعہ کی متعلق ہی نہ مورخانہ حیثیت سے نہ اوس جگہ کی ہین
جہان اسکی بحث ہونی چاہیئے نہ اسمین یہ دیکہا گیا ہی کہ یہ عقد کیون ہوا کب ہوا کسکے سامنے
ہوا اور یہ بیٹی جناب سیدہ تہین یا جناب امیر کی کسی دوسری زوجہ سے نہ اور اسلئے
متعلقات۔ اسپر تو فرمائش کی جاتی ہی کہ شیعہ ثابت کرین کہ خلیفہ دوم کا عقد حضرت ام کلثوم
بنت فاطمہ سے ہو گیا پہلا منصف متلاشی عاقل محققانہ نظر سے کیونکر قبول کر سکتا ہی۔
یہی سبب ہے کہ علمائے شیعہ نے اوسپر زیادہ توجہ نہ کی اور موقع وقت کی مطابق جواب

تسلیمی دی دلاکر چپقلش کی اور زیادہ تر باعث تسلیم غالبا یہ ہوا کہ خود اونہین روایات اہلسنت سے جسکو وہ پیش کرتے ہین کمال ظلم و تشدد خلیفہ دوم جناب امیر اور اہلبیت طاہرین پر ثابت ہوتا ہی جسکو ثبوت کفر و نفاق خلیفہ لازم ہی لہذا بحکم خدا۔ فذرھم فی غمرتھم یعمھون۔ کالائی بدبریش خاوندش ڈالدیا۔ کیونکہ اونکو اپنے فرقہ پر پورا وثوق تہا کہ ایسی مہملات سے پھرنے والے نہین جو بفرض وقوع بہی کسیطرح ایمان خلیفہ ثابت نہین کرسکتا۔ اور محققین اہلسنت پہلی ہی سے اسکی لغویت و موضوعیت سمجھ چکے تہے اسیوجہہ سے درج صحاح ستہ و دیگر کتب معتمدہ نہ کیا بلکہ ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ذہبی نے موضوعیت ان روایات کی بتصریح ثابت کیا۔ باقی عوام کالانعام وہ ہمارہی سنینگے کیون؟ اور اونکی علما سننے کیون دینگی؟ وہ تو وہی کہینگے جو اونکے معلم الملکوت نے سکہایا پھر ناحق دماغ سوزیکا نتیجہ کیا۔ لہذا مقبولہ خصم کو تسلیم کرکے فوری جواب مسکت و لاجواب کرکے اصل امور مین مشغول ہون جو اہم ہے۔

یہ بہی واضح رہے کہ ہمنے بہی یہ تقلید اونہین بزرگان دین کے اجمالی جواب پر اکتفا کی نا کہ اصل تحقیقات واقعہ کیطرف جلد توجہ کرسکین کیونکہ ان اقوال مذکورہ کی پوری تحقیق کا ابہی وقت نہین انشاء اللہ المستعان جلد ہفتم ذوالفقار حیدر بہت جلد شائع ہوگی جو اس معرکہ کو سر کرے۔ مخاطب نے جو بعد اس روایت تہذیب کے گفتگو کی ہے وہ اگرچہ اس قابل نہین ہے کہ ادہر توجہ کیجائی کیونکہ اسکے دو جز ہین ایک ولادت زید ام کلثوم سے اور مزاوسکا ساتہہ بعہد معاویہ دوسرے شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین۔ اور ہردو جز تقریبا بعد مین بخوبی بیان ہوگئے مگر پاس خاطر موصوف مجملا یہان کچہ جواب اوسکا گذارش کیا جاتا ہے اور تفصیل اوسکی آیندہ پر موقوف ہے۔

(۱) دعوی تواتر وفات زید و ام کلثوم بوقت واحد تراشیدہ شاہ عبدالعزیز کا ہے جسکی تقلید حیدر علی نے بہی کی ورنہ صاحب اصابہ تو صرف اس روایت کے صحت کے مدعی ہین بنقل عطاء خراسانی جو خود مقدوح ہے اسپر بہی اس روایت کے ایک جز پر اختلافی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہی یا سعید بن عاص نے یا امام حسین نے تو اب دعوی صحت کہان رہا اور دعا

تواتر کیا ہوا یہی مضمون وفات زید وام کلثوم روایات شیعہ مین بھی مذکور ہی بجنسہ جسمین بجز اہلسنت یا اشتباہ رواۃ بعض روایات مین ابنیت وبنتیت بھی درج ہوئی بہرحال وزید عمر بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تہی دیکھو اصابہ اشتیعاب اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق وہاں قول موثوق ۔ مخاطب جہان یہ لکہا ہی نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکہا ہی مصعب زید اصغر وعبداللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے صہ ۱۳۵ اور علامہ مسعودی عبداللہ حفصہ عاصم فاطمہ زید کو ایک مان سے قرار دیتے ہین تو اوسکا نام بھی ام کلثوم تہا کیونکہ عاصم کی مان کا یقینی ام کلثوم ہی نام تہا تو بالفرض اگر دو زید تہے تو دونون کی مان کا نام ام کلثوم ثابت ہوا پس مزید ای ام کلثوم وزید بعہد معاویہ انہین دونون مین سے کوئی تہی نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ جو نہ زوجہ عمر ہوئین نہ بعہد معاویہ اونہونے انتقال کیا۔

(۲) دعوی وجود ام کلثوم معرکہ کربلا مین کیونکر باطل ہوا جبکہ ثابت کر دیا گیا کہ وہ ام کلثوم دوسری تہی یہ دوسری ہین جنکو نہ زوجیت عمر سے سروکار نہ ولادت زید سے نہ وفات وقت مقتل سے۔ تعجب ہے کہ آپ شاہ صاحب کی ایک دعوی تواتر سے جسکی حقیقت ظاہر کی گئی۔ اتنے علما کی متواتر بیان کو جنتے کہ علامہ ابن اثیر جزری محدث کو بھی لغو ٹھہراتے ہین جنکے کفش کے برابر بھی شاہ صاحب نہ تہے۔ ان علما کا بیان جنمین محدثین ومورخین ومتکلمین سب شریک ہین بہ استناد روایت مسلسل ہی۔ اور شاہ صاحب کا بیان صرف دعوی زبانی جسپر کوئی سند بھی نہین۔ بلکہ خلاف اوسکے قول صاحب اصابہ موجود ہی اور روایت بلاذری ابن سعد بتصریح اوسکے مخالف۔ مگر آپ اون علما کو لاغی ٹھہراکر شاہ صاحب پر ایمان لا بیٹھے آپ تو معرکہ کربلا ہی کی شرکت کی ابطال چاہتے ہین جو ۶۱ھ کا قصہ ہی حالانکہ بقائی حضرت ام کلثوم ۸۰ھ تک آپکے اونہین روایات سے ثابت ہی جنمین عقد عمر مذکور ہی۔ کیونکہ اکثر روایات مین وفات حضرت ام کلثوم بعد عبداللہ بن جعفر مرقوم ہی جو ۸۰ھ ہجری مین واقع ہوئی چنانچہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین ہی۔ وقیل مات عنہا ولم یصب منہا ولدا۔ یعنی عبداللہ بن جعفر نے وفات کی قبل ام کلثوم اور کوئی اولاد نہوئی اگر اس خبر کو غلط کیجئے گا تو وہ اصل مدعا ہی رخصت ہی یکبارگی ودہوا نمی شود ایکجزو صحیح ودوسرا غلط نہین ہو سکتا

(۳) قیاس وظن فاسد یا وہم کاذب کو دخل نہین یہان تو محققانہ تحقیق ہو شاہ عبد العزیز سے ہزارون عالم پیدا ہون تو کچھ نہین بنا سکتے پھر وسکے کہ ایمان لائین۔

(۴) آپکا جملہ "کیونکہ کتاب طلاق امر بہت قابل قدر ہے۔ غور فرمائیے آپکی نصیحت کے مطابق میری تحقیقات ہی یا آپکی ہے اور اہتمام ہو تو ایسا فقرہ کہ حل ہی نہین ہو سکتا نکاح نو کہتے ہین نہ صوت نکاح بیان کرتے ہین نہ روز نہ تاریخ نہ مہینہ نہ خطبہ نہ ولیمہ نہ کیفیت جلسہ وغیرہ پھر ایسے اہتمام کا کیا ٹھکانا۔

(۵) آپکو غصہ آگیا۔ حضرت علی سے تو آپکو عداوت ہی ہو انکی حق مین جو چاہے فرمائے مگر خلیفہ اول نے کیا جرم کیا کتابین موجود ہین خدا نے عقل دی ہی۔ واقعات پر غور کیجئے تب فرمائی دو عورتین ایک نام کی بلکہ تین تو ثابت کر چکا ہون۔ پھر آپ کیون عقل سے سکے حالات جدا نہین کرتے جو ایک سیدہ مظلومہ کے طرف سبکو منسوب کیے جاتے ہین قیامت کے روز النسب کا سامنا ہوگا سمجھ بوجھ کے فرمائی جو فرمائی شیعون کے غصہ مین اپنے گلا کاٹنے کی تدبیر نہ کیجئے۔

(۶) تو کیا اپنے اسکی تحقیق کر لی ہی کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم و زید یہی بنت فاطمہ ہین نہ ام کلثوم بنت جرول مادر زید و مسیب و عبد اللہ نہین یا وہ ام کلثوم بھی نہین جو عاصم خرید کی مان تھی۔ اگر کوئی ذریعہ تحقیقات آپکی پاس ہو تو ارشاد فرمائی کہ کافہ شیطانی کو تو گہر ہی مین رہنے دیجئے کسی مورخ یا محدث کا تحقیقانہ کوئی قول ہو تو پیش کیجئے؟ دیکھئے یہ قدرت حق تعالے ہی کہ آپنے بھی ام کلثوم بنت جرول کا زوجہ عمر اور بلا سید بن عمر ہونا قبول کر لیا جس سے آپکی بڑی بڑی علما ناواقف رہے ہین۔ اب بر اسکو کہین سے ثابت کر دیجئے کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم و زید یہ نہین ہین مگر اصابہ کی روایت صحیح خیال کیجئے۔ اگر اسکو نہ ثابت کر سکے تو یہی ثابت کر دیجئے کہ مسمات ام کلثوم زوجہ عمر نے کس کس وقت انتقال کیا اور کیونکر انتقال کیا۔

(۷) چونکہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے عمر کا عقد ہونا یا اولاد نسے اولاد کا ہونا محال ثابت ہو چکا ہے لہذا دوبارہ جواب کی ضرورت نہین۔

(۸) ایسی ہی ایسی حکایتون سے تو آپ سنّی بنے۔ ہزارون مسلمان آج تک موجود ہین جو طلسم ہوش ربا کی ناولون کو صحیح اور واقعی مانتے ہین امیر حمزہ کی داستان پر ایمان لاتے ہین۔ جنکو دو منٹ کی لئے آپ خوش ہوگئے کہ اپنے قبلہ و کعبہ مدظلہ کی حکایت سے اس مختصر رسالہ کو مزین فرمایا اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ ایسی ہی حکایتون سے آپ سنّی بنے ہین اور ایسی ہی دلائل پر آپکی عقیدہ کا دارومدار ہی۔ تو مین اسکو نقل ہی نہ کرتا۔

(۹) خلافت سقیفہ کا سبب واقعہ کربلا و دیگر مصائب اہل اسلام ہونا ایسا بدیہی ہے کہ حاجت سند ہی نہین خارج از بحث سمجھکر اوسکا جواب نہین دینا تاریخ اضمحلال اسلام ملاحظہ ہو۔

(۱۰) عدم التزام صحت روایت کا اعتراض تحریر الشہادتین وغیرہ پر نہایت دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہی کہ جب تک روایت صحیح نہو یا کتاب ملتزم الصحہ کی نہو تو وہ قابل قبول نہین۔ اب للہ فرمائیے کہ جن علما نے آپکے روایات عقد لکھا ہے اون کتابونکی التزام صحت کا کون قائل ہی؟ اور خاص ان روایات عقد کو کسنے صحیح کہا ہی؟ ایک عالم کا بھی آپ نام لکھئے تو مین سمجھون اصابہ کی عبارت دیکھیے کہ صرف وفات زید و ام کلثوم کو بوقت واحد سند صحیح لکھا ہی نہ روایات عقد کو نہ مہر والی روایت کو بلکہ تین روایتون کا یقینی موضوع ہونا خود آپکے علما کے زبانی ثابت ہوچکا ہی۔ علاوہ بران اگر ایسا ہی عذر آپکا قابل پذیرائی ہو تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بھی کوئی روایت صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ دو سو اکاسی روایتین اوسکی یقینی ضعیف یا موضوع ہین تو اس قاعدہ سے آپ ہر روایت کو غلط قرار دی سکتے ہین۔ کاش آپ اسی کو سمجھے ہوتے کہ روایت ضعیف کہان کہی جاتی ہی۔ اور اوسکے استعمال کا محل کیا ہی۔ حضرت زینب و ام کلثوم دونو سبد انیان رسول کی نواسیان آپکی امام و مقتدا یزید بن معاویہ کے جور و ستم سے اس حال پریشان مین مبتلا تہین کہ غل و زنجیر مین مقید شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار تہین ہر کس و ناکس اونپر نظر کرتا۔ کفار ستم شعار بتاتے یہ زینب ہین یا ام کلثوم۔ پہلے اشتباہ کیسا۔ دہوپ کیسا۔ ہر ایک خاتون عصمت کی آہ و زاری نالہ و بیقراری

علیحدہ علیحدہ آپ ہی کے مستند کتابون مین مذکور ہین۔ شیعونکے افترا و تہمت سے کیا ملا حالانکہ رشید المتکلمین آپکو نواسکا بھی فتوی دیتے ہین کہ روایات شیعہ جو خالی از علامات جعل و افتراہون قابل قبول ہین۔ کیا نہایۃ اللغۃ کو جو علم حدیث کی کتاب ہے اوسکو بھی آپ میر انیس و مرزا دبیر مرحومین کے مرثیہ کے برابر قرار دینگے اور سراحمد متکلمین شاہ سلامت اللہ کشفی کے تحریر الشہادتین کو نامعتبر فرمائینگے۔ کاش ہی معلوم ہوتا کہ آپکے مذہب مین کونسی کتاب معتمد ہی جسکو کل فرقے معتمد جانا ہی تو مین اونہین کتابونکے اندر بحث کو محدود کرتا اگر آپ کسی روایت کے بابت کسی عالم کا قول نقل کرتے کہ یہ روایت ضعیف ہی تو بھی صبر آتا کیا غضب ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب تو عمدا سعی مشکور ص۱۹۵ مین فرمائین فضائل اعمال و مناقب رجال مین ضعیف و قوی سب قابل قبول ہین تشدد نہ کرو۔ اور آپ مصائب اہل بیت مین یہ قید لگاتے ہین کہ روایت ضعیف نہونا چاہیئے۔ اسپر بھی کسی روایت کا ضعف نہین ثابت کرتے۔

(۱۱) جب آپکے بزرگان دین ملائیہ سب و شتم خدا و رسول و ائمہ ہدی و دیگر اولیاء کے کرتے تو آپکو سب و شتم صاحب تہذیب کی جو محدث اہل بیت اطہار سے کیا شکایت کی جائے زبان اختیار مین ہی نہ پرس روز جزا کو خیال فرما کر جو کہے صبر کرنا۔

اگر آپکی سیادت کا خیال نہوتا تو مجھے آپکے عقیدہ پر ذرہ تعجب نہوتا کیونکہ شرکت جنسیت ایسی ہی خیال کو مقتضی ہی کہ لاکہ حجۃ و برہان پیش ہون آپ نہ مانین شیخین کی فضیلت کے لئے تو ہین رسول و اہل بیت اطہار فرمائین۔ خیر عمر سعد نے تو بطمع ملک ری قتل امام پر کمر باندہی تہی اور آپ چند قطعہ زمین کی سجادہ نشینی مارہرہ کے لئے یہ زہر اگل رہی ہین۔ خدا آپکی ہدایت کرے۔

قول مولوی عتیق صاحب ۳ سے ۴ تک افسوس کی بات ہی کہ آپکو اتنی بھی تحقیق نہین کہ یہ روایت ملیشا کی ہی یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ہی چونکہ آپکے سامنے سوائے ایقاب کے اور کوئی کتاب نہین پس جو صاحب ایقاب نے لکھا ہی اوسکی نقل آپنے کر دی اور غضب یہ ہی کہ پوری عبارت بھی نقل نہین فرمائی کہ جس سے طعن و تشنیع آپکے بیکار ہو جاتی آپ

غور کرین کہ کسقدر الفاظ جو مضر اور منافی مطلب آپکے تھے آپنے ساقط کردیے
یا یہ کہ کچھہ علم اسکا نہ تھا۔ بہرحال اصل روایت ازالۃ الغین سے لکھتا ہون
و ھی ھذہ بنت علی بن ابی طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت
قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبھا عمر بن الخطاب الی ابیھا علیؑ فقال انھا صغیرۃ
فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتھا ما لا یرصد بہ احد فقال
لہ علی انا ابعثھا الیک فان رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ فقال لھا قولی ھذا
البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک
و وضع یدہ علیھا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک
ثم جاءت ابا ھا فاخبرتہ الخبر و قالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ
فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المھاجرین فی الروضۃ و کان یجلس فیھا
المھاجرون الاولون فقال ذفونی فقالوا بماذا یا امیر المومنین قال تن وجت
ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل سبب و نسب و صھر ینقطع
یوم القیامۃ الا سببی و نسبی و صھری و کان لی بر السبب و النسب فاردت
ان یجمع الیہ صھرا فزوجہ و تن وجھا علی اربعین الفا فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر
و رقیۃ و توفیت ام کلثوم و ابنھا زید فی وقت واحد و کان زید قد اصیب فی حرب
کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینھم فضربہ رجل منھم فی الظلمۃ
و فشجہ و صدعہ فعاش ایاما ثم مات و امہ و صلی علیھما عبد اللہ
ابن عمر و حسین بن علی و لما قتل عمر تزوجھا عون بن جعفر انتھت

ازین عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضای سن و عدم علم بوقوع نکاح
شکایتی از معاملۂ فاروق کردہ بخود را برام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی برد حضرت امیر
بر جہل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بہ ام کلثوم ارشاد نمود کہ ای دختر چنین نگو و شکایت او در
باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن زیاد پسر مرجانہ کہ در آخر قول خود نمود
مخالفت جناب مرتضوی و عین عداوت با اہل بیت و منشار آن جہل یا تجاہل خواہد نعوذ باللہ

از زبان درازی این کوتہ اندیش درباره اہلبیت عظام واصحاب کرام انتہا ہیا نہا
اب غور فرمائیے کہ اس روایت مین کسی طرحکی شناعت پائی نہین جاتی آپنے عبث غیظ
وغضب فرمایا۔ آخر معاشرت ہندو عرب مین فرق ہے۔ یہان معیوب وہان مستحسن
خصوص زمانہ رسول صلعم مین معہذا حدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ
عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیون کا جو نسبت حضرت غوث الاعظم
وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کے
واقع ہو جسکو اوپر لکھ چکا ہون۔ جناب من۔ یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب
دینے سے عاجز ہو لیتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ نا ملائم سے وہ زبان کہ جسسے حمد وثنا خدا ورسول کی فرماتے ہین
آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وبطن کے خلاف
عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرماوین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو
ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آئندہ لحاظ رکھین الا بشارۃ عرض کرتا ہون
کہ بفضلہ اہلسنت والجماعت اُن امور سے مبرا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متعارف
ومتعدوری جاری وساری ہے بسم اللہ خانم اور اُنکی مماثل کا حال سب پر روشن ہے
ع باد صبح خفتن میگزارد + نامرادان را ولے دادی مراد + کم شدی خالی دوا آتش از قلم +
برمراد ہر کسے میزد رقم ع وجلها مرفوعة للفاعلین + بابها من فی عنة للد اخلین +
دفع الوثوق ع للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید۔
ہم تو اسکے مشتاق ہی تھے کہین جلد ان بیکار باتونسے فرصت ہو کہ اصل تحقیقات کی نوبت آوے
ہارے آگئی۔ مگر چونکہ یہ عبارت اسد الغابہ ناقص ہے جسکی بہت کچھ اصلاح وترمیم اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
مین کی گئی ہے جیسا کہ آپنے بھی تسلیم کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے بھی لکھا ہے لہذا اصابہ
کی عبارت زیادہ قابل سند ہے جسکو ہم بجنسہ ازالۃ الخفاء سے نقل کرتے ہین ص ۳۴۶ ج ۲
امکلثوم بنت علی بن ابیطالب الہاشمیۃ امہا فاطمۃ بنت النبی وقال ابن ابی عاصم المقدسی
حدثنی سفیان عن عمرو عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی بنتہ امکلثوم فذکر الحدیث

عبارت اصابہ

فقيل له انه رهك فعاوده فقال لم على ابعث بها اليك فان رضيت فمضى
امرءتك فارسل اليها فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المومنين
لطعنت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن
جده ان تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر ابنه زيد
ورقية وماتت ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد في حرب
كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشج رجل ولا يعرفه في الظلمة
فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد - وذكر ابو نشر
الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحق عن الحسن بن علي قال
لما تامت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكني
عليا لينكحنك بعض ابنائه ولئن اردت ان تصيبن ما لا عظيما لتصيبنه فدخل
علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد
جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني
امرءة ارغب فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا
فقال هذا من عملك هذين ثم قام يقول والله لا اكلمك احدا منهما
او تفعلين فاخذ اثيابهما وسلالها فجعلته فقال اني زوجتك
من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك فرجع اليه علي رض فقال
يا بنية اجعلي امرك بيدي ففعلت فزوجها اخاه محمد ثم مات
عنها فتزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فمات عنده - وذكر
ابن سعد نحوه وقال في اخره فكانت تقول اني لاستحي من
اسماء بنت عميس ماتت ولدا عندنا ونخاف على الثالث قال فهلكت
عنده ولم تلد لاحد منهم وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن
ابيه ان عمر خطب ام كلثوم الى علي فقال اني حبست بناتي على بني جعفر فقال زوجنيها
فوالله ما على ظهر الارض احد يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد

فعلت فجاء عمر الی المهاجرین فقال زفونی فی فوره فقالوا ممن تزوجت قال
بنت علی سمعت النبی ص یقول کل صهر ونسب وسبب منقطع یوم القیامة الا
صهری ونسبی وسببی وکان لی به علیه السلام النسب والسبب فاحببت
هذا ایضاً۔ وَمن طریق عطاء الخراسانی ان عمر امهرها اربعین الفاً
وَ اخرج بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم وابنها زید فجعله
مما یلیه وکبّر اربعاً۔ وَ ساق بسند اٰخر ان سعید بن العاص هو
الذی اَمّهم علیهما انتهٰی بلفظه۔ ترجمہ ام کلثوم بیٹی علی بن ابیطالب
کی جنکی ماں فاطمہ بنت نبی ہین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے سفیان سے کہ عمر نے
خطبہ کیا علی سے انکی بیٹی ام کلثوم کا تو علی نے کہا وہ کمسن ہے صغیرہ۔ کسی نے کہا
عمر سے کہ تمکو رد کر دیا علی نے تب دوبارہ عمر نے خطبہ کیا تو علی نے کہا ہم تمہارے
پاس بھیجدیتے ہین اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے۔ جب عمر کے پاس
بھیجا تو عمر نے ساق کو اونکے کھولا۔ ام کلثوم نے کہا بس اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو ایک طمانچہ مارتی تیری آنکھ پر۔ ابن وہب عبدالرحمن بن زید بن اسلم
سے راوی ہے کہ عمر نے تزویج کیا ام کلثوم سے چالیس ہزار درہم مہر پر۔ زبیر
ناقل ہے کہ زید بن عمر و رقیہ اوس ام کلثوم سے پیدا ہوئے اور ام کلثوم و زید مان بیٹے نے
ایکہی روز وفات کی کہ زید کو اپنی ہی خاندان بنی عدی کی لڑائی مین زخم لگا تھا کہ مصالحہ
کرانیکو نکلے تھے رات کو۔ ایک آدمی نے بے پہچانے زخمی کیا جسکے صدمے سے چند روز
بعد مر گئے۔ اونکی ماں پہلے سے بیمار تھین اونہون نے بھی ساتھہ ہی اونکے انتقال کیا
ابو نشر دولابی راوی ہین ابن اسحق سے کہ جب ام کلثوم بیوہ ہوئین بعد وفات عمر
تو داخل ہوئے حسن و حسین اور کہا اگر تمنے علی کو اختیار دیا تو وہ اپنے کسی لڑکے
سے تمہارا عقد کر دینگے۔ اور اگر چاہو تو بہت کچھہ مال و دولت تمکو ملسکتا ہے (یعنی
کسی امیر سے شادی ہو سکتی ہے) اسکے بعد علی آئے اور کہا اے بیٹی گو خدا نے اب تجھے اختیار
دیا ہے مگر میری آرزو یہ ہے کہ تجھے اختیار دو۔ ام کلثوم نے کہا مین عورت ہون

مجھے بھی اون باتونکی خواہش ہے جو عورتونکو ہوتی ہے مین چاہتی ہون کہ کچھ مال دنیا سے
فائدہ مند ہون۔ کہا علی نے کہ یہ بات انہین دونو (حسن حسینؑ) کے سبب سے تمنے کہی۔ پھر
اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ کبھی ان دونون سے مین کلام نہ کرونگا جبتک تم میرا کہنا
نہ مانوگی۔ پس پکڑلیا اون دونون نے دامن ام کلثوم کا اور سوال کیا کہ راضی ہون علی کے
کہنے پر۔ پس اختیار دیا ام کلثوم نے علی کو۔ اوسپر علی نے کہا مین نے تمہارا عقد کیا عون
ابن جعفر سے۔ تھوڑے ان بعد عون نے انتقال کیا تو پھر علی نے کہا اب بھی اختیار دو کہ جس سے چاہین
تمہارا نکاح کردین۔ ام کلثوم راضی ہوئین۔ تو علی نے اونکا نکاح کیا محمد بن جعفر عون کے بھائی
سے۔ جب محمد نے انتقال کیا تو نکاح کیا اون سے عبداللہ بن جعفر نے اور وہین کے
پاس انتقال کیا ام کلثوم نے۔ ابن سعد نے بھی یہی روایت کی ہے اور آخر مین ہے
کہ کہا ام کلثوم نے کہ مین شرم کرتی ہون اسما بنت عمیس سے جنکے دو لڑکے نے میرے یہان
انتقال کیا۔ اور تیرے مرنے کا بھی خوف ہے۔ پس انتقال کیا ام کلثوم نے اونکے
پاس اور کسی سے اولاد نہ ہوئی۔ اور ابن سعد انس بن عیاض سے ناقل ہین کہ عمر نے خطبہ کیا
ام کلثوم کا تو علی نے کہا مین نے اپنی لڑکیونکو روک رکھا ہے اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے
لئے۔ عمر نے کہا مجھسے عقد کردو کہ واللہ روئے زمین پر مجھسے زیادہ کوئی امیدوار کرامت
اونکا نہین ہے۔ کہا علی نے کہ کردیا۔ پس آئے عمر طرف مہاجرین کے اور کہا مبارکباد
دو مجکو سب نے مبارکباد دی۔ بعدہ پوچھا کس سے عقد کیا۔ کہا علی کی بیٹی سے سنا مین نے
رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے ہر سبب و نسب صہر منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا سبب
و نسب و صہر۔ اور مجکو حضرت کے ساتھ سبب و نسب پہلے سے حاصل تھا چاہا کہ مصاہرت
بھی ہوجاوے۔ عطاء خراسانی راوی ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر دیا۔
اور بسند صحیح یہ منقول ہے کہ ابن عمر نے نماز پڑھی ام کلثوم پر اور اوسکے
بیٹے زید پر۔ زید کو اپنے سے قریب کیا اور چار تکبیر کہی اور دوسرے سند سے
روایت ہے کہ سعید بن عاص نے امامت کی نماز جنازہ پر انکے انتہی۔ یہ عبارت ہے
اصابہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی جسمین اسد الغابہ جزری کی عبارت بھی داخل ہے اور علاوہ اسکے دیگر روایات

بھی شامل کئے گئے ہین جنپر ابن حجر کو اطلاع ہوئی یا قابل نقل سمجھا اور جزری صاحب اوسسے بیخبر تھے۔ اس پوری عبارت مین کسی روایت کے بابت یہ دعوی نہین کیا گیا ہے کہ بسند صحیح منقول ہے۔ بجز اسکے کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ پڑھی جسمین نہ بنقیت ام کلثوم مذکور ہے کہ کسکی بیٹی تھی نہ ابنیت زید کہ کسکا بیٹا تھا بلکہ ام کلثوم کی طرف نسبت ہے کہ اوسکا بیٹا تھا۔ اس روایت کے سوا کسی روایت پر دعوی صحت نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ ابن حجر کے نزدیک بھی وہ روایات کسیطرح قابل وثوق و اعتماد نہین معمولی طور کی روایتین ہین جنپر نہ خود مولف کو اعتماد تھا نہ کسی محقق کو اعتماد ہو سکتا ہے۔ ہان اگر مولف کسی روایت کی صحت کا دعوی کرتا تو کچھ وقعت ہوتی۔ مگر جب کسی قسم کا دعوی صحت یا حسن ہونیکا نہین ہے تو بنظر تحقیق دیکھنا ضرور ہے تاکہ اصل حال واضح ہو جائے۔

اوّل یہ دیکھنا ہے کہ حضرت عمر نے ایسی خواستگاری کیون کی؟ کیا سبب ہوا؟ اسد الغابہ مین تو خلیفہ کا یہ بیان ہے کہ ہم انکی کرامتون سے اون باتونکی امیدوار ہین جسکا کوئی امیدوار نہین اور اسد الغابہ و اصابہ دونون سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مقصود خلیفہ وا مادی رسول کا شرف لینا تھا مطابق حدیث کل سبب ونسب کے کہ اسی حدیث کو ذریعہ خواستگاری قرار دیا۔ ازالۃ الخفین مین ہے۔ فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست غرض بجز فخر توسل خاندان رسالت اور کوئی بات مقصود خلیفہ نہین ظاہر ہوتا۔

اب ان بیانات کی غلطی دیکھئے کہ علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل مین تحریر کرتے ہین (جو تاریخی دنیا مین نہایت مستند ہے) کہ عمر بن خطاب نے عائشہ کو پیغام دیا کہ اپنی چھوٹی بہن ام کلثوم بنت ابو بکر کا ہمسے نکاح کر دو۔ عائشہ نے قبول کر لیا جب ام کلثوم نے سنا تو کہا مین ایسے شخص سے عقد نہین کرتی جو خشن العیش ہے عورتون پر شدت کرتا ہے بی بی عائشہ گھبرائین اور عمرو عاص کہکار سے سارا قصہ کہہ سنایا اوسنے کہا گھبراؤ نہین ہم بندوبست کر لینگے عمر کو سمجھا دینگے۔ عمرو عاص نے عمر سے جاکر کہا ہمنے تمہاری ایک ایسی خبر سنی ہے کہ مین تمکو اوسسے خدا کی پناہ مین دیتا ہون۔ عمر۔ وہ کیا؟ عمرو عاص۔ مین نے سنا ہے کہ تم ابو بکر

کہ بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو۔ عمر۔ پھر اسمین مضائقہ کیا ہے مجھمین عیب ہے یا اسمین؟
عمرو عاص۔ عیب کسی مین نہین مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر بہ کمال رفق ولینت
عائشہ کی صحبت مین پلی ہے اور شدت اور خشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہملوگ خوف کھاتے ہین
اور تمہارے کسی خلق بد کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی اور جفاے ناحق برابوبکر لازم
آویگی۔ عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آئے اور کہا کہ پھر عائشہ سے کیا کہا جاے کہ ہم اونسے وعدہ کر چکے
ہین۔ عمرو عاص۔ ہم اسکا بندوبست کر لینگے۔ اور ہم تمکو اسسے بہتر جگہہ بتاتے ہین
کہ ام کلثوم بنت علی کی خواستگاری کرو۔ اور تعلق کرو اسمین ساتھہ سبب رسول اللہ کے
اور خطبہ کیا ام ابان بنت ربیعہ سے پس کراہت کی اوسنے اور کہا وہ بند کرتا ہے دروازہ کو اور منع
کرتا ہے خیر کو۔ آتا ہے تیوری چڑہائے ہوئے اور نکلتا ہے منہ بنائے ہوئے ص۲۳ ج ۳ کنز مکتوم
ص۳۴۲۔ اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین یہ بھی ہے کہ ام کلثوم نے جب سنا تو
عائشہ سے کہا اگر تمنے میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ مین ایسے شخص سے عقد
کرونگی جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون اسکے بعد وہی قصہ ہے عمرو عاص کے بلانیکا
اور سمجھانے کا ص۱۱۵ اکنز مکتوم ص۱۸۲ اس روایت سے بھی یقیناً معلوم ہوا کہ صرف توسل
رسول جو غرض نکاح ان روایتون مین مذکور ہے غلط ہے کیونکہ استدعا و عقد ام کلثوم دختر
ابوبکر کے بعد بہ اغواے عمرو عاص یہ استدعا پیش کی گئی اور ظاہر ہے کہ خواہش ام کلثوم
دختر ابوبکر دوسری غرض سے تھی۔ تو یہ حصہ روایت کہ محض بغرض توسل رسول اللہ خطبہ ہوا
غلط ٹھہرا۔

اور پہلے حدیث کل سبب ونسب کا موضوع ہونا باقرار ابن جوزی لآلی مصنوعہ سے مذکور ہوا
تو اب یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ از راہ مکر و حیلہ یہ حدیث پیش ہوئی کیونکہ اسکا واضع خارجہ
مرتون بعد پیدا ہوا ہے۔ تو یہ روایت کس وقت تک تصنیف کہان ہوئی تھی جو خلیفہ بیان
کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اصل قصہ بھی مثل حدیث کل سبب موضوع و غلط ہے
تعجب ہے کہ حضرت عمرو ہی حق تلفی ابوبکر سے باز آکر اوسسے اعلیٰ درجہ کی یقینی حق تلفی

رسول کا خیال نکرین؟ اور عمرو عاص صحابی ہو کر حق تلفی رسول کو حق تلفی ابوبکر کے
برابر بھی نہ جانین۔ نہ اسسے نجات کی کوشش کرین۔ بلکہ برعکس اسکے خلیفہ کو لہرائین کہ بحیلۂ
قرابت رسول مستدعی ہون۔ دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے
کہ خلیفہ ایسے احمق تھے کہ اونپر عمرو عاص کا فقرہ چل گیا اور وہ اس مکار کے دام فریب
مین آگئے جو قصد عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے باز آکر ام کلثوم بنتِ علی کے عقد پر آمادہ
ہو گئے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسبت مین کیسی سخت غلطی ہمسے ہو رہی ہے مگر حقیقت یہ ہے
کہ اس قصہ مین خلیفہ کو صرف بیعقل خیر خواہونکی ترکیب نے مورد الزام بنایا ہے کیونکہ اصل
واقعہ تاریخ کامل مین اسیقدر مرقوم ہے کہ عمر نے بجواب عمرو عاص کہا عائشہ سے کیا کیا جائے
کہ ہم کہہ چکے ہین عمرو عاص نے کہا ہم اوسکے لئے کافی ہین اور دلالت کرتے ہین ہمکو اس سے
بہتر کیلئے کہ وہ ام کلثوم بنت علی ہین۔ تعلق کرو ساتھہ سبب رسول کے اور خطبہ کیا
عمر نے ام ابان بنت عقبہ بن ربیعہ سے پس کراہیت کی اوسنے اور کہا دروازہ اپنا
بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے تیوری چڑھائے ہوئے
جسسے معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے صرف اسکی رائے دی تھی کہ ام کلثوم بنت علی سے بذریعہ سبب
رسول خطبہ کرو عمر کا خطبہ کرنا یہان مرقوم نہین بلکہ اسکے بعد ام ابان سے خطبہ کرنا منقول ہے جس نے
انکار کیا۔ اور عمر کی تعمیل یا عدم تعمیل حکم عمرو عاص کچھہ نہین مذکور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عمرو عاص
نے ایک رائے دی تھی مگر حضرت عمر نے اوسپر خیال نکیا۔ اب جو حضرات علماے اہلسنت
اس واقعہ کو بیان کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اغواے عمر نے عمرو عاص پر عامل ہین کہ اس بہانہ اور
وسیلہ سے عقد خلیفہ کو ثابت کرین کہ شرف سبب رسول اللہ حاصل ہو جاے تو یہ کارروائی
بالکل طبعزاد اہلسنت شعیے بمصداق۔ پیران نمی پرند مریدان می پرانند۔ اور بہ نقل
شاہ عبدالحق صاحب تو یہ رائے دینا بھی عمرو عاص کا ثابت نہین کیونکہ وہ اسیقدر ناقل ہین کہ عمرو عاص
نے فہمائش کرکے نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سے روکدیا بعد اسکے کچھہ نہین۔

دوسرا فقرہ ان کل روایات کا یہ ہے کہ جناب امیر نے صغر سنی حضرت ام کلثوم کا عذر کیا
جو اسد الغابہ۔ استیعاب اور اصابہ تمامی روایات مین بالاتفاق مذکور ہے اور یہ بھی تمامی روایات

مین تصریح مذکور ہی کہ چار پانچ برس کا سن تھا۔ آپ خود ازالۃ العین سے ناقل ہین کہ شش سالہ
بود۔ مخطوبہ خود را کہ پنج شش سالہ بود صـ۴۱۱ صـ۴۲۲ منتہی الکلام مین ہے فدعا ام کلثوم
وھی یومئذٍ صبیۃ۔ اور یہ بھی تمامی کتب تواریخ اہل سنت مین مذکور ہی کہ یہ عقد عمر ۱۷ھ ہجری مین ہوا۔
اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ ۱۷ھ مین چار یا پنج سالہ یا شش سالہ
قرار پا سکتی ہین یا نہین؟ اسکا فیصلہ خود آپ ہی کی یہ عبارت کرتی ہے "پس شہ سے اوائل سنہ
تک ولادت حضرت زینب کبریٰ و حضرت زینب صغرا مگر ام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی۔ اور یہہ
شہادت فدک سنہ ۱۱ھ ہجری مین واقع ہوئی پس شہ سے سنہ ۱۱ھ تک کسی سنہ مین ولادت حضرت
ام کلثوم فرض کیجائے باعتبار کسی سنہ کے ان سنین مذکورہ مین سے ام کلثوم قابل شہادت نہین
ہو سکتین بالفرض اگر سنہ ۱۰ھ اوائل سنہ ہی ثابت ہو تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جاتی" صـ۴۱۳
پس جب بقول آپکے سنہ ۱۱ھ مین ہفت سالہ ہوئین تو سنہ ۱۷ھ مین چاردہ سالہ۔ اور یہ سن کسی ملک کسی ولایت
مین کمسنی کا سن نہین بلکہ پوری جوانی کا سن ہو چہ جاے ملک عرب سے گرم ملک کی عورتین خصوصاً قریش
جنکو بی بی عائشہ کی ہم بستری بتقاضاے والدین ابتداے نہ سالگی مین واقع ہوئی۔
خدا تعصب کا برا کرے جو آدمی کو اندھا بہرا بنا دیتا ہی ایسی موٹی بات بھی سمجھ مین نہین آتی اور اوسپر اہل سنت مین کہ اس
بیباکی سے کہے جاتے ہین کہ حضرت علی نے جناب ام کلثوم کو جنکا یہ سن ہے مذکور ہوا بلا عقد بلا نکاح
عمر کے پاس بھیجدیا اور عمر نے مجمع عام مین گودی مین بٹھایا بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا کشف ساق
کیا وغیرہ وغیرہ جس سے عام مسلمانونکے خون مین جوش پیدا ہو چہ جاے میر برکات حسن صاحب
سے سید حسینی واسطی بلگرامی کے کہ وہ اس فخر سے ان واقعات کو بیان کرین بلکہ صغر سنی وغیرہ کی نسبت
یہ کہین "باقی رہا شبہ صغر سنی اور تفصیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح و بسط لکھا ہی ملاحظہ کر لیا
جاے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم چوچلے ہین مین ہرگز
اسطرف متوجہ نہین ہوتا صـ۴۱۴ مگر واضح رہے کہ یہ بے توجہی مامونہ صاحب کی اسوجہ سے ہے کہ آیات
بینات و ازالۃ العین مین اس امر کا کوئی جواب نہین دیا گیا ہی تو اب چوچلے ڈھکوسلے نہین تو کیا کہین؟
اور ایک روایت سے جو تاریخ عقد سنہ ۱۰ھ قرار پاتا ہی تو اوسوقت سن حضرت ام کلثوم کا ہفت سالہ
قرار پاتا ہی تو اب فرمائیے وہ حصہ روایت کا کہ چار پانچ برس کی لڑکی کہنی کیونکر درست ہو سکتا ہی

کنز مکتوم مین پوری طور پر ثابت کر دیا گیا ہو کہ کسیطرح سے حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷ھ مین سن ۹ یا ۱۰ برس سے کم ہونا محال ہے صہ ۳۲ ملاحظہ ہو جسکی ایک دلیل یہ بھی ہو کہ حضرت ام کلثوم نے روایت کی ہے جناب سیدہ سے جسکے لئے لااقل بوقت وفات جناب سیدہ سنہ ۱۱ھ مین پانچ برس کا ہونا ضروری ہے اس سے کم کی روایت قابل قبول نہین تو سنہ ۱۷ھ مین ۱۱ برس کا سن ضرور ہوگا اور سنہ ۲۰ھ مین ۱۴ برس کا آپ دو ہی صورت ہو سکتی ہو ایک یہ کہ ہم ان سب روایتون کو غلط اور موضوع اور افترائے اہل سنت قرار دین تب تو کوئی دوسری ہمکو نہین کرنی پڑتی کیونکہ محال بات کبھی ممکن الوقوع نہین۔ دوسری صورت یہ ہو کہ اگر روایت کو کسیطرح قبول کرین تو اسکے قائل ہون کہ علماے اہل سنت کو کیسا دھوکا ہوا کہ ایک شخص کا حال دوسری کیطرف بوجہ اشتراک نام منسوب کر دیا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر جس سے استدعا کرنا حضرت عمر کا قبل اس عقد موہوم کے یقینی ہو سنہ ۱۰ھ مین یہی سن تھا جو ان سب روایتون مین بالاتفاق مذکور ہے۔ کیونکہ باتفاق تمامی اہل سنت ولادت ام کلثوم مذکورہ بعد رحلت ابوبکر سنہ ۱۳ھ کے اخیر مین ہو جو سنہ ۱۷ھ مین چار برس کی ٹھہری تو اوسکو مابین الاربع والخمس کہنا بہت صحیح ہو اب ان دونون یقینی باتون سے کہ عمر نے خطبہ ام کلثوم بنت ابوبکر کیا۔ اور بسن ام کلثوم کا اوسوقت چار پانچ برس کا تھا وہ وہمی بیان یقینی طور پر غلط ہو گیا کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا ہے جنکا سن شریف اوسوقت چودہ یا بارہ یا کم سے کم نو برس تھا جسکا بہت بڑا مویدیہ واقعہ بھی ہو کہ مغیرہ اسی سنہ ۱۷ھ مین بجرم زنا ماخوذ ہوا تھا جسپر گواہی تین صحابہ کی ہوئی گذری مگر چونکہ گواہ زیادے بایمار خلیفہ دوم کچھ کوتاہی کی جس سے مغیرہ کو رہائی ملی سو جب ماہ ذیحجہ مین بزمانہ حج وہ عورت ام جمیل نامی جسکے ساتھ مغیرہ نے زنا کیا تھا حاضر دربار ہوئی تو عمر نے مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو (ام جمیل کو) پہچانتی ہو؟ مغیرہ نے کہا ہان یہ ام کلثوم بنت علی ہے (معاذاللہ خاک بدہانش) کیون صاحب کوئی عاقل مان سکتا ہو کہ جس چار سالہ ام کلثوم سے خلیفہ نے اسی سال عقد کیا ہو اور ماہ ذیقعدہ مین ہم بستری بھی ہو چکی اوسکی نسبت مغیرہ ایسا کہہ سکتا ہو کہ ایک زن زانیہ کو اوسکا مشابہ یا عین اوسکا قرار دے؟

ہو سکتا ہے کہ بسبب عداوت حضرت علی کے ایسا کلمہ کفر اوسکے منہ سے نکلے اور خلیفہ صاحب کچھ جوش نہ آئے۔ مگر زوجہ خلیفہ کی نسبت کیونکر ایسی بے ادبی کا کلمہ کہہ سکتا ہو۔

دوسرے مغیرہ عقلائے روزگار سے تھا وہ کیونکر ۳۰ یا ۴۰ برس کی عورت کو ۴ یا ۵ سالہ لڑکی سے مشابہ یا مشابہ کر سکتا ہے، جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثومؑ ہرگز چہار یا پنج سالہ اوسوقت نہ تھین غرض اس صورت مین اتنے محالات لازم آتے ہین (۱) جوام کلثوم ۱۱ھ مین بقول مخالف ہفت سالہ تھی ۱۷ھ مین چہار سالہ یا پنج سالہ کیونکر ہو سکتی ہے (۲) اوسی چار سالہ یا پنج سالہ سے ماہ ذیقعدہ مین اوسی سن کے ہم بستری کیونکر ہو سکتی ہے (۳) جس عقد کا مہینہ تاریخ نہ معلوم ہو اوسکے زفاف و ہم بستری کا حال کیونکر معلوم ہوا (۴) اگر ام کلثوم بنت علی کا عقد عمر سے ہوا ہوتا تو مغیرہ ایسی شرارت کا کلمہ کیونکر کہتا جو ام جمیل کو کہا یہ ام کلثوم بنت علی ہین (۵) اگر ام کلثوم بنت فلان بقول اہل سنت چار سالہ یا پنجسالہ تھین تو مغیرہ نے تیس چالیس برس کی عورت کو کیونکر کہا کہ یہ فلان عورت ہے جسکا اوسوقت سن چار پانچ برس کا تھا۔ یہ سب محالات اوسیوقت لازم آتے ہین کہ حضرت ام کلثوم کیطرف اس عقد کی نسبت کیجاے۔ ورنہ اگر اصل امر پر لحاظ ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق تو کوئی خرابی نہین لازم آتی (۱) ۱۳ھ مین پیدا ہوئی تو ۱۷ھ مین چار برس کی تھی (۲) ہم بستری دوشیزہ زوجہ عمر سے ہوئی جسکا بھی نام ام کلثوم تھا (۳) مغیرہ دشمن علی تھا اور علی کی دشمنی عمر کو بھی تھی اسوجہ سے ایسا کلمہ بے ادبی زبان پر لایا (۴) حضرت ام کلثوم کا سن چار پانچ برس کا نہ تھا جو چار پانچ برس کی لڑکی کی تشبیہ ۳۰ ۴۰ برس والی عورت سے محال ٹھہرے

باقی رہا یہ شبہ کہ ان روایتون مین حضرت علی کا بھیجنا ام کلثوم کو مذکور ہے اگر وہ دختر ابوبکر تھین تو جناب امیر کے نہ بھیجنے بھیجانے یا بات چیت سے کیا واسطہ ہاں یہ ایسا شبہ ہے کہ اہلسنت اسکو زبان پر بھی نہین لا سکتے جو اسکے مدعی ہین کہ باخود ہا مین کمال درجہ کا اتحاد و اتفاق تھا تو پھر کون سنی کہہ سکتا ہے کہ ایسے وقت مین جب بی بی عائشہ نے عمر خاص سے مدد لی جس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ تو جناب امیر سے کیون نہ مدد لی ہوگی جو سوتیلے ہی سہی داماد تو تھے۔ اور ابوبکر کی زوجہ اسما بنت عمیس حضرت کے عقد مین تھین اور محمد بن ابی بکر حضرت کے ربیب تھے اسی گھر مین رہتے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکر بقول واقدی حضرت کے شاگرد تھے۔ تو اب غیر قریب کی مدد نہ لینا اور غیر کی لینا بالکل خلاف عقل ہے۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ جب جناب امیر کی فہمائش واقعی ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر کمسن ہے قابل عقد نہین جسکو امر خلیفہ پر

حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا۔ خلیفہ دوم نے نہ مانا تو عائشہ نے عمرو عاص حیلہ ور کو بلایا جو جو
ایک فقرہ مین اپنا کام کرلے۔ کیونکہ مکاروں کا جواب مکاروں ہی سے خوب بنتا ہے۔ عاقلانہ محققانہ
تحقیق تو اسکی مقتضی ہے۔ اور جاہلانہ عامیانہ خیال اسکو کہ دنیا بھر کا محال لازم آئے تو آوے
مگر ہم اپنا عقیدہ نہین بدلتے کہ قربان جائیے اہل سنت کی عقل رزین کے جنکے مورخ یہ بھی لکھتے ہین
کہ ام کلثوم کا سن بوقت عقد موہوم شاذ چار برس کا تھا صبیہ تھی جسکو شیر خوارہ کہتے ہین
اسپر یہ بھی کہتے ہین کہ نہین عقد ضرور ہوا اور اسپر ترقی یہ کہ اوسی سنہ کی ذیقعدہ مین ہم بستری
ہوگئی۔ کوئی درجہ باقی نہ رہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اسکے بعد اسی سن کی ذیحجہ مین مغیرہ
نے وہ کلمہ کہا جو زوجہ عمر کی نسبت کسیطرح نہین کہہ سکتا۔

اب مین اصلی راز اسکا ظاہر کردون کہ یہ سب واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے منتقل ہوکر بنت فاطمہ
کیطرف کیون منسوب ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ اہل سنت اس جھونک مین کہ ابوبکر کو خلافت بلا استحقاق
نہین ملی بلکہ بعوض حسن خدمات مستحق ہوئے۔ یہ بیان کرگئے ہین کہ جب حضرت خدیجہ نے انتقال
کیا تو ابوبکر نے اپنی بیٹی عائشہ کو حضرت کی خدمت مین پیش کیا کہ یا حضرت یہ آپکی دلبستگی
کے لئے حاضر ہے۔ جسکے بعد سے حضرت نے آمد و رفت مکان ابوبکر مین شروع کی۔ اور جب
حضرت آرام فرما ہوتے تو بڑی میان شتر غمزے کرنے لگتی کہ اسکی نسبت تو معلوم ہے کہ متعرز ہے
اور بعد عقد کے بعد بیچ بت باہتمام تمام کھلا پلا کر طیار کرنے پر بھی جب حضرت نے کچھ توجہ نہ کی تو ابوبکر
نے تکاضا شروع کیا کہ آپ عائشہ کا زفاف کیون نہین کرتے یہانتک کہ خود ابوبکر نے بخیال
اسکے کہ حضرت کے پاس مہر کا روپیہ نہو مہر کا روپیہ بھی لاکر موجود کیا اسپر بھی انکی خاطر پوری نہوئی
تو ایک روز حضرت اسکے یہان ملاقات کو گئے ہوئے تھے تو گون کو اوٹھا جانے پر زوجہ ابوبکر نے عائشہ کا
بناؤ سنگار کرکے دوپہر بستی حضرت کی گود مین بٹھلا دیا۔

(دیکھو تبصرۃ السائل مین منقولات قرۃ العینین وغیرہ)

غرض یہ سب باتین تو اس جھونک مین پیش کین کہ ان وجہون سے استحقاق خلافت حاصل تھا
اور خلیفہ دوم نے اس سے استفادہ کیا کہ پہلے حضرت سے نکاح کرلیا ابوبکر سے کہا تھا انہون نے زبان
جسپر کہ ہوتا ہے ہاتھ پر ہاتھ کا اب ہم زور خلافت خلیفہ اول کی بیٹی سے مستحکم کر لیتے ہین جسکے

سے لئے ظاہری بہانہ یہ بنایا کہ حق ابوبکر ادا ہو۔ بیٹی آدمی کی پڑی نہ ہی جس سے یہ شرف سبھی انکو ملتا ہو
کہ رسول اللہ کے ہمزلف بنتے ہین۔ ام کلثوم کی نارضامندی پر عائشہ کو تردد ہوا جناب امیر سے
اجازت چاہی حضرت نے واقعی عذرونکو بیان کیا جسکو خلیفہ نے نہ مانا۔

اہل سنت کو جب کچھ ہوش آیا اور ان بیغیرتیون سے شرمائے تو اونہون نے یہ سوچا موقع
خوب ملا ہے دونون کا نام بھی ایک ہی اگر مواخذہ ہوگا اشتباہ نام کا عذر کر دینگے سر دست
تو ان واقعات کو ام کلثوم نواسی رسول کیطرف منسوب کر دو جسکے لئے قرینہ یہی موجود ہے کہ
جناب امیر خلیفہ کی فہمائش کرتے ہین اگر کوئی مسلمان ابوبکر والی بیغیرتی کے روایتون پر اعتراض
کریگا۔ تو ہم ان واقعات کو دختر رسول کے پیش کر کے لاجواب کر دینگے "دوسرا یہ خیال بھی محرک
ہوا کہ اگر عوام الناس یہ سنین گے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر نے عقد عمر سے انکار کیا اور کہا اگر عمر سے
میرا عقد کیا تو قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ تو اس سے عوام کو حضرت عمر سے نہایت درجہ شک پیدا
ہوگا۔ لہذا یہ سوچا کہ ان واقعات کو ام کلثوم بنت علی کیطرف منسوب کر دین جس سے عوام الناس کو
تردد ہو کیونکہ حالت حضرت عمر خاندان رسالت سے سبکو معلوم ہے تیسرا خیال یہ بھی باعث ہوا
کہ اس سے عظمت و جبروت خلیفہ عیان ہے جسکی تہ مین اونکی خدا ترسی اور حق شناسی بھی مخفی
کیجاتی ہو کہ بخیال عقوبت اخروی یہ وسیلہ چاہا اس سے اہل بیت کی رعایت انکے ساتھ
بھی دکھائی گئی ہو جس سے انکی ایمانداری اور فضیلت بھی ظاہر ہو۔ بخلاف اسکے ابوبکر کی بیٹی
ام کلثوم کے خطبہ عقد بلکہ عقد سے بھی کوئی نتیجہ نہین نکلتا بلکہ ایک طرح کی حماقت و خرافت و سفاہت
ظاہر ہوتی ہے کہ اس بڑھاپے مین چار پانچ برس کی لڑکی سے عقد کرنا محض خرافت ہو اسکی
اصلاح کیلئے ہواخواہون نے یہ فکر کی کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف اس واقعہ کو منسوب کیا تاکہ
ان الزامون سے خلیفہ کی برات ہو اور لوگ سے ساتھ توہین اہل بیت کی بھی حاصل ہو جو عین مدعا
اہل سنت ہو اسکی اونکو کہان خبر تھی کہ آئندہ اطہار کی کرامت و اعجاز سے فخر المحققین صدر
المدققین لسان المتکلمین جناب سید مرتضی علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہم جون اسکی تحقیق
فرمائینگے جس سے ہر ایک واقف ایسی باتون کا ہو کر کسی اندھے کو بھی شک نہ ہو۔
تیسرا مضمون تقریری نسبت ذکر ہو ساتھ اولاد جعفر طیار کے کل روایات مذکورہ ہین

موجود ہی اور روایات صحیحہ اہل سنّت سے بلکہ خاص صحیح بخاری کی روایات سے یہ بھی ثابت ہے
کہ جب نسبت مقرر ہوجاے تو پھر دوسرے کو نسبت کرانا جائز نہین۔ پس اس سے بھی لغویت
اس واقعہ کی ثابت ہی کہ کیونکر خلیفہ خلاف حکم رسول مستدعی ہوسکتے تھے؟ اور جناب امیر قبول
فرما سکتے تھے؟ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عذر بھی حضرت کا بہ نسبت اوسی ام کلثوم
بنت ابوبکر کے ہے کیونکہ حضرت زینب وام کلثوم کا عقد تو عبداللہ بن جعفر و محمد بن جعفر سے
ہوچکا تھا جسکے بارے مین خود حضرت رسول اللہ نے فرمایا تھا بنا ھنا لبنینا۔ بیٹے میری بیٹیون
کے لئے ہین یہ حضرت زینب وام کلثوم وعبداللہ و محمد فرزند جعفر کی نسبت بعد شہادت حضرت
جعفر فرمایا تھا تو اب کسکی مجال ہے جو اس نسبت کو توڑی اور اہلسنت کے لئے تو وقوع عقد کے
بھی جملہ کافی ہی تو اونکے مذاق پر کہہ سکتے ہین رسول اللہ خود ان دونون صاحبزادیونکا عقد کرچکے
تھے غالباً عون بن جعفر کی نسبت حسب خواہش اسما بنت عمیس جو انکی ماں تھین اور بعد کو
زوجہ ابوبکر ہوئین۔ ام کلثوم بنت ابوبکر سے مقرر تھی جسکو دوبارہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے
پیش کیا کہ تم اوس سے کیونکر عقد کرسکتے ہو نسبت تو لگی ہوئی ہے۔

چوتھا جملہ جو کل روایتون مین مذکور ہی وہ یہ ہی کہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے ام کلثوم کو عمر کے پاس
بھیجدیا جسپر عمر نے بوسہ لیا اور سینہ سے چمٹایا اور کشف ساق کیا۔ اوسپر ام کلثوم نے کہا اگر امیر
المومنین نہوتا تو مین طمانچہ مارتی جس سے تیری آنکھین اندھی ہوجاتین

اس روایت کی نسبت سبط ابن جوزی تقسیم شرعی فرماتے ہین کہ باجماع امت مس اجنبیہ حرام ہے
لونڈیون کی نسبت بھی خلیفہ ایسے امر کے مرتکب نہین ہوسکتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
جس سے اصل روایت کا موضوع وغلط وافترا ہونا ثابت ہوا باقی رہا فقرہ مہ لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک خود ظاہر کررہا ہی کہ یہ حضرت خلیفہ اول ابوبکر کی بیٹی کا فقرہ ہے جو ایک زمانہ تک خلافت کرکے
رایہی ملک عدم ہوئے جنکے ماتحتی اور اطاعت مین حضرت عمر ہمیشہ سرگرم رہے یہ لڑکی ابوبکر کی کہتی ہے
اگر تو بادشاہ نہوتا تو طمانچہ مارتی۔ چنانچہ موید اسکا وہ واقعہ بھی ہی کہ جب ام کلثوم بنت ابوبکر نے
سنا کہ میرا عقد عمر سے ہوتا ہے تو انکار کیا اور کہا خشن العیش ہے شدید ہے طور تو پنیرا اور
عائشہ اپنی بہن کو دھمکی دی تھی کہ اگر میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ یہ وہی

شجاعت بکری اور حکومت خلافت سابقہ کا جسنے اس جرأت اور دلیری پر آمادہ کیا ورنہ بنت علی ایسا
کلمہ کیونکر کہہ سکتی تھیں جنہوں نے اپنی آنکھوں وہ سب مصائب دیکھے کہ فرک قرق ہوا گھر جلایا
گیا پس جسکے ماں باپ پر یہ ظلم وستم ہوا اوس مظلومہ کو یہ جرأت کہاں ہوسکتی ہے کہ خلیفہ وقت کی نسبت
ایسا کلمہ کہے پانچواں جملہ جو ان روایتوں میں بالکل مذکور نہیں وہ واقعہ عقد ہے کہ ذکر سکا نہیں ہے
کہ عقد کیونکر ہوا۔ کیونکہ پہلی روایت میں تو صرف خطبہ عمر اور بھیجنا ام کلثوم کا مذکور ہے دوسری میں استقدر
ہے کہ تزویج تیسرے دن موت زید وام کلثوم اور آخری روایت میں صرف عمر کا کہنا کہ نکاح کردو اور
جناب امیر کا کہنا کہ کردیا اور عمر کا مہاجرین سے طالب مبارکباد ہونا۔
نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جس نکاح میں اسقدر ردوکد انکار واصرار واقع ہو اور ایسے اسرار مخفیہ
بیان کئے جائیں جنپر اخص خواص بھی مطلع نہوں اوسکا اصلی نتیجہ اس عنوان سے بیان ہو کہ مقتر
کو کسیطرح اوس سے تشفی نہو۔ تشفی کیسی کسیطرح وقوع نکاح کی بو بھی نہ ملے۔
کیونکہ اصل واقعہ تو ایک ہے جسکو ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ علی نے ام کلثوم کو بھیجا بعد اوسکے
کچھ نہیں دوسرا راوی اسی واقعہ کو بلفظ تزویج ادا کرتا ہے اور تیسرا راوی کہتا ہے کہ عمر کی خواستگاری
پر علی نے کہا کردیا۔ ایک بیان دوسرے بیان کا ایسا منافی ہے کہ کسیطرح اونمیں ربط نہیں ہوسکتا
یہ بیان کہ عمر مہاجرین وانصار سے طالب مبارکباد ہوئے اور یہی اسکی قلعی کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ
نکاح ایسی چیز نہیں ہے جو مخفی طور پر ہوجائے کہ کسیکو خبر بھی نہو حتے کہ مہاجرین کو بھی خبر نہو چنانچہ
شرائط نکاح سے یہ بھی ہے کہ اوسکا اعلان کیا جائے اہل شہر کا مجمع ہو اسیوجہ سے خلیفہ دوم اوس
نکاح کو باطل جانتے تھے جسپر صرف ایک مرد وایک عورت شاہد ہو۔
غرضکہ اس مجمل بیان سے جسمیں نہ صورت عقد مذکور ہے نہ خطبہ نکاح نہ تاریخ نہ مہینہ نہ حضار مجلس
کے اسامی گرامی نہ ولیمہ وغیرہ جو لوازم نکاح کا ہے اور بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہے کہ عقد
کی اصلیت کچھ نہیں ہے صرف واقعہ اسیقدر ہے کہ عمر نے جب بیان جناب امیر کو دربارہ صغر
سنی ام کلثوم بنت ابوبکر قابل پذیرائی نہ سمجھا تو حضرت سے کہا کہ آپ اوسکو میرے پاس
بھیجدیں جسپر حضرت نے بھیجدیا اسی مضمون کو راویوں نے بہ الفاظ مختلفہ بیان کیا کہ کسی نے
کہا بھیجدیا کسی نے کہا تزویج کردیا کسی نے کہا کہ جناب امیر نے فرمایا ہمنے تمہارا کہنا قبول کیا

جہان یوجہ اشتراک نام یہ واقعہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب ہوا یا کیا گیا اوسکے
ساتھ تزویج بھی وہی طور پہ بیان کردی گئی جسکے لئے اور ازدواج عمر کا نام ام کلثوم ہونا بھی ہویدا ہوا
زیادہ توضیح کنز مکتوم مین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۵

تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر چہار سالہ سے تو اجازت لیجائے کہ تیرا عقد عمر سے ہوتا ہے
اور وہ انکار کرے۔ اور ام کلثوم بنت جناب امیر سے مطلقا اذن نہ لیا جاے جو یقیناً اوسوقت بالغہ
تھین۔ اذن لینا کیا انکار پہ وہ ایسی مجبور کیجائین کہ نہین ضرور تمھارا عقد اوسی بڈھے سے ہوگا
جس سے تم نفرت کرتی ہو اور انکار کرتی ہو۔ معلوم نہین کس شریعت مین یہ جائز ہے کہ عدت بالغہ
عاقلہ رشیدہ کا نکاح باجبر کردیا جاے گو وہ انکار کرتی رہے۔ چھٹا جملہ جو ان کل روایات مین مذکور ہے چالیس ہزار
درہم مہر کا مقرر ہوا جسکی غلطی بین ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب مذہب فاروقی مین لکھتے ہین انکا مذہب یہ تھا کہ مہر مین
زیادتی نہو پانچ سو درہم شرعی سے زیادہ نہو جو دختران رسول کا مہر تھا۔ اور نیز حضرت کی ازواج
کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی پرزور دلیلون سے اس مذہب عمری کے حقیت ثابت کی ہے
اور شاہ ولی اللہ نے بڑے تفحص سے اتنا نکالا ہے کہ دو ہزار درہم کی مہر شرع خلیفہ نے اجازت
دی تھی۔ اور صدہا روایتین موجود ہین جنسے خلیفہ کا انکار زیادتی مہر سے ظاہر ہے۔ تو اب کون
سنے کہہ سکتا ہے کہ خلیفہ نے خلاف اپنے مذہب کے ۴۰ ہزار درہم اپنے عقد مین مہر مقرر کیا۔
اور جناب امیر نے خلاف رواج خاندانی اور خلاف روایات رسول ربانی اتنا مہر لینا قبول فرمایا۔
تو اب بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ یا ان سب روایتونکو غلط کردین یا یہ کہین کہ علما کو یہان بھی اشتباہ
ہوا۔ یہ دوسری یا تیسری ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جس سے ایام جاہلیت مین عقد کیا تھا کہ اوس
زمانہ مین مہر کثیر مروج تھا۔ یا صلح حدیبیہ والی ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جسوقت تک اونکا اجتہاد
اس مسئلہ مین نہوا تھا کہ دو ہزار سے زیادہ مہر نہ دینا چاہئے دیکھو کنز مکتوم صفحہ ۱۳۴
اگر اسپر بھی تسکین خاطر نہو تو میزان الاعتدال جلد دوم کی یہ عبارت ملاحظہ ہو کہا جو رجانی نے
تینون ضعیف ہین حدیث مین بغیر بدھ مگر اہی کی قتیبہ بن سعید عبدالغفار زید سے وہ اپنے باپ
سے وہ اپنے باپ اسلم سے ناقل ہے کہ عمر نے ۴۰ ہزار درہم مہر مین دیا ام کلثوم بنت علی کی
کہے صاحب اجو تصریح جو زجانی یہ روایت موضوع اور تینون راوی اوسکے ضعیف قرار پاے

پھر ایسی روایتون پر آپ کیونکر ایمان لاسکتے ہین۔ یہ موضوعیت پر ایسی حاوی ہو کہ نکاح اور مہر دونون کو شامل ہو جس سے آپ یہ نہین ثابت کر سکتے کہ صرف ۴۰ ہزار درہم ضمنی ہو کیونکہ یک بام و دو ہوا غیر ممکن ہے۔

چھٹا۔ مضمون اسکا یہ ہو کہ بعد وفات ہمر عقد حضرت ام کلثوم کا بیجبر جناب امیر و مخالفت حسنین حضرت عون بن جعفر کے ساتھ ہوا۔

اسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ کل علماے اہل سنت جنہون نے عقد ام کلثوم کو لکھا ہے یہ بھی لکھتے ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوئے دیکھو اصابہ و استیعاب وغیرہ مسئلہ تو اب یہان بھی دو صورت ہو کہ یا روایات مذکورہ کو غلط کرین یا اشتباہ کے قائل ہون کیونکہ بعد موت زندہ ہونا۔ شادی ہونا یقیناً محال ہو۔ اس عقد عون بن جعفر کے ساتھ یہ جملہ کہ بعد عمر ہوا ایسا ہی معلوم ہوتا ہو جو عدالتی گواہونکو دو ایک بات سکھا دیجاتی ہو کہ اتنا ضرور کہنا وکیل مختار ہزار گھما دیکر کریدے ہمن مگر اسکو نہ بھولنا یہی حال ہو اہل سنت کی ان روایتون کا کہ عقد عمر یاد کر لیا گیا ہے وہ کسیطرح نہین چھوٹتا دنیا بھر کی بات کہہ جاؤ مگر مرغی کی ایک ٹانگ اگرچہ اس جملہ کو گفت عقد عمر سے زیادہ تعلق نہین ہے مگر علماے اہل سنت کی تحقیقات کا حال اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی نافہمی سے کیسے کیسے پیش پا افتادہ غلطیون مین مبتلا ہوتے ہین۔

ساتوان جملہ یہ ہو کہ ان سب روایتون مین یہ بھی مذکور ہو کہ بعد عون عقد ام کلثوم کا محمد بن جعفر سے ہوا اور بعض روایتون مین مقدم ہین عون پر۔ حالانکہ وہی مورخین و محدثین جنکے یہی قائل ہین کہ محمد بن جعفر نے بھی جنگ تستر مین وفات پائی پھر فرمایئے جب عہد عمر مین یہ بھی شہید ہو چکے تھے تو پھر بعد کو زندہ کیونکر ہوئے جنہون نے بعد عون یا قبل عون عقد کیا ان سب خرابیون کا سبب وہی اشتراک نام ہو اور تحقیق نہ کرنا یا عمداً دھوکا دینا ہے علماے اہل سنت کا کہ چند آدمیونکی مختلف واقعات بسبب اتحاد اسم ایک آدمی کیطرف منسوب ہوئے۔

اصلیت یون ظاہر ہوتی ہو کہ چند زوجہ عمر کا نام ام کلثوم ہی تھا اور ایک ام کلثوم بنت ابوبکر سے انہون نے خواستگاری کی جسپر اُدھر سے انکار اِدھر سے اصرار ہوا بوجہ زوجیت ام کلثوم سابق سامعین کو یقین ہوا کہ عمر نے جسکی خواستگاری کی اور انکار ہوا اوسی سے یہ عقد بھی ہوا جو آج زوجہ خلیفہ ہے ام کلثوم بنت ابوبکر کی نسبت عون بن جعفر سے مقرر تھی بچپن ہی مین زندگی طے ہوئی تھی

جسکے بعد عون جنگ تستر مین شہید ہوئے اس واقعہ کی تاریخ بدلکر یہ بیان کر دیا کہ بعد عمر انکا عقد ہوا۔
اور ام کلثوم بنت جناب امیر کا عقد حضرت زینب کے شوہر مین محمد بن جعفر سے ہو چکا تھا جو زندہ رہنا
جنگ صفین تک یقینی طور پر ثابت ہے جنکی اولاد بھی ہوئی کہ انکے بیٹے قاسم بن محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبداللہ
بن جعفر سے ہوا۔ پھر اسکے کہ محمد بن جعفر بھی جنگ تستر مین شریک ہوئے ہونگے اور انکے بھائی عون بھی
شہید ہوئے علمای اہل سنت نے مغالطہ مین اکر انکی شہادت کے بھی وہین قائل ہو گئے حالانکہ
موجودگی محمد بن جعفر جنگ صفین مین یقیناً ثابت ہے۔ غرض واقعات کل صحیح ہین مدعا یہ ہے تو نسبت
واقعہ مین کہ کون کسکا واقعہ ہے کون کسکا۔ بے عقلی کے سبب سے تمیز نہ کر سکے سب واقعہ کو گڈ بڈ کر کے
بیان کر دیا مگر اصلی مقصد عقد عمر کو نہ بھولے۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار

آٹھوان جملان سب روایتونکا یہ ہے کہ ان تین عقدونکے بعد عقد حضرت ام کلثوم کا عبداللہ بن جعفر
سے ہوا بلکہ خود جناب امیر نے یہ عقد کر دیا جیسا کہ ازالۃ الخفین مین ہے صـ ۹۲۹

اس واقعہ مین یہ خرابی ہے کہ حضرت عبداللہ شوہر حضرت زینب ہین تو اب انسے عقد کیونکر ممکن ہے جمع
بین الاختین لازم آتا ہے۔ اور حضرت زینب کی موجودگی مین تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے کسی قسم
کا کسی غرض سے کسیکو عذر نہین۔ تو اب اگر یہ عقد کسیطرح ممکن ہے تو بعد رحلت حضرت زینب
جو یقیناً بعد ۶۲ھ ہجری ہے جس سے وہ دعوے کہ ام کلثوم اور زید مان بیٹھے ساتھ وفات کی غلط
ہوتا ہے حالانکہ بقول عبدالعزیز و حیدر علی یہ متواتر ہے۔

خدا عقل دے اہل سنت کو جو کچھ بھی تحقیق کر دیکھتے ہون اور واقعات مین غور کرنے کے عادی ہون
اب پھر وہی دو صورتین باسبب روایت مختلط۔ یا یہ کہ اشتباہ رواۃ کے قائل ہون جسکی بھی چند
صورتین ہین یا کسی ام کلثوم زوجہ عمر سے حضرت عبداللہ نے عقد کیا۔ یا ام کلثوم دختر ابوبکر سے
عقد کیا بعد عون بن جعفر کے۔ یا بعد طلحہ کے جو جنگ جمل کیوقت شوہر ام کلثوم بنت ابوبکر تھے۔ یہ
سب صورتین اوسوقت کی ہین کہ بقول ازالۃ الخفین نکاح پڑھنے والی جناب امیر تھے۔ اور اگر اس
خیال کو دفع کر کے (کیونکہ یہ غلط فہمی مکمل یا قتی حیدر علی کا قصور ہے جنہون نے تزویج ابنوہ کا یہ نتیجہ
کیا کہ حضرت نے اونکا عقد عبداللہ بن جعفر سے کیا) صرف عقد ام کلثوم کا خیال کرین تو یہ ممکن ہے
کہ بعد رحلت حضرت زینب حضرت عبداللہ کا عقد ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوا ہو مگر واقعہ کربلا ایسا
نہین ہوا تھا جسکے بعد کسی بنی ہاشم کو ایسے خیالات پیدا ہون۔ تو اب اصلیت اسکی اسقدر

رنگبی کہ چونکہ زمانہ موت حضرت عبداللہ اور موت حضرت ام کلثوم قریب قریب واقع ہے۔ اسی سے کوئی موت ام کلثوم کا قبل وفات عبداللہ قائل ہو کوئی بعد کا۔ اس قرب زمانہ موت سے یہ جوڑ بھی نکالا دیا گیا کہ ان دونون مین عقد بھی ہوا حالانکہ اصل منشا بیان کرنیوالونکا تعین زمانہ موت تھا نہ بیان عقد یہ امر نہایت وجہ قابل غور ہو کہ حسب روایات اہل سنت ہر بیوہ گری کے بعد عقد اوس سیدہ مظلومہ کا اپنی ہی خاندان مین ہوا خواہ برضا انکی یا بجبر جناب امیرؑ۔ تو اب کس عقل سے کوئی قائل ہو سکتا ہو کہ پہلا عقد خلاف خاندان ایک ایسے شخص سے کیا گیا جسکی نسب کا ابھی تک ٹھکانا نہین لگا آخر وہ کونسی مصیبت تھی کہ جناب امیر نے اپنی چار سالہ لڑکی ایسے بڈھے خبیث سے بیاہ دیا؟ یہ تقریر بھی ہماری اوسی بنیاد فرض اور تسلیم پر ہو کہ ہر امر سے ہم قطع نظر کر کے اسکے قائل ہون ورنہ اتنی محال باتونکے لازم آنے پر کوئی عاقل ایک منٹ کیلئے بھی کیونکر عقد عمر کو قبول کر سکتا ہے۔

نوان مضمون اسکا وفات کرنا ہو ام کلثوم کا زید بن عمر بن خطاب سے ساتھ بعہد معاویہ اور اسکی تحقیقات سب تین جزو ہین (۱) کوئی ام کلثوم زوجہ عمر تھی یا نہین (۲) زید کے تھے اور کیسکے بطن سے (۳) مان لیجئے ام کلثوم زید بعہد معاویہ ساتھ مرنیوالے کون ہین۔

کنز مکتوم مین ثابت کیا گیا ہو کہ عمر کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک وہ جو زمانہ جاہلیت سے انکے عقد مین تھی ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید بن عمر و عبیداللہ بن عمر اصابہ و تاریخ کامل صہ ۲۲ ج ۳ اور امام نووی بعد وفات رسول اس عقد کے ناقل ہین کما یظہر من کلامہ۔

۲ دوسری ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت انصاری مادر عاصم تاریخ خمیس صہ ۲۵۱

۳ تیسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بعد صلح حدیبیہ عقد کیا تفسیر کبیر صہ ۱۹۲ ج ۸ دیکھو کنز مکتوم صہ ۹۳

(۲) زید کا بطن ام کلثوم خزاعیہ سے ہونا بھی ثابت ہو چکا ہو۔ چنانچہ دارقطنی مین شاہ عبدالحق نے بھی تصریح کی ہو کہ عبیداللہ بن عمر (جو جنگ صفین مین جناب امیر سے لڑنے نکلا تھا اور مارا گیا) اور زید بن عمر بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تھے۔ اور خود مخاطب بھی فرماتے "بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہو" مستیعاب و زید اصغر و عبداللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے صہ ۲۵۲ اور مروج الذہب علامہ مسعودی مین ہو کہ اولاد سے عبداللہ اور حفصہ زوجہ نبی ﷺ اور عاصم اور فاطمہ اور زید ایک

مان سے تھے اور فاطمہ اور دوسری لڑکیان اور عبدالرحمن اصغر جسپر حد شراب جاری ہوئی اور ابو شحمہ
کے نام سے مشہور تھا ایک مان سے ہی صہ ۱۳۴ ج ۵ کامل دیکھو تشفی صہ ۲۷۱ ۔
جس سے یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر کے صاحبزادے زید نامے ایک ہی تھے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے
پیدا ہوئے چنانچہ کنز مکتوم مین بصراحت مذکور ہی کہ زید بن عمر ایک ہی تھے اور اگر اہلسنت کے خلط بیانیون پر
خیال کرکے دو زید کا خیال ہو کیونکہ بعض حضرات ایک کو زید اصغر کہتے ہین دوسرے کو زید اکبر تو بفضلہ تعالے
اوس زید کی مان کا نام بہی ام کلثوم ہی ثابت ہوتا ہی کیونکہ علامہ مسعودی زید کو اور عاصم کو ایک مان سے
بتاتے ہین جسکا نام ام کلثوم بنت عاصم تھا تو بالفرض اگر دو زید تھے تو ایک زید ام کلثوم بنت جرول کا بیٹا
شمر اجسکا مخاطب کو بہی اقرار ہی دوسرا ام کلثوم بنت عاصم کا بیٹا ٹھہرا نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا جسے
عقد ہونا عمر کا یقینا محال ہی تو اب تیسرا مرحلہ بہی طے ہی کہ یہی ام کلثوم خزاعیہ و زید بن عمر مان بیٹے بعہد
معاویہ ساتھہ مرے جنپر ایک ہی ساتھہ نماز ہوئی بقول شاہ عبدالعزیز صاحب جناب امام حسینؑ نے
نماز پڑہی اور کوئی کسیکا وارث نہوا اور بروایت صحیح عطاء خراسانی ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ
عبداللہ بن عمر نے پڑہی یہی وجہ ہے کہ صاحب اصابہ نے اپنی اس روایت صحیح مین نہ ام کلثوم کو بنت
علی لکہا ہی نہ زید کو بن عمر کیونکہ صحت ان اشخاص کی معلوم نہ تہی صرف صحت واقعہ کو اونہون نے بیان کیا
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہراؑ جو باتفاق روایات فریقین سوگہ کربلا مین موجود تھین جیسا کہ
مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحق اسفرائینی و روضۃ الشہداء و روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و
تحریر الشہادتین و ینابیع مودۃ ذوی القربی و دیگر کتب تواریخ مین مذکور ہی ۔ حتے کہ علامہ ابن اثیر محدث
نہایۃ اللغہ مین بذیل لغت فرش خطبہ حضرت ام کلثوم کا بمقام کوفہ نقل فرماتے ہین فی حدیث ام کلثوم
بنت علیؑ قالت لاہل الکوفہ اندرون ای کبد فرشتم رسول اللہؐ الفرش التفتت بالغم واللاذی فیہ صہ ۳۶۸ اور
مجمع بحار الانوار مین علامہ محمد طاہر گجراتی فرماتے ہین فی ح ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفہ اندرون ای
کبد فرشتم رسول اللہؐ الفرش التفتت الکبد بالغم واللاذی صہ ۶۲۴ ج ۳ مطبوعہ نولکشور ۔
اور اگر اس بیان ثانی پر بہی تسکین نہو تو سنہ عقد وغیرہ جوڑ کر ملا لیجے جس سے ولادت زید محال
قرار پاتی ہے کیونکہ جو لڑکی سنہ ۱۷ مین بوقت عقد خلیفہ چار برس کی ۔ تخمیناً
و سنہ ۲۲ یا ۲۳ سال قبل رحلت خلیفہ مین نہ سالہ ہوتی ہے جو ابتدائے زمانہ بلوغ

شرعی ہے اب ایک سال کے چند مہینے کل حیات خلیفہ سے باقی ہیں۔
کیونکہ وفات نونکی ۲۳ھ مین ہے اس عرصہ مین دو لڑکی زید اور رقیہ کیونکر پیدا ہو سکتے
ہین یقیناً محال ہے اوسپر طرہ یہ ہے کہ ان دونو لڑکون مین سے کوئی لڑکا اخر اولاد خلیفہ
نہین ہے بلکہ زینب آخر اولاد ہے جو بطن ام نکیہہ سے پیدا ہوئی دیکھو کنز مکتوم ۶۱
یار و سنی ہو یا شیعہ مگر عقل کی بات کرو سمجھ بوجھ حاصل کرو۔ نہ معجزہ کہتے ہو۔ نہ کرامت بناتے ہو
نہ سحر۔ نہ جادو۔ پھر کس عقل سے نہ سالہ لڑکی کو ۶۳ برس کے بڈھے سے ایک سال مین دو لڑکا
ہونا قبول کر سکتے ہو۔

ان دلیلون کے بعد ہمکو گمان بھی نہین ہوتا کہ کوئی متنفس بجز اقرار وضعیت روایت یا اشتباہ
علما و رواۃ کی دوسرا پہلو اختیار کریگا۔ اور صرف ایذا دہی خدا و رسول کے لئے۔
جملہ روایات و تاریخی واقعات کو جھٹلا کر اسکا قائل رہیگا۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
کا عقد عمر سے ہوا جسسے زید و رقیہ پیدا ہوئی اور ساتھہ بعد معاویہ مری جنپر ایک ساتھہ نماز
جنازہ ہوئی۔ اگر اسپر بھی تسکین نہ ہو تو اب صریحی روایت سے ولادت زید کو باطل کرتا ہون کیونکہ جو حضرات
اہلسنت عقد عمر کے قائل ہین وہی حضرات یہ روایت بھی لکھتے ہین چنانچہ ہدایہ السعدا ملک العلما دولت

آبادی مین ہے فی خزانہ الجلالتیہ والنکات کانت لفاطمہ الحسن والحسین والاحسن وام کلثوم واحسنات

فی الصغر لاعقب لہ وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب لاعقب لہما ۱۲ نسخہ قلمی۔
یعنی وفات کیا ام کلثوم نے نزدیک عمر کے اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اب فرمائیے کہ جب بتصریح
علما ثابت ہو کہ کوئی اولاد اون سے نہ ہوئی کمسنی مین انتقال کیا تو پھر کس منہ سے اپ اسکے قائل ہین
کہ زید بن عمر حضرت ام کلثوم کے بطن سے ہوئے اب فرمائیے کہ بجز اقرار بہ اشتباہ علما و رواۃ کیا چارہ ہے
جہان اونکو انتساب تزوج ام کلثوم مین اشتباہ ہوا یا عمداً مرتکب کذب ہوئے وہان یہ جوڑ بھی لگا دیا کہ زید اونسے
پیدا ہوئے اور دونو نے ساتھہ انتقال کیا و فی ذلک کفایۃ لاہل الدرایۃ۔ یہ بات ہماری کیا انبیا کی قبضہ سے
باہر ہو کہ سچ بات پر کسیکو اعتقاد بھی دلوا دین۔ اور اقرار کرا دین کہ وہ کفریات کو چھوڑ کر امر حق کا اقرار بھی کرے
ہدایت اسیکا نام ہو کہ سچی بہر حیلی باتونکو ظاہر کر دے آئندہ اختیار ہو۔ وہ ہمنے کر دیا۔
قول موفوق۔ مسئلہ۔ اب غور فرمائیے کہ اس روایت مین کسیطرح کی خیانت پائی جاتی ہے

آپ نے عبث غیظ و غضب فرمایا آخر معاشرت ہند و عرب مین فرق ہے یہان معیوب وہان مستحسن خصوص زمانہ رسول صلعم مین معہذا حدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخلوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جوابات کا لیونگا جو نسبت حضرت غوث الاعظم و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی ہین اگر لکھون خلاف ادس شرط کے واقع ہو جسکو اوپر لکھ چکا ہون۔ جناب من یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جی ادبنے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ نا ملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد و ثنا خدا و رسول کی فرماتی ہین آلودہ کرین اور آیہ والذین ہم عن اللغو معرضون کا قصد کرین باقی الفحش ما ظہر منہا و بطن کی خلاف عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ سکا آیندہ لحاظ رکھین الا اشاۃً عرض کرتا ہون کہ بفضلہ اہل سنت و الجماعت ان امور سے مبرا ہین ہمارا قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحث اور متعدد سنی جاری ساری ہے بسم اللہ خانم اور انکی مماثل کا حال سب پر روشن ہو ؎ با وضوی صبح خفتن بیگزاند + نامرادان را خدا دادے مراد

کم شدی خالی دواتش از قلم + بر مراد ہر کہ میزد رقم دجلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین خانم

دفع الوقوع خوب غور کیا خدا آپکو فہم دے کفش دوز کی عامیانہ تقریر پر ایمان لانا آپ ہی کا کام ہے۔ یہان رویت مخلوبہ کی بحث نہین ہے جسکے جواز کی آپکو فکر ہے بوسہ لینا کشف ساق وغیرہ سے بحث ہے جسکے جواز کی دلیل نہ حیدر علی نے دی نہ آپنے جو انکے پیرو ہین۔ بات سمجھ لیا کیجئے تب گفتگو کیجئے کفش دوز نے اپنی اصالت دکھائی جو سادات عظام کی نسبت ابن مرجانہ کا لفظ استعمال کیا حالانکہ ابن مرجانہ برادر عم زادہ معاویہ ہے جسکی غلامی کا فخر تمام اہل سنت کو ہے۔

رواج کا فرق جو آپنے نکالا ہے یہ بیشک ایک طبقہ مضمون پر ہوگیا اس رواج سے حرام حلال ہو جاتا کیا عرب کا یہی رواج تھا کہ عقد کرنے پر مجبور کرے اور بالغہ رشیدہ لڑکی کو مجمع عام مین ظاہر کرکے بوسے کشف ساق کرے۔ آپنے علامہ سبط ابن جوزی کا قول اس بارے مین یاد فرمائی جو سابقاً مرقوم ہوا کہ لڑکیون کے ساتھ بھی یہ حالتین نہین ہے کیونکہ مس اجنبیہ باتفاق اہل اسلام حرام ہے ہمنے مانا کہ آپکی یہ روایت صحیح ہے کہ ابوبکر صاحب بی بی عایشہ کو رسول کی خدمت مین لائے تھے کہ اس سے دل بہلائے جسکے بعد فوراً واپس بھی لیگئے تو کیا رسول اللہ نے ظاہر و نگاہ سے اور سوقت لیا کشف ساق کیا سینہ سے چمٹایا جو یہ انتظام اور سکے ان امور کی نسبت نواسی رسول کیطرف کرتے ہین

ہمکو بھی نہین معلوم ہوتا کہ مولوی کرامت علی مرحوم نے کونسی گالی دی آپکے غوث الاعظم کو یا شاہ عبد العزیز کو مولوی صاحب نے اسیقدر لکھا کیجئے آپ ہی قائل ہین"

بنظر انصاف ان روایات و اقوال سنیہ مین تامل کرنا چاہیے کہ کسقدر کفر و الحاد اس فرقہ کا اور عداوت و نفاق بانفس رسول اس سے منقح ہے اور کیسے کیسے کلمات نازیبا مشعر بتنک حرمت و اسارت ادب طرف اہل بیت اطہار اور ذریت رسول مختار منسوب کرتے ہین کہ اگر کوئی نسبت پیر و رشد و عالم سنیونکے مثل پیر دستگیر و شاہ عبد العزیز کے بلکہ احاد ناس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث الاعظم یا عبد العزیز کی میٹی کا کسی نے کمر بند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مساس کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانین گے اور حتے المقدور لڑنے کو آمادہ ہونگے صد ۱۲ قول موثوق کیا اسیکو آپ گالی سمجھے ہین نہین جملہ شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کوئی کہے تو سنی لڑنے پر آمادہ ہوجائینگے اسمین گالی کونسی نکلی جو آپ اسقدر جزبز ہوگئے۔ شرطیہ طور پر کہنے سے تو واقعیت اوسکی ثابت نہین ہوتی پھر کیون آپکو برا لگا معاشرت ہندو عرب کا فرق کیون نہین نکالتے کیونکہ غوث الاعظم تو عرب ہین اور شاہ عبد العزیز عجمی کی نسل سے ہونگے کیونکہ فاروقی ہین

دیکھئے آپکے ایمان کی حقیقت یہین ظاہر ہوگئی کہ صرف خیالی طور پر ایسے امور کی نسبت سے خیالی دختران غوث و شاہ صاحب کیطرف آپکو یہ حرارت آئی۔ اور بضعہ رسول کیطرف وہی امور واہیہ آپکے علما منسوب کرتے ہین گو حرارت کیسی آپ کسیطرح کی شناعت کے بھی نہین قائل ہوتے بلکہ نہایت زورون سے امداد سکے عملیت کرینگی فکر مین ہین افسوس مولوی کرامت علیصاحب مرحوم سے اسقدر آپ ناراض ہوئے حالانکہ اوس مرحوم نے کیسی پیشینگوئی کی تھی کہ فوراً اوسکا اثر ظاہر ہوا۔ آپکو تو اونکے اولیا راضی ہونے پر ایمان لانا چاہیے جنکی ایسی کرامت نمایان ہوئی۔

اب اوس روایت کے ذکر کی یہان کیا ضرورت ہے جو صاحب کنز مکتوم نے قول صاحب صواعق محرقہ نقل کیا درباره اسکے کہ وہبی طور پر بھی ذکر دختر خلیفہ سے فقیہ ساقط العدالہ اور واجب التعذیر قرار پایا اور ابن خلدون نے عباسہ خواہر ہارون رشید کی نسبت خلاف اجماع مورخین نقل مچایا کنز مکتوم صہ ملاحظہ ہو۔

ہمکو خاندان رسالت سے خلافت ہی نہین چاہیے بلکہ کسیطرح کی عظمت و وقعت بھی آپلوگون کے دلمین باقی نرہی خوب کہا ہے ؎ خوک باشی خرس باشی یا سگ مردار باش ۔ ہرچہ باشی باش حرفی اندکے زردار باش۔ اگر آپکے یہان متعہ بحث یا متعہ دوسری نہین ہوا ہی ہو تو اسکی بھی ذہبی صاحب شیخ محمد حسین الجیل اور اونکے بھانجے عمر ابن المظفر یا ابن ساعی بھی بیان کرتے ہین

وابن خلکان وتمامی خلفا وعلما اہل سنت مبتلا ہے وہ متعہ کیونکر جاری رکھتے رسول اللہ اگر متعہ عقد کرکے جسمین آپکے خلفا کی بیٹیان بہنین بھی داخل تہین نکاح کو ضروری نہ بتا گئے ہوتے تو خلفا اوسکو کبھی موقوف کرتے اور عمل قوم لوط کے حامل رہتے۔

قول موثوق باقی رہا غصہ خسرو تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح وبسط لکھا ہی ملاحظہ کرلیا جاے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم چوچلے ہین مین ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکے مختصر اً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ مرزا محمد کشمیری صاحب نے بھی کئی سال پیشتر یہ راگ گایا ہی اور صاحب ایقاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب کشمیری اپنے نزہہ مین جا بجا ہر ہر مقام پر اس تشنیع سے زبان آلودہ کرتے ہین اور مولانا حیدر علیہ صاحب نے بجواب اسکے جو کچھ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ اسکے سے صاف وپاک ہوا ہو اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل ڈھلا جاتا ہو مگر چونکہ قلوب اہل شقاق مختوم من جانب اللہ اور ظلمت قساوت فطری سے سیاہ وتباہ ہین لہذا اثر اسکا منفقود اور وہی کثافت وتیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎

حق عیان چون مہر رخشان آمدہ لیک اندر شہر کوران آمدہ ۔ دید باید حق بین اور قلب سالم الیقین پیدا کیجیے اور دیکھیے کہ مولانا صاحب نے ماتے ہین۔ قبل ازین مجملاً بگوشت رسانیدم کہ این تقریر زینہار صلاحیت معارضہ ندارد وشرح ابہام وبسط این مرام آنکہ از روایات معتمدہ واقوال معتبرہ علماء فریقین بوضوح پیوستہ کہ ہر کس کہ ارادہ عقد نکاح بانے داشتہ باشد وآن زن اگرچہ بحد بلوغ رسیدہ باشد ہفت سالگی قمری دہم در حالت قیام وسکون ومشی ہمہ درست است بلکہ محاسن ومعاصم او را نیز توان دید لکین مخلوہ بحدی صغیر باشد کہ پنج وشش سالہ بود چنانکہ خواہی دانست انشاء اللہ تعالیٰ۔

(دفع الوثوق)

اگر آپکو دعوی خیر فہمی نہوتی تو مین ہرگز یہ دردسری نکرتا برائے خدا یہ تو فرمائیے اس عبارت کے کس جملے سے کشف ساق وضم صدر وتقبیل وبوسہ بازی کی اجازت نکلتی ہی کیا مخلوہ یہ کہ منہ یا ہاتھ یا محاسن دیکھنے کھڑا بیٹھا پھرتے چلتے دیکھنے کے بھی مطلب ہین کہ اوسکو سینہ سے چمٹائے ساق یا کھولے ہوے۔ یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سمجھانے کا اثر آپ پر مطلقا نہوگا نہ آپ کسیطرح سمجھینگے شاید کسی سنی عالم کے سمجھانے سے آپ سمجھین اور اوسکی برائی پر متنبہ ہو لہذا آپکے سنی عالم حنفی المذہب کا قول نقل کرتے ہین خدا کرے اوسکے کہنے کا اثر ہو اور آپ بڑھے کی تمیز کرسکین دیکھئے آپکے عالم سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد کی کتاب منتظم سے ایسی ہی روایات کو بالاجمال نقل

کر کے بقسم شرعی فرماتے ہین" واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہو کیونکہ لونڈی کی نسبت بھی خلیفہ دوم
ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ اسلئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی
مسلمانان حرام ہو پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہو خلیفہ دوم کیطرف دیکھئے کتر مکتوم ۱۱
کہئے صاحب اب بھی کچھ سمجھے یا نہ سمجھے اگر نہ سمجھے تو یون سمجھئے کہ ایسا امر قبیح ہو کہ مولوی
حیدر علی سے اسکے جواب مین کچھ نہ بن پڑا اس مضمون کو الی آخر شیعہ سے اقرار دیا فرماتے ہین کہ
کشف رخیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت رابہ منقصت بدل کنند انا للہ الغین ص۹۴
کہئے جو امر ایسا قبیح ہو کہ سبط ابن جوزی لونڈیونکی نسبت بھی جائز نہ رکھین اور مولوی حیدر علی
اوسکے رفع قباحت مین عمل خیارا مچا کر یہ جواب دین کہ شیعونکا الحاق تھا کہ ممدوح کا امر مذموم سے
بدل کر دین اسپر بھی آپکو اسکی برائی نہ معلوم ہو تو بس خدا ہی آپکی اصلاح کرے اور کیا کہون کنز
مکتوم ملاحظہ ہو ص۴۲

آپ ہی سے خوش فہم اسکے بھی ناقل ہین" کہ خلیفہ نے صحابہ سے یہ فرمائش کی کہ جمع کرا دو جسپر
سیرۃ حلبیہ الا لکھا ہو شاید اس بارہ مین کوئی حکم ممانعت صحابہ کو نہ معلوم تھا جو اس قول پر عمر کے
انکار کرتے جیسا کہ خود عمر کو نہ معلوم تھا کنز مکتوم ص۴۳

سچ فرمائے کہ بنی نوع انسان یا حیوان سے بھی ایسا امر سرزد ہوا ہو تو بہ توبہ کسی کی محبت مین ایسا جو اس
باختہ بھی کوئی ہوتا ہے کہ نہ آگ سوجھے نہ پانی ـــــ ارے بھائی اہلبیت سے عداوت تھی خلافت
لی تھی قتل کیا تھا قیدی بنایا تھا تو اب اسکی کیا ضرورت تھی کہ ایسی ایسی باتین بھی ادھر منسوب
کر دجس سے خود خلیفہ آپکے بہائم بھی نہ رہین۔

خارج از بحث روایت اسقاط محسن کا صرف اسقدر جواب دیا ہو۔ کہ رشید الدین و حیدر علی
نے خوب جواب دیا ہو مگر اصل جواب نہ لکھا۔ اسپر بھی اعتراض ہو کہ مولوی کرامت علی صاحب نے
توضیح الانوار و میزان ذہبی کا نام لکھدیا مگر عبارت نہ لکھی۔ بعدہ شہادت حضرت ام کلثوم کے بارے مین
دربارہ فدک گفتگو کی ہو کہ اوسوقت یعنی ۱۱ھ ہجری مین سن حضرت کا ہفت سالہ تھا۔ ایسے سن کی
گواہی ناقص سمجھی جاتی ہو" بعدہ یہ کہا کہ طعن الرماح سے بھی ثابت ہو کہ ام ایمن نے گواہی دی تھی ام کلثوم نے
مشار اس تقریر کا بھی وہی خوش فہمی ہو۔ کیونکہ شیعونکی بحث صرف اسقدر ہو کہ گواہ اہلسنت روایات

اداے شہادت حضرت ام کلثوم کو دربارہ فدک تسلیم نہین کرتے جیسا کہ شہادت جناب امیر بھی قبول نہوئی
نہ دعواے جناب سیدہ منظور ہوا مگر اسکا کوئی قائل نہین کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت ایسی کمسن تھین
کہ گواہی نہ دیسکتی ہون۔ جسکا منشا یہ ہو کہ اوسوقت اونکا اتنا سن تھا کہ گواہی دیسکتی تھین دیکھو
تفصیل اسکی کنز مکتوم صہ ۹۹ تا صہ ۱۰۳

اسی ذیل مین یہ بھی فرماتے ہین "اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت
قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہوتا ہے صہ ۱۰۴

تو اب بحق ارواح ثلثہ فرمائین کہ روایات مذکورہ متعلق عقد عقل و نقل کے خلاف ہی یا نہین ؟
اور ترک اوسکا واجب ہی یا نہین ؟ غور فرمائیے کتنے محالات کتنے محرمات لازم آتے ہین جسکو بڑا سے
بڑا فلاسفر بھی نہین سلجھا سکتا۔ چہ جاے علماے اہل سنت جو آجتک ہزارون مغالطے مین پڑے ہین۔ اور
روز بروز پڑتے جاتے ہین جسکی چند نظیرین بھی اسی اشتباہ رواۃ و علما کے متعلق کنز مکتوم
مین مذکور ہے جسکی مختصر فہرست یہ ہے

(۱) ابو حنیفہ کے نام کے بیس آدمی تھے اسوجہ سے اونکے حالات و اقوال مین علماے حنفیہ کو اشتباہ ہوا۔
(۲) ام کلثوم بنت ابو بکر کو لوگون نے بوجہ روایت بلا سند صحابیہ کہا اشتباہ ہے
(۳) ام کلثوم بنت عباس اور بنت فضل بن عباس مین اشتباہ ہوا
(۴) عمر ابن ابی سلمہ اور عمر بن خطاب مین اشتباہ ہوا
(۵) ابو بکر خلیفہ ابو بکر ابن اشعث مین اشتباہ ہوا
(۶) خلیفہ دوم کے تین بیٹے مسمے بہ عبد الرحمن مین اشتباہ ہے کہ ابو شحمہ محدود کون تھا
(۷) ابن خلکان لکھتے ہین کہ عماد الدین نے ایک قصیدہ کو ابو بکر محمد بن حداد فقیہ مصری کیطرف منسوب کیا
حالانکہ وہ قصیدہ ہے ظافر بن قاسم مشہور بہ حداد شاعر کا پس اشتراک لفظ حداد نے اونکو اس شبہ
مین ڈالا وفیات الاعیان صہ ۳۰۳

(۸) سعد بن معاذ کے بارے مین بلا اشتراک نام اشتباہ ہوا جو درج صحیحین ہوگیا۔
(۹) روایت مسروق صحیح بخاری مین اشتباہ ہوا۔
(۱۰) واقعہ مکہ و مدینہ مین ایسا اختلاط ہوا کہ دو نو ملا دیئے گئے یہ بھی بخاری مین ہے۔

(۱۱) قصہ حجۃ الوداع مین ۳۰ جگہ حنفی اہلسنت کو اشتباہ ہوا

(۱۲) شذرہ عالم حنفی ناقل ہین کہ امام مالک قائل بجواز متعہ تھے اون سب کی نسبت رشید الدین خانصاحب فرماتی ہین اصل مین صاحب ہدایہ سے خطا ہوئی کہ ایسی غلط نسبت امام مالک کیطرف کردی اور سب علمانے اوسی کی پیروی مین بلا تحقیق ایسی نسبت کی کنز مکتوم ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۴ لغایت ۱۶۳ یہ تقریر یون بھی نہایت دلچسپ ہی کہ اکثر ناقلان جواز متعہ از امام مالک صاحب ہدایہ تھے ہین تیسرون نظیر جو سنہ حال کی ہی وہ یہ ہی۔ کہ کل تحفہ اثنا عشریہ پڑھنے والے شیعونکو معلوم ہی کہ اسما بڑی بیٹی ابوبکر کی زبیر کے نکاح یا متعہ مین تھی اور ام کلثوم بنت ابوبکر جسپر خلیفۂ دوم کی یہ سب چڑھائی ہوئی۔ بوقت جنگ صفین علی کی زوجیت مین داخل ہوگئی مولوی احتشام الدین جونے مناظر شیعونکو پیدا ہوئی ہین اور ماہواری رسالہ مرادآباد سے شائع کرتے ہین جسکے جواب مین شیعونکی طرف سے بھی انتصار الشریعہ اور روشنی کا ماہوار رسالہ نکلتا ہی اپنی نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد مین فرماتی ہین "چنانچہ حضرت عائشہ کی ایک بہن ام کلثوم زبیر کی بی بی تھین دوسری بہن اسما طلحہ کی بی بی تھین اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ ان دونون کے لڑکے فرزند جو حضرت عائشہ کے حقیقی بھانجے تھے اس گروہ مین موجود تھے" آپ اسی ایک نظر سے سمجھ سکتے ہین کہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کس درجہ کی ہی اور کیسی کیسی دھوکے انکو پیش پا افتادہ باتون مین پڑتے ہین جب انخو خلفا کی بیٹیون کی تحقیقات مین یہ حال ہی کہ اسما کو زوجہ طلحہ اور ام کلثوم کو زوجہ زبیر بناتے ہین۔ اور پھر عبداللہ بن زبیر کو دونون کا بھانجا اور دونون کے نطفہ سے قرار دیتے ہین۔ تو دوسرے واقعات کی تحقیقات کا کیا کہنا ہی خصوصاً واقعات اہل بیت اطہار مین جنکی عداوت انکے خمیر مین داخل ہے۔

فاطمہ بجاری ام کلثوم بنت ابوبکر صرف اسوجہ سے کہ زمانہ حیات خلیفہ مین نہ پیدا ہوئی بلکہ ایسے وقت پیدا ہوئی کہ خلافت اس گھر سے نکل چکی تھی۔ کیسی کیسی مصیبتون مین مبتلا ہوئی کہ چار ہی برس کے سن مین خلیفہ دوم کی نظر و نپر چڑھی نول شاہ صاحب کے ساتھ چند و گندی تھے کہ اس چودھوین صدی مین مولوی احتشام الدین صاحب کو یہ نسبت پسند نہ آئی زبیر سے اسما کو نکالکر طلحہ کے حوالہ کیا اور طلحہ سے ام کلثوم بنت ابوبکر کو لیکر زبیر کی بغل مین دیا دیکھئے ابھی اور کتنے حملے ہوتے ہین۔

اگرچہ اس بیان غلط کے بعد تحقیقات اہل سنت کے ظاہر کرنیکی ضرورت نہ تھی جو در بارہ اہل بیت اطہار

اونہون نے بیان کئے ہین۔ مگر بنظر مزید تشفی اہل سنت دو واقعہ یہان بیان کرتا ہون۔

پہلا واقعہ حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا ہے جنکے بارے مین اہل سنت کو اتنے اختلاف ہین گنتے۔

(۱) سکینہ بنت الحسین ہین یا اخت الحسین یعنی خواہر امام حسین ہین یا بیٹی شعرانی وغیرہ ناقل ہین کہ خواہر حسینؑ ہین۔ اور صحیح یہ ہے کہ دختر امام حسینؑ ہین

(۲) ابن صبان اسعاف الراغبین اور شیخ حسن جنراوی مشارق الانوار مین ابن صباغ سے ناقل ہین کہ حضرت سکینہ بوجہ استغراق معرفت الٰہی قابل شادی نہ تھین چنانچہ فصول المہمہ مین ہے کہ حسن بن امام حسنؑ نے خطبہ کیا جناب امام حسین سے کہا بچہ ایک دونون صاحبزادیون فاطمہ سکینہ سے میرا عقد قبول فرمایئے تو حضرت نے کہا مین فاطمہ کا عقد تمسے کرتا ہون کیونکہ سکینہ استغراق مع اللہ ایسا غالب ہے کہ قابل عقد نہین دوسری روایت یہ ہے کہ اونکا عقد عبداللہ بن حسن سے ہوا مگر ان سب واقعہ کو مشاکر اہل سنت اسکے مدعی ہین کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا جسکی غلطی روایات صدر سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ طبقات کبری شعرانی اور طبقات مناوی اور سیر شامی اور سیر حلبی وغیرہ مین مرقوم ہے کہ قبر حضرت سکینہ مصر مین ہے بمقام قرافہ یا مزار جسکے مزار کی ترمیم وتعمیر بھی ۱۱۷۵ھ مین ہوئی اور نووی ناقل ہین کہ بعض لوگ کہتے ہین دمشق مین مدفون ہین۔ مگر صحیح یہ ہے جو قول اکثر مین ہے کہ وفات اونکی مدینہ مین ہوئی

(۴) اختلاف مذکور اونکا فیصلہ یون کیا گیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین بھی تھین سکینہ خواہر حسین بھی اور ممکن ہے کہ دونون ایک ہی جگہ مصر مین مدفون ہوئین جہان مقبرہ ہے اسیطرح زینب کو بھی دو زینب قرار دیا ایک خواہر حسینؑ دوسری دختر امام حسینؑ مگر خود ابن صبان اسکو یون باطل کرتے ہین کہ اس جمع بین الروایتین کو قول نووی باطل کرتا ہے جو بطور صحیح ناقل ہین کہ سکینہ بنت الحسین تھین جو مدینہ مین مدفون ہوئین صفحہ ۱۵۱ اسعاف الراغبین اس واقعہ مین بھی آخری حد اہل سنت یہی ہوگا کہ چونکہ یہ سیدہ عورت پردہ نشین تھین اسوجہ سے مفصل حالات نہ معلوم ہوئے مگر دوسری واقعہ مین کیا جواب دینگے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے مین ناقل ہین کہ اہل کشف وشہود کی تحقیق یہ ہے کہ جناب امام زین العابدین مصر مین مدفون ہین قطب شعرانی ناقل ہین کہ وفات امام زین العابدین ۹۴ھ مین ہے جسوقت حضرت کا سن ۵۸ برس کا تھا سر مبارک اون حضرت کا مصر مین مدفون ہے اور علامہ مناوی ناقل ہین کہ یہ شہد جو مصر مین قریب قلعہ ہے وہان سر حضرت زید شہید بن امام زین العابدین مدفون ہے اور قطب شعرانی من مین ناقل ہین

کہ اوس مشہد مین سر حضرت زید بن حسن کا اور امام زین العابدینؑ بھی مدفون ہین اور علامہ صبان
ان اختلافون کو نہین جمع کرتے ہین کہ زید بن علی اور زید بن حسن اور جناب امام زین العابدینؑ
تینون بزرگ کا مدفون ہونا یہان ممکن ہی چنانچہ فرماتی ہین کہ جو مشہد قریب بحری قلعہ ہی وہ مشہور ہے
ساتھ مشہد امام زین العابدین علیہ السّلام کے اور اسی کیطرف شعرانی بھی گئے ہین اور یہ امر اسکے منافی
نہین ہی جو حضرت کا دفن ہونا بقیع مین مشہور ہی کیونکہ برزخ کا حال مثل تیا۔ کے ہی مشارق الانوار صفحہ
اسی کے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ اسعاف الراغبین مین ہی کہ عبدالوہاب شعرانی علی خواص سے ناقل
ہین کہ ابراہیم ابن امام زید کا سر بھی اوسی مصر مین قریب خانقاہ خارج مسجد مدفون ہی انہین ابراہیم کی معیت مین
امام مالک نے جہاد کیا تھا جسکے سبب سے مدتون مختفی رہے بعض علما کہتے ہین کہ یہ قول مخالف ہی اقوال نسابین کے کیونکہ
نہ اولاد حضرت زید بن امام زین العابدین مین کوئی ابراہیم تھا اور نہ زید بن حسن کی اولاد مین کوئی شخص اسکے
یہ ابراہیم تھا مان مورخین نے یہ لکھا ہی کہ امام مالک نے جو جہاد کیا یا فتوے جہاد کا دیا تھا وہ بمعیت محمد
ملقب بہ مہدی بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن امام حسنؑ جنسے منصور خلیفہ عباس سے جنگ ہوئی تھی
اور انکے بھائی کا نام العبد ابراہیم تھا صفحہ ۱۶۵

پس ان واقعات سے علماء اہل سنت کی تحقیقات کا پورا حال ظاہر ہی کہ اولاد رسول کے حالات مین اونکو
کتنے کیسے اغلاط پیش آئے ہین۔ اور حق بجانب بھی ہی کہ جس خاندان کے قتل و قمع تذلیل و تحقیر پر فرقہ کا
فرقہ آمادہ ہو اوسکو اون حضرات کے حالات کیونکر معلوم ہونگے کہ ایک دوسرے سے تبرا کرتا ہی۔ یہ حالات
تو اون واقعات کے ہین جسکی تحریف و تغیر سے اونکو چندان غرض نہین بخلاف اوس واقعہ کے کہ جس سے
اونکے مذہب کی بنیاد مستحکم ہوتی کہ وہان تو ہزارون لاکھون دروغ و افترا سے بھی اونکو پرہیز نہوگا۔
بہرحال اگر خالی المعظم یا دیگر حضرات اہل سنت کو میری اس بیان مختصر پر اکتفا نہو جواز راہ مصالحہ
اشتباہ رواۃ اہل سنت کا رزولیوشن پیش کیا تھا جس سے سب کی عزت رہتی ہی اور بات بھی بنتی
ہے تو انشاء اللہ تعالے موضوعیت ان روایات عقد کی اسطرح ثابت کردونگا جسکے بعد حیثیت
تکفیر کے اہل سنت کو بھی بجز امنا و صدقنا کہنے کے چارہ نرہے۔ دیکھئے مین کنز مکتوم کو دوسرے
مقالہ کا خلاصہ عرض کرتا ہون جو خاص اسی باب مین مرقوم ہوا۔
اوّل دلیل یہ ہی کہ قاضی محمد ابراہیم کتاب منہل الروی مین فرماتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو حدیث

ہین اونکی صحت نہین مانی جاسکتی جبتک کسی امام معتمد کا اوسپر نص نہو کہ یہ حدیث صحیح ہو نہ یہ کہ صرف
سنن مین روایت کے پائے جانے سے اوسکی صحت ثابت ہو صنعہ جس سے معلوم ہوا کہ خارج از صحیحین
کی روایتین قابل وثوق نہین اور مخاطب نے بھی دربارہ شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین جو تحریر
الشہادتین شاہ سلامت اللہ صاحب سے ثابت ہے یہی عذر کیا ہو کہ یہ کتاب ملتزم الصحۃ نہین ہے پس یہ
روایات عقد جو یقیناً صحیح بخاری صحیح مسلم بلکہ کسی صحیح مین نہین ہو صحیح کہنا پھر اہل سنت کی مسلم کی روایت
دربارہ متعہ غلط کیجاتی ہو کچھ کہ صحیح بخاری مین نہین ہو تو صحیح نہین جیسا کہ قول ابن القیم ہو۔ اور حدیث
ما یحبہ الا مومن مین بھی ابن تیمیہ نے یہی عذر کیا ہو کہ بخاری مین نہین حالانکہ مسلم مین موجود ہو۔ اور حدیث
غدیر کے بارے مین بھی جسکے ہزارون عالم راوی ہین صدہا صحابہ سے یہی عذر کیا گیا ہو۔ فخر رازی صاحب تفسیر
تفتازانی شرح عقاید نسفی جرجانی شرح مواقف قوشجی مرزا مخدوم شرح مسلم اسحٰق ہروی حسام الدین ابن تیمیہ ابن حزم محسن
کشمیری شیخ عبدالحق دہلوی۔ ان سب کا یہی مقولہ ہو کہ حدیث صحیح نہین کیونکہ بخاری و مسلم مین نہین
حدیث ما اقلت الغبرا اور شفرق النبی اور کرار غیر فرار مین بھی عذر ہو مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین
لکھتے ہین لانسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند صحیح روایت بخاری نہت کہ از لفظ مذکور
عاری نہت صفحہ ۱۲۶ مولوی بشیر سہسوانی حدیث زیارت کربلا مین یہی عذر کرتے ہین کہ صحاح ستہ مین
نہین جس سے معلوم ہوا کہ باخود ہا مین بھی اس دلیل سے استدلال کرتے ہین نہ صرف بمقابلہ شیعہ پس
یہی عذر مسلم اہل سنت میرا طرف سے بھی ان احادیث عقد کے غیر صحت مین مقبول ہو۔ کیونکہ حدیث غدیر
کا نقل نہونا بخاری و مسلم مین تو بہت قرین قیاس ہو کہ ایسی حدیث کو جو تمامتر مضر مذہب اہلسنت ہو کیونکر
نقل کرتے۔ باقی روایات عقد مین کیا کہا جائیگا بجز اسکے کہ یہ واقعہ محض غلط ہو اور بالکل وضعی روایتین ہین
جو قابلیت درج صحاح ستہ نہین رکھتین حالانکہ صدہا روایتین بخاری و مسلم کی ایسی ضعیف و موضوع ہین کہ کسی
طرح اس قابل نہین کہ اونکو صحاح کہہ سکین چنانچہ دارقطنی نے ایک کتاب ہی اس مادہ مین لکھی اور مولوی حیدر علی نے
بھی دو سو دس روایتون کو ضعیف و موضوع بتایا ہو جس سے اور بھی یقین ہوتا ہو کہ یہ روایتین ایسی وہمی
و غلط ہین کہ اون موضوعات و ضعاف کے برابر بھی انکا وزن نہین جو درج صحیحین ہوئے۔ یہ اور بھی بہرت بخشش کی
کہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم مین نہ موطا مین نہ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ مین جس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اونکی
کچھ اصلیت نہین نہ اوس زمانہ مین یہ روایتین تصنیف ہوئی تھین بلکہ اونکو بعد کی یہ کارروائیان ہین جنسے

وہی کتابین بھری گئین جو صرف بول و براز کے مصرف مین آسکتی ہین کنز مکتوم ملاحظہ ہو صہ ۱۲۹

دوسری دلیل یہ کہ مسند احمد بن حنبل مین بھی روایات نہین جسکو، لاکھ حدیثون سے منتخب کرکے امام صاحب نے اسی غرض سے جمع کیا ہو کہ جب کسی امر مین اختلاف ہو تو اسکی طرف رجوع کرین اگر اسمین نہ پاوین تو وہ کوئی چیز نہین چنانچہ طبقات سبکی مین ہو قال لنا حنبل بن اسحق جمعنا عمی یعنی الامام احمد لی ولصالح ولعبد اللہ وقرا علیہ المسند وما سمعتہ منہ یعنی تاما وقال لنا ان ھذا الکتاب قد جمعتہ والقتہ بین اکثر من ستمائۃ وخمسین الفا فما اختلف فیہ المسلمون من حدیث رسول اللہ ص فارجعوا الیہ فانکان والا فلیس بحجۃ ترجمہ امام احمد صہ

تیسری دلیل یہ ہو کہ صاحب اصابہ نے کل روایات عقد کو یکجا جمع کیا جنکی عبارت مذکور ہوئی مگر کسی روایت کی نسبت نہ صحیح کہا نہ حسن بجز روایت وفات ام کلثوم و زید کے جو قت واحد جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر صاحب کے نزدیک بھی کوئی روایت صحیح نہین ہو نہ حسن بلکہ سب موضوع ہین یا ضعیف

چوتھی دلیل صحاح ستہ و مسند احمد کے بعد جن کتابون مین یہ روایتین ہین۔ اونپر عام حکم شاہ صاحب کا یہ ہو اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحہ وحدیث بے سند نزد ایشان شتر بے مہار ست کہ صلاگوش بانہا نمیدہند۔ پس جب خود سنیونکے یہان یہ روایتین شتر بے مہار ہین تو شیعونکے نزدیک گوز شتر سے بھی بدتر ٹھہرین۔

پانچوین دلیل یہ ہو کہ کل روایات عقد جو باسند ہین وہ سب مین عن فلان عن فلان جسکے بارہ مین قول شاہ عبد العزیز کا مذکور ہوا کہ عنعنہ محتمل انقطاع وارسال ہو ایسی روایات بے سروپا سے استدلال درست نہین کنز مکتوم صہ ۲۲۹ ملاحظہ ہو۔

چھٹی دلیل جو روایتین اس عقد کی بابت کتب تواریخ مین ہین اونکی نسبت یہ قطعی حکم مولوی حیدر علی صاحب کا سنئے حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات وتفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان ست کہ محتاج بیان نیست ازالۃ الغین صہ ۸۸۹ کنز مکتوم صہ ۱۸۱

آپ فرمائیے کہ ایسی روایتون سے کیونکر استدلال کر سکتے ہین جنکا بطلان بدیہی ہو۔ کیا غضب ہے کہ روایات و احادیث فضائل و نصوص خلافت جناب امیر و اہل بیت طاہرین کیلئے بلکہ روایات مصائب کربلا کیلئے تو یہ سب قواعد مقرر ہون کہ یہ صحاح ستہ کی روایت مانی جائے مسند کی نہ دیگر سنن کی نہ تواریخ کی۔ اور مدح خلفاء و مثالب اہل بیت

رسالت کیلئے یہ سب قواعد بالا طاق رکھدیئے جائین نہ دیکھی حدیث دیکھی جائے نہ اصیعہ خارجیت کا خیال ہو جھوٹی
جھوٹی روایتین بنائی جائین اور بمقابلہ شیعہ اونسے استدلال کیا جائے ایسی نا انصافی کا بدلا خدا دلوائے کیا کہنا
ساکنین دہلی اختلاف و اضطراب روایات پر چنانچہ صاحب کنز مکتوم فرماتے ہین کہ کل روایتین اس عقد کی بایسند
ہون یا بلا سند کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات اونکے ایسے مضطرب
ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فی فراویس الجنان اسیطرف اشارہ
فرماتے ہین کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے
کہ کبھی یہ روایت کرتا ہے جناب امیرؑ خود متولی عقد ہوئے اور نکاح کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسولؐ نے
عقد کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا کبھی یہ روایت
کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام
زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر قتل ہوئے بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی
اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کئے گئے اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے
کہ زید مر گئے اور بعضون کا قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دادون ساتھ قتل ہوئے
بعض کا یہ بیان ہے — کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا یہ بیان ہے کہ عمر نے
چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر مین دیا بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر مین
دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہین انتہے۔

کلام الشریف و تقریر اللطیف — اب ان اختلافون کے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور گذارش
کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کی حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر
عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس اور ابعد من یا یہ آوے
علی جواب دادکہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب بمقام روضہ تشریف لاکر
حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الخفین صفحہ ۱۴۱ بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام مقدام ام کلثوم
نزد امیر المومنین علی فرستاد جواب فرمود ندکہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست ازالۃ الخفین صفحہ ۱۴۱ (اس روایت مین قبول عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے)
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے

حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون پس حضرت امیرؑ اور اعقد بست و بخا عمر فرستاد ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اس بار ہوین میرے ساتھ دو امیر ہین پس دولت سرا مین تشریف لاکر حسنینؑ سے فرمایا کہ مینے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کرون صفحہ ۸۴ فغائر العقبیٰ بعض کا یہ بیان ہو کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دونگے حسنین سے مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن او سکے بعد حضرت نے عمر پاس بھیجدیا عمر نے گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ بنمے علی سود خواست کی اونہون نے تزویج کر دیا حضار نے کہا ایسی صغیرہ سے عقد کرنیکا کیا نتیجہ عمر نے حدیث رسول بیان کی صفحہ ۹۴۲ ازالۃ الغین بعض کا یہ بیان ہو کہ حضرت نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے نکاح کر دو اوسپر امام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت ہین مثل سائر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیرؑ غضبناک ہو کر چلے امام حسنؑ نے دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجا لائین تب عقد واقع ہوا بعض کا یہ بیان ہو کہ حسنینؑ سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسینؑ ساکت رہے امام حسن نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مطلب تمہارا برلائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ انسے ہم عقد کیا چاہتے ہین ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ بعض کا بیان ہو کہ حضرت نے عباس اور عقیل سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے فرمایا کہ یہ کلام عقیل خیر خواہی نہین ہو بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث رسول ہو کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ بعض کا بیان ہو حضرت نے عباس اور عقیل اور امام حسنؑ سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہو اور ایام شہور گذرتے ہین (معاذ اللہ) تمہاری بیعقلی بڑھتی جاتی ہو واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم قائم ہوگا الخ بعض کا بیان ہو کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بجھا کر خود عقد کر دیا بعض کا بیان ہو عمر نے ساق یا کھولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا بعض کہتے ہین چادر کھینچی اور بعض کہتے ہین کہ عمر نے نظر سجر کے گھورا بعض کہتے ہین زید اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوئے بعض کا بیان ہو کہ بعد عمر حضرت نے عمر بن جعفر سے عقد کرنا چاہا تو حسنین نے پہلے بھاگ کر کہا کہ اگر آسودگی دنیا چاہو تو ممکن ہو اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

حضرت سے عقد کردیجئے جب جناب امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش
بیان کی اوسپر حضرت نے کہا بوجہ حسنین تمنے ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہوکر چلے تب امام حسن ع نے دامن
تھاما اور آرزو مندی کی کہ حضرت تدا ضی ہوئے بعد اوسکے عون سے عقد ہوا (حالانکہ یہ عون خود
ایام خلافت عمر مین شہید ہوچکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہین کہ کسی نے کہا بعد عمر سے
عقد ہوا تب عون سے تب عبداللہ سے کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے بعد انکے عبداللہ سے نکاح ہوا
جسکا یہ طلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد نہین ہوا کسی نے کہا پہلے محمد مرے بعد اونکو ام کلثوم کسی نے کہا پہلے
ام کلثوم مرین تب محمد بن جعفر کسی نے کہا بعد معاویہ زید کے ساتھ انتقال کیا بعضون نے یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا
مین شریک تھین بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مرین تب عبداللہ بعض نے کہا نہین پہلے عبداللہ
مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات عبداللہ ۸۳ھ مین ہے جس سے بعد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اسیطرح
بہت سے اختلاف ہین جنکو صاحب مین تفصیل وار تمام لکھا ہے اور قبل اسکے بھی کچھ مذکور ہوا بہرکیف اختلاف روایات و اضطراب
رواۃ اس مادہ مین یقینی ہے اور اضطراب بھی ایسا کہ بطریق جمع و توفیق ممکن نہین پس خود اس اختلاف و اضطراب سے بھی یہ روایات
باطل و غلط ٹھہری کیونکہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتی ہین اضطراب بانع عمل ہے بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بطرفین متخالفین ممکن
نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہ القطعیہ ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتی ہین
ہرگز عاقل دریں قسم تخالف و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر فرماتی ہین
و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہریکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح
صحت خبر میشود نہ مفید شہرت اور خود مولوی حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب
دو روایتین باہم خلاف ہونگی تو دونون ساقط کردیجائینگی اور چونکہ از روے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار قرار پائین کیونکہ ان روایات
مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالبًا دوسری روایات مین نہو پس اس روسے بھی یہ روایات غلط و
بے بنیاد قرار پائے فقولوا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا افسوس
کہ اصل کتاب و الفقار حیدری مین ہر ہر روایتون کے سبب وضع کرکے کس کس خیال سے یہ حدیثین مختلف
بنائی گئین بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان بیان اختلافات پر اکتفا کیا تمام ہوئی عبارت کنز مکتوم
آٹھوین دلیل یہ ہے کہ ہر روایت علیحدہ علیحدہ طور پر دیکھنے سے بھی غلط و موضوع ٹھہرتی ہین چنانچہ

صاحب کنز مکتوم نے گیارہ روایتین نقل کی ہین اور راویونکی تضعیف خود کتب اہل سنت سے ثابت کی ہے جسکا لکھنا خالی از طوالت نہین مختصر فہرست دیے دیتا ہون آصابہ کی ایک روایت کے راوی سفیان ہین سفیان ثوری تدلیس کرتے جو بدتر از کذب ہو اور سفیان بن عیینہ مختلط ہوگیا اور بیس برس سے زیادہ روایت مین غلطی کرتا صہ ۱۸۵ ملاحظہ ہو۔ اور یہ دشمن اہل بیت بھی تھا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے گھر سے نکالدیا صہ ۱۹۱ یہ وہی روایت کشف ساق وغیرہ ہے جسپر سبط ابن جوزی کو جوش آیا اور مولوی حیدر علی نے بھی الحاق شیعہ قرار دیا۔

دوسرے راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہین جو بتصریح یحیی بن معین وعثمان دارمی وابن منکدر وغیرہ ضعیف ہو اور زید بن اسلم غلام خلیفہ دوم تھا جسکو مولوی حیدر علی باوصف موافقت صحیحین ضعیف کہتے ہین صہ ۱۹۲ لغایت صہ ۱۹۳ اکثر مکتوم اور اسکی خاص روایت مہر ۴۰ ہزار درہم کو جوزجانی نے موضوع کہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا

تیسری روایت زبیر بن بکار کی ہے جسکو سلیمانی واضع کذاب جانتے ہین اور عداوت اوسکی جناب امیر سے مشہور ہے صہ ۱۹۴ لغایت صہ ۱۹۶ ملاحظہ ہو یہ اولاد سے ہے حضرت زبیر کے جو اہل سنت کے عشرہ مبشرہ سے ہین اور جنگ جمل تین جناب امیر سے لڑنے نکلے تھے آخر بھاگے اور مارے گئے

چوتھی روایت ابن اسحٰق کی ہے جو بنص امام مالک دجال تھا بلکہ خر دجال صہ ۱۹۶ لغایت صہ ۹۰

پانچوین روایت عطا خراسانی ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا بنص سمعانی باطل ہے صہ ۱۹۸

چھٹی روایت نورالدین کی دارقطنی سے ہے۔ نورالدین بنص رشیدالدین خان مجہول ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا حماقت ہے اور دارقطنی بنص بشیر جامع غرائب ہین۔ اور خواہ عبدالعزیز وفاضل رشید بھی اوسکو غیر معتبر کہتے ہین صہ ۱۹۹ لغایت صہ ۲۰۱ ملاحظہ ہو کنز مکتوم

ایک راوی اسکے ابوحنیفہ بھی ہین جسکو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اور علامہ عبدالرؤف نے صرف اسوجہ سے کہ ابوحنیفہ راوی ہین روایت کو باطل کیا کنز مکتوم ملاحظہ ہو صہ ۲۰۲ سے لغایت صہ ۲۰۳

ساتوین روایت ابوصالح کاتب لیث کی ہے جو بنص ذہبی کذاب تھا صہ ۲۲۳

آٹھوین روایت لیث بن سعد کی ہے جسکو امام نووی نے مجہول کہا ہے صہ ۲۲۴

نوین روایت عاصم کی ہے جو بنص عبدالحی ضعیف تھا۔ صہ ۲۲۴

دسوین روایت شریک کی ہے جو ہمیشہ سو مختلط رہا اور قاتلان امام حسین سے ہے صہ ۲۲۴

گیارہوین روایت زہری کی ہو تاریخ خمیس مین جو ہمرا بیان بنی امیہ سے تھا اور دشمن جناب
امیر ملاحظہ ہو صـ ۲۲۵ اتنی روایتونکی موضوعیت تو کنز مکتوم مین شائع ہوچکی باقی دو چار ٹوٹی پھوٹی
باسند روایتین جو اور ہونگی اونکی موضوعیت خاص طور پر جلد ہفتم مین ذوالفقار حیدر بیگ مذکور
ہے جو ابھی طبع نہین ہوئی مسودہ اوسکا موجود ہو مگر فرصت نہین جو اور جانکاہی کرون
صرف عام احکام اہل سنت درباره روایت مسنده خارج از صحیحین یاد فرمالین۔ محقق لاثانی صاحب
ذوالفقار حیدر نے یہی نہین کیا ہو کہ صرف راویون کی وضاعیت وغیرہ ثابت کی ہو یا عقل و نقل
سے اوسکی غلطی ثابت کی ہو۔ بلکہ یہ تجربہ بھی اپنا دکھایا ہو کہ جن علمانے اون روایات عقد کو درج کتاب
کیا برکت آئمہ اطہار سمجھا وہ علما اور وہ کتابین بھی اہل سنت کے نزدیک غلط اور ناقابل اعتبار ٹھہرین
خدا کرے کہ وہ کتاب مستطاب جلد چھپے جو اعداے اہل بیت کیلئے فی الواقع ذوالفقار صاعقہ کردار ہے۔
اور اگر کثرت روایت سے آپکو گمان تواتر پیدا ہو تو اسکی بحث بھی کنز مکتوم مین موجود ہو جسمین یہ قول امام
فخر رازی درج ہو کہ بیس ہزار آدمی کے اتفاق سے بھی تواتر ثابت نہین ہوتا ملاحظہ ہو صـ ۲۳۱ و صـ ۲۳۶ غایت
اور ابن خلکان ابو الفرج اصبہانی سے ناقل ہین کہ لیلی و مجنون کا قصہ جو تمام عالم مین مشہور ہو محض غلط
ہے لیلی و مجنون کا کوئی وجود نہین چنانچہ فرماتے ہین وذکر ابو الفرج الاصبہانی فی کتاب
الاغانی فی ترجمة لیلی و مجنون بعد ان استوفی فی اخباره فقال وقد قیل
ان ثلثة اشخاص شاعت اخبارهم و اشتهرت اسماءهم ولا حقیقة
لهم ولا وجود فی الدنیا وهم مجنون لیلی و ابن القریه و ابن
ابی العقب الذی ینسب الیه الملاحم و اسمه یحیی بن عبد الله بن
ابی العقب صـ ۱۰۱ مطبوعہ مصر
پس اسی سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ جب آپکے علما ایسے لاوجود اشخاص کو باین شہرت و تواتر غلط طور پر
بیان کرتے ہین بس سے کوئی مذہبی فائدہ بھی نہین۔ تو مذہبی اغراض کیلئے کسقدر کذب و افترا کی اونہون
نے ترویج کی ہوگی اور شہرت دی ہوگی۔ مگر صاحبان عقل و ادراک کب ایسے لغویات کے پابند ہوسکتے ہین۔
یہی سبب ہو کہ ائمہ محدثین نے ان موضوعات کو اون موضوعات کے برابر بھی نہ سمجھا جنسے صحاح ستہ
کو مزین کیا حالانکہ ایسی روایات کی اونکو کسقدر ضرورت تھی ابن خلدون نے بھی روایت ثلج عباسی

انکار از روح دین فخر النساء بیگم

jabirabbas@yahoo.com

خواہر ہارون رشید کو جو اتفاقی اور اجماعی مورخین ہے محض استبعاد عقلی سے باطل کیا ہی کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہی پس جہان ایسے ایسے امور واہیہ مین آپ حضرات نے یہ تحقیقات کی ہی اور اتفاقی بلکہ اجماعی و مشہور واقعات کو غلط ثابت کیا ہی تو برادر خدا اس مسئلہ مین بھی ذرہ تفکر و فکر سے کام لیکر مطابق واقع اس شہرت غلط سے انکار فرمائے

مامو نصاحب ہم نہایت خیر خواہی سے عرض کرتے ہین کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائین ایسا نہو خال المومنین کے ساتھ آپکو بہنا پڑے یا فرزند خال المومنین کا درجہ ملے اگر حق خلافت وغیرہ کو نہین قبول کرتے تو ایسے امور کی نسبت تو نہ کیجئے جس سے اوس خاندان کی توہین ہو جدھر آپکی نسبت ہے۔ دین و ایمان اور چیز ہے شرافت خاندانی اور چیز مذہب کے واسطے شرافت تو نہ کھوئی۔ اگر یہ سنت قدیم نہین تو آپکو خاندان کی پابندی کیون ہی۔ و خلاف شرع ہو تو چھوڑئے کوئی مثال ایسی قایم کیجئے جس سے لوگ سمجھین سچ مچ آپ اس عقد کے وقوع کو مانتے ہین بغیر اسکے تو مخالف و مخالف سب یہی کہین گے صرف شیعون کی عداوت بلکہ اہل بیت رسول کی جوش عداوت مین اپنے ایسا گھاٹا کبھی نہین مانتے۔ ورنہ ضرور دنیا داری کرتے جو لاہے دھنے کی قید نہ رکھتے زیادہ حرص نہین کر سکتا العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

قولہ ثم ثوق۔ الجناب نے حدیث اول فرج غصبت منا کو غیر ثابت کتب شیعہ سے لکھا ہی اور منقریات سفیان شمار کیا ہی بڑے غضب کی بات ہے کہ باوجود مرتبہ پیش امامی کے آپ اس کوچہ سے ایسے نابلد و ناواقف ہین یہ کہنے روایت شیخ مفید صاحب کہ جلد اول الانوار المضیئۃ ہین کہ جو بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی سے ہی ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر وارسال جنیہ بصورت حضرت ام کلثوم کہ جسکے فقرہ مین نتیجہ راے یہ ہی اقول و علی ھذا الحدیث اول فرج غصبنا محمول علی التقیۃ او الانتقاء من عوام الشیعۃ کما لا یخفی انتہی بلفظہ رفع الوثوق روایت غصب جسپر آپلوگونکا بہت زور شور ہی کتاب فروع کافی کلینی مین یہ ہے باب فی تزویج ام کلثوم علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ھشام بن سالم و حماد عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبنا۔ یہان پہلی بحث سند روایت کی ہی جس سے روایت کا صحیح و ضعیف

دموضوع ہونا معلوم ہوتا ہو راوی اول علی بن ابراہیم ہین راوی دوم او نکی باپ ابراہیم بن ہاشم قمی ہین
جسکے باری مین کشی علیہ الرحمۃ فرماتی ہین فیہ نظر کسی نے انکی توثیق پر نص نہ کیا۔ اور ملا علی فرماتے ہین
یہ شاگرد ہین شیخ یونس کے جو غیر مقبول القول تھے اور کثیر الطعن والذم پس جب اوستاد کا
یہ حال تھا تو اونکی شاگرد ابراہیم کا قول کیونکر مقبول ہوگا منتہی المقال اختلاف علما انکی باری مین
قدیم الایام سے چلا آتا ہو چنانچہ حجۃ الاسلام سید محمد باقر اصفہانی اعلی اللہ مقامہ نے ایک رسالہ
خاص اس باری مین لکھا ہو۔ علامہ سید محمد رحمہ اللہ صاحب مدارک نے بھی چند مقامونپر روایت
ابراہیم بن ہاشم قمی کو رد کیا ہو اور قدح کیا ہو وغیر ذلک من العلماء الکرام قد صرحوا بذلک فی اسفارہم
تیسرے راوی ابن بعیر ہین جنکا نام محمد اور باپ کا نام زیاد بن عیسے ہو ۲۱۸ھ مین انکی وفات ہو۔
ہارون رشید نے انکو قید کیا تھا جسکے دو سبب بیان کئے جاتے ہین۔ ایک یہ کہ انکو قاضی بنانا
چاہا انہون نے نامنظور کیا۔ دوسرے شیعون کی سراغ رسانی انسے چاہتا تھا انہون نے نہ بتلایا
غرض چار برس کے قید مین انکی کتابین ضائع ہوگئین جنکو انکی بہن نے بغرض حفاظت زمین مین دفن
کر دیا تھا اب انکی روایت صرف یاد کے اوپر تھی یا اون روایتو پر جنکو یہ پہلے بیان کر چکے تھے سیوجہ
سے اصحاب حدیث انکو مراسیل کے باری مین سکوت کرتے ہین اور اسکو حجت نہین مانتے۔ اور انکی شیوخ یہ لوگ
ہین کہ دویہ یحیی بن عمران ہوازم وہب بن حبدربہ مسمع حماد بن عثمان حسین بن عثمان۔ ابو مسعود ہلالی
ریح بن محمد حارثی ۲۰۵ھ جس سے معلوم ہوا کہ ہشام بن سالم انکو شیوخ مین نہین ہین تو یہ روایت
کافی حسین پہلسلہ انکا ہشام بن سالم سے ہو کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہو۔ پانچوین راوی اسکے حماد ہین
جو چند آدمیونکا نام ہو۔ ایک حماد بن زید ہو جو مخالفین سے ہو اسکا قول شرح ابن ابی الحدید مین ہے
کہ اصحاب علی کو جتنا علی سے محبت ہو اتنا گوسالہ پرستونکو بھی اپنے گوسالہ سے نہ تھی منتہی المقال ص۱۱۱
دوسرے حماد بن عیسی رواۃ معتمدین شیعہ سے ہین جنکی وفات ۲۰۹ھ مین ہوئی ۔ ۲۰۹ھ شین جناب امام جعفر صادق
سے روایت کین۔ اب اسے اس روایت کے منقول نہونیکا یہ قرینہ موجود ہو کہ نہ اونکی شیوخ مین
زرارہ کا نام لیا جاتا ہو نہ اونکو تلامذہ مین ہشام بن سالم کا نہ محمد بن زیاد معروف بہ ابن ابی عمیر کا ص۱۱۲
تو اب بصیغہ طور پر معلوم ہوا کہ حماد ثقہ شیعی المذہب ہے یہ روایت نہین جو صحابی امام جعفر صادق علیہ
السلام تھے۔ دوسرا قرینہ یہ ہو کہ جب خود صحابی امام جعفر صادق ہین تو بالواسطہ روایت کیسی تمہارے

یہ کہ وفات زرارہ رہ ۱۵۰ھ مین ہوا اور انکی وفات ۲۰۹ھ مین جو زمانہ جناب امام علی نقی علیہ السلام تھا
پس حضرات آنحضرت سے نہ روایت کرنا باوجود ادراک زمانہ۔ اور بالواسطہ زرارہ سے ناقل ہونا کمال
درجہ تعجب خیز ہی۔ کیونکہ قرب سند کو ہر محدث وراوی زیادہ پسند کرتا ہی بہ نسبت اسکے کہ وسائط
زیادہ ہون بہرحال لتے اختلال کے بعد ہم نہین سمجھتے کہ کوئی منصف کیونکر اس روایت سے استدلال
کرسکتا ہی اور چونکہ تعلق اسکا اہل بیت اطہار سے ہی اور ایسے امر سے جسمین ذرہ کوتاہی کرنے سے آدمی
مستحق نار ہوتا ہی کیونکہ اتہام عظیم و افترا جسیم کا مرتکب قرار پاتا ہی لہذا ضرور ہی کہ پوری جانچ پڑتال کی جاے
افسوس ہی کہ اس مقام کا مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر کا ایسا محکوک و مشکوک تھا کہ زیادہ
اس سے مین نقل نہ کرسکا اخیر مقام پر منصف علام نے کچھ نشان دیکر چھوڑ دیا ہی۔ جس سے معلوم
ہوتا ہی کہ یہین کی عبارت نقل کرنا باقی رہ گئی ہی لہذا مین بھی اسیقدر پر اختصار کرتا ہون زیادہ کا
مجاز نہین۔ یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ تحقیقات کتاب کافی کی حدیثون کی بابت کچھ خاص اسی بحث مین نہین ہے
جس سے میری طرفداری سمجھی جاے بلکہ متقدمین سے تنقید روایات کا سلسلہ چلا آتا ہی چنانچہ آقا میرزا
محمد تنکابنی تحریر فرماتے ہین کہ ۱۶۱۹ احادیث کافی سے ۹۵ صحیح اور ۱۴۴ حسن اور ۱۱۶ موثق
اور ۱۰۲ قوی اور ۱۴۸۸ ضعیف ہین تو اب بغیر تنقید کسی روایت کے کیونکر عام طور پر کل
حدیثین اسکی قبول کرلیجا سکتی ہین حالانکہ ابھی بڑا مرحلہ اسکا باقی ہی کہ درحقیقت یہ روایت کافی کی ہی
یا سنیون کی تحریف و تضعیف جسکی تحقیقات واقعی جلد ہفتم ذوالفقار حیدر مین مشرح طور
پر مرقوم ہی۔ دوسری بحث اسکے معنی مین ہی جسکو غلط فہمی سے اہل سنت نے اپنے لئے مفید
سمجھا ہی ہم یہان عبارت تشفی کی نقل کرتے ہین جس سے اہل سنت کو پوری تشفی ہوجاے

وھذہ عبارتہ ہم سنا کرتے تھے کسا کون جسکے بدن مین مٹی لگی دیکھی گھاٹ پر چلا جاے
مگر اسکی تصدیق اہل سنت کے حالات سے ہوئی مرزا مخدوم شریفی المتوفی فی حدود ۹۹۵ھ
نے اول اول اس روایت محرف اور غلط کی ایجاد کی اور نواقض الروافض مین لکھا بعدہ وہی
اوبٹھائی ہوئی بات مخدوم کی شاہ صاحب نے صواعق کابلی سے چوراکر تحفہ مین درج کی پھر
مولوی حیدر علی نے اوس نقل اول کی تیسری نقل کی اور آیات بینات والے نے چوتھی
نقل بنائی پھر تو نقلون کی کوئی حد نہی یہانتک کہ سائل نے بھی وہی سوانگ نکالا۔

تنقید احادیث کافی

تحقیق روایت کافی

اگر کوئی صاحب بادیانت ہوتے تو اپنے ان علمائے محرفین کی نقل پر اعتماد نہ کرتے اور حقیقت امر کو دریافت کر لیتے لیکن سائل کے ایسے شخص سے یہ امید بیجا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت جو کافی کیطرف منسوب کیجاتی ہے ان الفاظ سے تو کہیں نہیں ہے اور بالکل اہل سنت کی وضعی ترکیب ہے یہی سبب ہے کہ متقدمین اہل سنت نے جبی کبھی اس روایت کو شیعوں کے روز مرہ مناظرہ میں پیش نہ کیا نہ جامعین صحاح ستہ نے اصل قصہ عقد وغیرہ کو درج صحاح کیا ہاں ذلک یاذاک فرج غضبناہ البتہ اس زمانہ کے کافی کے نسخوں میں پایا جاتا ہے جسکو نہ کسی شیعہ نے حدیث صحیح کہا ہے نہ کسی سنی نے اور اسکے قواعد مقررہ شیعہ پر تصحیح کی نہ کسی سے یہ ہوسکے گا مگر ہم اس سے بحث نہیں کرتے الفاظ حدیث اور جس باب میں اسکا بیان ہے اوسکی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ نہ باب میں ام کلثوم بنت علی کا نام ہے نہ بنت فاطمہ کا بلکہ صرف نام ام کلثوم وارد ہے جو بہتوں کا نام تھا کنز مکتوم میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ خلیفہ دوم کے تین بی بیوں کا نام ام کلثوم تھا اور پہلی ام کلثوم سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا جسکی نسبت شرکت نام کیوجہ سے حضرت ام کلثوم ع بنت جناب فاطمہ کیطرف کیگئی یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ خلیفہ دوم نے مسماۃ ام کلثوم دختر ابوبکر سے نکاح کرنا چاہا عائشہ کو پیغام دیا اور پھر ام کلثوم مذکورہ نے کہا اگر میرا نکاح عمر سے کیا تو روضہ رسول اللہ پر تیری فریاد کرونگی انہیں چاروں ام کلثوم کے مختلف واقعات ملا جلا کر بوجہ اشتراک نام حضرت ام کلثوم ع کیطرف منسوب ہوئے غرض سائل یا اوسکے ہم مشربوں کے پاس کوئی ثبوت اسکا نہیں ہے کہ آیا روایت حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین سے متعلق ہے بلکہ اوسی ام کلثوم بنت ابوبکر کی مغضوبیت کو آپ بیان کرتے ہیں جسکی خواہش اہل بیت رسالت نے کی ہوگی چونکہ اسما بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر طیار بعد شہادت حضرت جعفر عقد ابوبکر میں آئیں اونکے مرنے پر حضرت امیر نے اونسے عقد کیا اور محمد بن ابی بکر آپکو ربیب ہوئے اوسی بنیاد پر آپنے ام کلثوم مذکورہ کا اپنے خاندان میں کسی سے عقد کرنا چاہا ہوگا جو خلیفہ دوم کے جبر و تشدد سے ملتوی رہا اوسیکی نسبت آپ فرماتے ہیں کہ ام کلثوم بنت ابوبکر پر حق ہمارا تھا جو غصب ہوا حسب خواہش اہل بیت اطہار خاندان رسالت میں نہ ہوا اور خلیفہ دوم کے بیجا دخل سے معطل رہا کہ اوسکو حضرت نے فرمایا حق ہم لوگوں کا تھا مگر غصب ہوگیا۔ سائل کو شائد ہمارے اس بیان سے دہشت آمیز حیرت ہو مگر علما اوسکو

اقرار کرینگے کہ بیشک ہزارون روایتین ایسی ہین کہ جسکو اونکے رواۃ نے حسب فہم اپنی بیان کیا ہو اور ابتدائی جملہ کو غائب کردیا ہو سیاق کلام سے اوسکا پتہ لگا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین حدیث من کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی مرءۃ تنکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ کی شرح مین لکھتے ہین کہا خطابی نے یہ حدیث یون مین کہی ہوئی وارد ہوئی ایک حصہ اوسکا غائب ہوگیا نہین معلوم کس سے ایسی غفلت ہوئی ابن حجر لکھتے ہین کہ جملہ محذوفہ مشعر ہے ساتھ قربت محضہ کے اور جملہ موجودہ تردد کو اور مذہب بخاری یہ ہے کہ اختصار کرنا حدیث کا اور راوسکو بالمعنی نقل کرنا جائز ہو صـ فتح الباری اس قسم کا بیان صدہا احادیث صحاح ستہ کے متعلق موجود ہی پس منصف سے بعید ہو کہ ان جگہ قبول کرے اور ایک جگہ اس کلیہ کو رد کرے بہرحال آپکی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ نہ اصل کتاب کا ملاحظہ کیا ہو نہ کلام علما سے اسکی مطابقت کی ایسا کیون کیجئے خاص کر اہل بیت اطہار کی بابہ یہ تیسرے یہ کہ جس روایت کو آپ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کیطرف منسوب کرتے ہین اور اوسکا حوالہ انوار مضیہ پر دیتے ہین جسکی عبارت مجمع البحرین مین بصفحہ ۱۴۱ منقول ہو پس اسکی حالت یہ ہو کہ انوار المضیہ تو میرے پاس موجود نہین جو اوسمین دیکھون یہ اس کتاب کا نہ اسکے مصنف کی توثیق کتب رجال مین ملتی ہو جو کچھ عرض کرون۔ باایں ہمہ وہ روایت جسنیہ منقولہ انوار المضیہ ارشاد جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیگئی ہو ارشاد میرے پاس حاضر ہے کہین اس روایت کا اوسمین وجود نہین آپکی تحریر کی جانچ مین مینے تمام ارشاد کو من اولہ الی آخرہ دیکھ گیا کہین اسکا پتہ نہ ملا چنانچہ عبارت ارشاد بجنسہ نقل کیجاتی ہو جس سے آپکی تشفی ہو جناب ذکر اولاد امیر المومنین علیہ السلام وعددہم واسمائہم ومختصر من اخبارہم اولاد امیر المومنین سبعۃ وعشرون ولدا ذکرا وانثی الحسن والحسین وزینب الکبری وزینب الصغری المکناۃ بام کلثوم امہم فاطمۃ البتول سیدۃ نساء العالمین بنت سید المرسلین وخاتم النبیین محمد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ومحمد المکنی بابی القاسم امہ خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ الخ اسکے بعد تعیین اولاد اسامی گرامی ہین مگر کہین اس روایت کا وجود نہین تو لطف فرمائے آپکے منقولہ روایت یا انوار المضیہ کے نقل پر یا مجمع البحرین کے نقل پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہو باقی رہی روایت اصل فرع غضبناہ پس اوسکی حالت عرض کرچکا زیادہ سمع خراشی کی حاجت نہین کہ بنیاد فاسد علی الفاسد ہو کہین اس روایت کا ان الفاظ سے وجود نہین جو جواب دیا جاے۔

آپنے چونکہ اسکے پہلے وعدہ کیا تہا کہ مین اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ کو ثابت کرونگا اور سو اس عبارت سے

نہین اپنے کو ثبوت نہین دیا جس سے معلوم ہوا کہ اسی مضمون کو آپ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ سمجھتے ہین لہذا
مین انکا صریحی شیخ علیہ الرحمہ کو بتصریح یہان عرض کرتا ہون۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مین جو بجواب چند سوال کے ہے تحریر فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ
عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر بن بکار ہے اور وہ نقل مین
موثوق نہین تھا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو ذکر کرتا ہو بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے
اور وہ غیر مامون ہے یہانتک کہ فرماتے ہین اصل اسمین یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیی صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تھا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر
حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے
زبیر بن بکار سے روایت کی ہے اور حدیث یہی فی نفسہ مختلف ہے الخ کنز مکتوم صہ ۱۶۲ اس تقریر کا بقیہ حصہ
سابق مرقوم ہوا ہے لہذا اعادہ کی ضرورت نہین اس عبارت سے انکار شیخ مفید علیہ الرحمہ تحقیقاً اس
نکاح سے بخوبی ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اوس زمانہ تک کہ تسعہ ہجری تھا اہل سنت کے یہان بجز
روایت زبیر بن بکار دوسری روایت نہ تھی اور شیعون کے یہان بھی کوئی روایت نہ تھی بجز اسکے کہ ابی
محمد حسن بن یحیی نے اہل سنت سے یہ روایت اپنے یہان لی جس سے لوگونکو یہ خیال ہوا کہ اگر واقعہ صحیح
نہ تھا تو اس علوی نے کیون لکھا اب فرمائیے کہ مولوی صاحب مرحوم کا دعوی کہ شیخ مفید اس نکاح کے منکرین ثابت ہوا انہین
حضرت آپکو تو صرف انکار شیخ مفید پر تعجب ہو رہا ہے حالانکہ سمہودی و ابن حجر مکی و مولوی حیدر علی
وعموم اہل بیت طاہرین اور شیعیان امیر المومنین کے انکار کو اس نکاح سے نقل کرتے ہین ترجمہ صواعق مین
ہے۔ زیادہ شد تعجب من از اہل بیت زمان ما کہ انکار تزویج عمر با ام کلثوم میکنند۔

قول موثوق صہ ۴۳ قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین بعد قصہ حضرت عباس کے فرماتے ہین
دفع الوثوق قاضی صاحب کی عبارت جو اپنی ازالۃ المغین سے نقل کی ہے پس وہ کسیطرح قابل وثوق
نہین کذابیت و خیانت و خباثت اسکی زبیر بن بکار سے کسیطرح کم نہین ہے بااینہمہ وہ آپکے کسیطرح مفید
مطلب نہین جب خود قاضی صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ محدثین اس روایت کو قبول نہین کرتے تو آپ
کیونکر اوس سے استدلال کر سکتے ہین کیونکہ انکار محدثین ان روایات سے یا من حیث السند ہے کہ
صحیح نہین ضعیف ہے یا موضوع یا من حیث الدرایہ ہے بہرطور جس فرقہ کی روایت ہو اوسنے جب انکار کیا

یا موضوع ٹھہرایا تو کس اصول پر اوس روایت سے استاد ہو سکتا ہی۔ اگر آپ اسکی اجازت دین تو ہزارون موضوعات آپکے بیان کرون جس سے توحید رسالت سے آپکو انکار لازم آوے باقی رہا باوصف انکار روایت اقرار بوقوع عقد پس ایسا فقرہ ہی کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آسکتا انکار روایت کے بعد اقرار کیونکر درست ہو سکتا ہی۔ باینہمہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونہین روایات کثیرہ موضوعہ اہل سنت کے شہرت و کثرت نے اس اقرار پر مجبور کیا یہی سبب ہے کہ قاضی صاحب اوسی روایت غلط کو تسلیم کر رہے ہین جو اہل سنت کی زبان پر جاری ہی اور اصل کتاب کیطرف نہین رجوع کرتے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ روایت ان الفاظ سے کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی۔ باینہمہ ان عبارات مین بھی ام کلثوم کو زینب بنت علی لکھا ہی نہ بنت فاطمہ اور جب روایت غصبت کی قدح ثابت ہو گئی تو جو اوسکے مشاکل ہونگی وہ بدرجہ اولی نا قابل اعتماد ہونگی یا جو تحریر اوسکی بنیاد پر ہوگی بیکار ٹھہریگی۔ کیونکہ ذریعین مین ہزارون واقعات غلط طور پر مشہور ہو گئے ہین جنکی حقیقت بعد تحقیقات ظاہر ہوئی ہے ہم عرض کر چکے ہین کہ اس واقعہ کا ایک جز یعنی صغر سنی ایسا جز ہی کہ کسیطرح اہل سنت اس واقعہ کو حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب نہین کر سکتے یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر کے جو یقیناً اسوقت دسویں یا کم سن تھی جیسا کہ روایات اہل سنت سے ہے اور خواستگاری کرنا بھی ام کلثوم بنت ابوبکر کا ویسا ہی یقینی ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اسی ام کلثوم کا ہی۔ ہان یہ شبہ ہو سکتا ہی کہ جب بنت ابوبکر تھی تو حضرت کو اسقدر تردد کی کیا وجہ تھی جسکا جواب سابقاً مذکور ہوا۔ کہ گو عایشہ نے حضرت سے قطع تعلق کیا تھا لیکن حضرت اسوجہ سے کہ صحیح خلیفہ رسول تھے کیونکر اپنے تعلقات قطع کرتے یہ بھی نہ سہی آخر انسانی ہمدردی کو کیا کرتے جب ایسی ایسی کمسن لڑکی کی امداد متعلق کی گئی تو ایسے نگرانی و خبر گیری ضروری ہوئی۔ یہی وجہ ہے حضرت کو اسقدر تردد و پیشانی کی کہ اس مشارکت نے ناواقفونکو شبہ کیا۔ اور اسکو قومین مکرر بیان کر چکا ہون کہ اس قصہ نے وہ تلاطم ڈالا تھا کہ بی بی عایشہ سے مستقل مزاج کو وقار کے ہاتھ پاؤن پھول گئے ایک طرف حضرت عمر کہتے ہین اپنی بہن ام کلثوم کا مجھسے عقد کر دو ام کلثوم کہتی ہی تو نے میرا عقد عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جا کر فریاد کرونگی پھر فرمائے جناب امیر کا تردد کیا بیجا تھا جنکو خواہی نخواہی خلیفہ نے سمجھ لیا تھا ہمارے مقصود کے حصول مین حائل ہوتے ہین اور جب خلیفہ دوم بلا سبب بیعت ابوبکر کرنے پر آمادہ قتل جناب امیر ہوئے بلکہ گھر کے آگ لگانے پر تو اس واقعہ مین کیا مشکل تھا باقی امور ایسے ظاہر ہین کہ محتاج بیان نہین۔

قول موثوق تیسرے صاحب نزھہ جواب مین اس لفظ کے تحریر کرتے ہین۔ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی ہست کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر او لیا بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن با جبار و اکراہ تعبیر ازان بعصب فرمودہ اند و درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست و مع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ عقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست پس ایسے اضحات کو کہ علماے معتبر آپ کے کھلم کھلا بفخر و مباہات پکار رہے ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذاللہ زنا ہو (درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ کو بکلمات شناعت و تفضیح آلودہ کرتے ہین۔

دفع الوثوق صاحب نزھہ کا کلام بھی اوسی بنیاد تسلیم و فرض پر ہی جسکے پہلے صاف کہدیا "بشرط صحت روایت و محفوظ بودن آن" جس سے معلوم ہوا کہ اونکو بھی اسکی صحت اور دست برد تحریف مخالفین سے محفوظ ہونے مین اس حدیث کے کلام ہی۔ اور جبکہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ان لفظون سے غلط ہی کافی مین نہین اور جو ہی وہ صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح۔ تو اب صاحب نزھہ کے کلام سے تعرض بیکار ٹھہرا کیونکہ وہ تو صاف فرما رہے ہین ہمنے کتاب سے مقابلہ نہین کیا ہی اسکی جانچ نہین کی ہی بفرض تسلیم صحت روایت یہ جواب ہے۔ جب عدم صحت اوسکی معلوم ہوئی تو اب وہ جواب ہی باقی نرہا اذا فات الشرط فات المشروط صاحب نزھہ نے تو اور بھی آپلوگون کی کمر توڑ دی کہ صحت ہی مین نہین کلام کیا ہی بلکہ اوسکو غیر محفوظ بھی کہا کہ الحاق و تحریف مخالفین کا احتمال ہی جو بہت اچھی طرح ثابت ہو گیا تو قبل مرزا مخدوم شریفی جو شیعہ بنا پر ہستی ہوا۔ کسی نے اس روایت سے تعرض نکیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تحریف و تضعیف اوسی بزرگ کی ہی چونکہ حضرات اہل سنت کو اہل بیت اطہار سے قاطبۃً عداوت ہی اور ہر وقت اسکا موقع ڈھونڈھتے رہتے ہین کہ کسی پہلو سے کسی عنوان سے ذریتہ رسول کی شان مین کچھ دلکا بخار نکالین اسلئے یہ الفاظ کہگئے۔ تے ہین کہ زنا لازم آتا ہے جسکا قائل بجز زنا زادہ دوسرا کوئی نہین ہو سکتا کیونکہ جس باب مین یہ روایت مذکور ہی یہی لکھا ہی باب فی تزویج ام کلثوم تو اسکو زنا کہنا بجز دشمنان اہلبیت کسکو زیبا ہی جو بغض رسول دل مین رکھتا ہے۔ برای خدا آپ اپنی ہی روایتونکو غور سے دیکھئے غور بھی نہین سرسری طور پر دیکھئے تو معلوم ہو کہ ایک روایت بھی ایسی نہین جس سے بطیب خاطر منظور ہونا ظاہر ہو۔ یہ تقریر میری بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے جسکی مجھے ضرورت نہین کیونکہ قطعی دلیلون سے اصلیت اسکی ظاہر کر چکا ہون

قول موثوق صہ ۱۴ مقام عبرت ہو کہ خاندان رسول کی کسطرح بیحرمتی کیجاتی ہو آپ انصاف کی نظر سے دیکھین اسیکو محبت اہل بیت کہتے ہین اسکی جرح وقدح مین اگر کچہ لکھون تو علماء جناب کی شان مین کلمات سخیف تحریر ہون اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون اور جناب کے انصاف پر محول کرتا ہون مصرعہ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا۔ بنظر نیازمندی عرض کرتا ہون کہ آپ بے دیکھے سمجھے ایسی بات منہ سے نکالدیا کیجئے کہ حدیث غصب کے مفتریات سُنے سے ہو۔ قاضی صاحب وکشمیری صاحب دونون جیسیکہ اپنے مذہب مین سخت ہین آپ پر روشن ہو ایسے ناواقف محض تھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنے کو بچاتے ہین اور سنیون کے سر تھوپتے ہین وہ دونون صاحب ایسی تہمت کی کچہ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور فقرہ (ہر چگونہ شناعتے نیست) کہکر کیسا غیر تدارکیو کام فرماتے ہین جناب کو صاحب القاب نے دھوکہ مین ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوے بلند نہ فرماتے خیر مجبوری ہے آیندہ لحاظ رکھے گا۔

دفع الوثوق ۔ مقام عبرت ہو اہل سنت کیلئے جنکے بیجا شور وغل نے ایسا مشتبہ کردیا کہ کوئی اصل کتاب کی طرف رجوع نہین کرتا غلط مشہورونکو قبول کرکے جواب دیتا ہو جسکی حقیقت اب کھل گئی کہ محض آپ لوگون کا افترا ہو دیکھئے علامہ ذہبی وابن جوزی وسبط ابن جوزی نے جن جن روایتونکو موضوع وغلط وجعلی وافترا قرار دیا تھا انہین روایات کو آپلوگ کس خوشی سے مشہور کئے جاتے ہین انکے علاوہ جتنی روایتین ہین اونکی بھی موضوعیت بتادی گئی مگر آپ کسیطرح ایمان نہین لاتے۔ خدا کرے آپ بیحرمتی وبیغیرتی سے معمولی الفاظ کے بھی معنی سمجھین اور اوس سے بچانے کی فکر اہل سنت کیلئے کرین جس سے فلاح اخروی حاصل ہو۔ دنیاوی آؤ بھگت کس کام کی کیا کشف سات وضع صدر وتقبیل وفرمایش رفتونی سے زیادہ اس جملہ مین بیغیرتی ہو جسپر آپکو وہ زور شور ہو؟

بہرکیف ہمنے چونکہ قطعی دلیلون سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ عمر نے خواستگاری کی نہ کوئی قصہ پیش آیا۔ یہ واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہین اور عمر کی دونو زوجہ ام کلثوم سے خواہ کتب شیعہ مین ہون خواہ کتب اہل سنت مین تو اب ہمکو زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین فریقین کی ایک روایت بھی۔ اس مادہ مین صحیح نہین جسپر کوئی اعتماد کرے۔ بلکہ کل موضوع ہین جیسا کہ مذکور ہوا۔ فالانکہ بشرط صحت روایت بھی مخالفت عقل کیوجہ سے روایت ساقط کردیجاتی ہو جیسا کہ آپ خود

jabir.abbas@yahoo.com

فرماتے ہین اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہے صہ۲۴۲ اگر روایت ضعیفہ یا موضوعہ سے استدلال درست ہو تو آپ روایت تلک العزا نیق العلی منہن الشفاعۃ ترجمی کے جواب کی فکر کیجئے جس سے اصل اسلام ہی مٹتا ہے زیادہ تفصیل جلد ہفتم ذوالفقار حیدر پر محول ہے جو حق و باطل مین فیصل کرنیوالی ہے لفظ فرج و غصب کے متعلق جو آپنی سیادت کا اثر دکھایا ہے اوسکے متعلق کچھ نہین کہہ سکتا فاصبر کما صبر اولوا العزم پر عامل ہون۔ افسوس ہے کہ حضرات شیخین کی شان مین یہ الفاظ کاذب فاجر خائن اثم صحیح مسلم سے صحیح بخاری سے نکال ڈالے جائین۔ اور خلیفۂ دوم کی اوس حالت پر جو دبند کرکے پڑے تھے۔ یہ پردہ ڈالا جائے کہ ایسی حالتین کو کہ اوسکے اظہار کو مکروہ جانتے ہین اور مخنث کا لفظ چھپایا جائے اور قاموس کے لغت مین افلح کا نام تک نہ لیا جاے بلکہ علی و زن احمد کہدیا جاے۔ اور مکاتبات محمد بن ابی بکر و معاویہ کو علامہ ابن اثیر اسوجہ سے ترک کردین کہ عوام کو اونکے سننے کا تحمل نہین۔ ان لوگونکی بابت مین تو اسطرح پر وہ دبی کیجائے اور طائفان رسالت کیساتھ یون بے ادبی ہو جنپر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اسکے بعد جو آپنے خارج از بحث تقریر کی ہے اوسکے جواب کی حاجت نہین تشفی مین جنین و خائنان کا جواب ملاحظہ کر لیجئے اور نیز رمی الجمرات مین تب کچھ زبان درازی فرمائیے۔

قول مولوی صہ۲۴۵ باقی تعریض عدم طیب ولادت پر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جو آپنے تحریر فرمائے اوسکے جواب مین صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچھ لکھا ہے ملاحظہ کر لیا جاے افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی بیہودہ اور بیہودہ باتین لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین آپ اوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کے کہ جنکے ظہور مین تمامی آئمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے بلکہ اونکے پیش دست بنینگے نظر نہین آتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہو جاتا ہے۔ ان جناب مستطاب کی ولادت نعوذ باللہ اگر اصول شرع سے دیکھی جاے جیسا کہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور خارجی بلکہ غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعتیہ مین لکھا ہے ظاہر اوسکا رسالہ تمہید نیروز سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر سخیف تحریر ہین الکاذب سبب

عدم جواز تصرف و تحریف فی النقل اصل عبارت کے تغیر سے مجبور ہون بلفظہ لکھتا ہون (اور حضرات
شیعہ کہتے ہین بایں انکے حسن ثانی اور مان نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خواب مین
نکاح بلانے کو آئے دھوکا پڑگیا یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہے وہ بیچاری
تو مشرکہ تھین اور حضرت عیسیٰ اور مریم کے پوجنے والے حضرت نے خواب نرگس نیمخواب مین نہ ذات
سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور انکی جانب دارونکو شاید غنیمت ہوگیا کہ یہ پھوندتو خوب لگا لیکن
سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائے کہ یہ بھید اونپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد
حضرت کے مہبط مصحف ہوین اُنپر تنگنی چوگنی قرآن مجید سے بعد حضرت کے کتاب اُتری وہ کیونکر موشگافی
نہ فرمائین صاف صاف دوسرے خواہ نرگسی مین بولین اے نرگس پرے ہٹ تجھ مین خوشبو کہان ابھی
تو بوے شرک آتی ہے میرا پوتا عسکری دیکھنے کو تیرے کیونکر آوے مگر جب تیرا شرک و کفر جاوے
وہ تو اُن ماہ لقا کی شیدا تمھین ناچار کلمہ اسلام پڑھا مثل مشہور مرتا کیا نکرتا۔ یہان محبوبہ خیال
نکرنا کہ حضرت رسول خدا کو صرف یہی دھوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا اگر وہ گھنٹال سب کے
جو مجلسی ہین اور امامون کے نکاح مین بھی ایسا ہی حال حضرت کے دھوکے اور اُسکے مقابلہ کا حضرت
فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین ہے۔ الغرض اُسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع
ہوا تھا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئی انتہی کیون جناب یہ بھی شخص تو عبال
عیال کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینہ اہل بیت کہتے ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا
غلطت و نفاق کہ۔ کجا گوہر صدف عصمت و طہارت و کجا خذف کوی کفر و ضلالت اگر تک بندی ہے
تو بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ سے جو نہ ہوتا
تو بہتر ہے ع بد نام کنندہ نکو نامے چند۔

وقع الوثوق۔ باللہ کیا قیامت ابھی پہونچی جو اس سید زادہ کو نسب خلیفہ دوم مین شک ہو رہا ہے
سپر صحابہ ہمیشہ طعنہ زن رہتے ہین۔ ماسر نصاحب شیعونکی کتابونکو چھوڑئے اپنے مذہب کی کتابین
دیکھ لیجئے جسکی فہرست صاحب کنز مکتوم نے یہ گنائی ہے تفصیل اس پیدائش شرافت نسبی کی تین پشت
تک کتاب روض الانف سہیلی کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور رسالہ کلبی بن مسطور ہے جسکے
نتائج بلکاون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت ہی شرمناک تھی ہین مین نے ۱۲ سنہ ۱۳۱۲ھ کنز مکتوم

جناب مامون میر برکات حسین صاحب ذکیا یہ عربی مثل آپنے نہین سنی ہو لا یومی من الحجارۃ من بیتہ
من الزجاجۃ کہ جسکا گھر شیشہ سے ہوتا ہو وہ کسی پر پتھر نہین مارتا۔ آپکو اپنے پیشوا ون کے حالات
نہین معلوم تھے جو ولادت جناب صاحب الامر علیہ السلام پر شاعرانہ خیالی تضحیک شروع کی جسکو ایک
منٹ کیلئے کبھی کوئی نظر وقعت سے نہین دیکھے گا۔ اب مین آپکو اصلی اور صحیح واقعات لطف انگیز
وحیرت خیز آپکے خلفا کی ولادت کے سناتا ہون اور جن وقایع کا اجمالا شارہ کنز کمتوم مین کیا گیا ہے
اونکی تفصیل کچھ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر سے خلاصہ کرکے گذارش کرتا ہون بگوش دل سماعت
فرمایئے۔ جدہ ماجد خلیفہ دوم ضحاک کے نسبت کتاب مثالب کلبی مین مرقوم ہو جو اعلم علما و نسابہ
اہل سنت سے ہے،، کہ ضہاک حبشن لونڈی تھی ہاشم بن عبد مناف کی جسپر واقع ہوئی نضلہ بیٹے
ہاشم کے بعد اوسکے عبد العزی بن رباح سے پیدا ہوے نفیل جد عمر بن خطاب اور علامہ ابن
ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ [illegible] تے ہین کتاب مفاخرات قریش ابو عثمن سے کہ عمر بن
خطاب نے سنا کہ ناقلان اشعار و راویان اخبار بعض لوگونکے نسب مین قدح کرتے ہین اوسپر بالاے
منبر جاکر کہا کہ بزرگونکے عیوب اور حالات کے تذکرہ سے باز آؤ کہ اگر زیادہ اسمین فکر کیجائیگی تو
شاذ و نادر ہی لوگ بچینگے اسپر ایک شخص نے قریش سے کھڑے ہوکر کہا جسکا نام لینا مین مکروہ جانتا ہون
کہ جب ہم اور تم اے امیر المومنین عمر ہونگے تو اس دروازہ سے نکالے جائینگے اسپر عمر نے کہا ہرگز نہین
تجھکو لوگ قین ابن قین کہتے تھے ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ جس شخص نے عمر کو لکھا تھا وہ
مہاجر بن خالد بن ولید تھا جسکے باپ سے عمر کو عداوت تھی۔ یہ مہاجر علوی الرائے تھا کہ حضرت علی
کے ساتھ تھا جنگ جمل مین اور اوسکے [illegible] عبد الرحمن بن خالد ہمراہیان معاویہ سے تھا جنگ صفین
مین۔ اسی مہاجر نے نسب خلیفہ دوم مین کچھ کلام کیا تھا جسپر عمر نے وہ خطبہ کہا۔ اور مہاجر سے ردوبدل
ہوئی۔ ولید خالد کا باپ جو ریحانہ قریش کہلاتا تھا اصل مین حداد تھا (لوہار) ابو الحسن مدائنی نے
کتاب امہات الخلفا مین لکھا ہی کہ امر روایۃ [illegible] مذکرہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام (امام جعفر صادق ع)
کے سامنے ہوا تو فرمایا اے برادر زادی سے مت نکر کہ عمر کو خوف تھا کہین تفصیل [illegible] عبد العزی اور ضہاک
لونڈی زبیر بن عبد المطلب کے قصہ کو لوگ نہ بیان کرین اسیوجہ سے وہ خطبہ کہا [illegible] ہ ما موقصاب
آپکے خلیفہ کی پردہ دار۔ ضحاک حبشیہ آپکے جد امجد حضرت ہاشم کی (بشرطیکہ یہ نسبت اپنو قبول ہو دینا

میرے جدامجد حضرت ہاشم کی) بدذات لونڈی تھی جسنے نصلہ ہاشمی کے حملہ ہاشمیہ کے بعد دوسرا حملہ کراکر
حمل رکھایا اور نفیل جدامجد کو آپکے کے پیدا کرایا - پے درپے دو حملون نے یہ جلوہ دکھایا یہی کمائی
بزرگونکی تھی جس سے ایسا جلیل القدر خلیفہ پیدا ہوا جسنے پہلا وار اوسی خاندان پر کیا جسکے خانہ زاد تھے
بحلال ہون خواہ بحرام - اب ذرا نیچے اوترے اپنے خلیفہ کے دوسرے طبقہ کا حال سنئے کہ اسنے تو وہ
کام کیا کہ باپ بیٹے کو ایک ہی گھاٹ اوتارا افسوس پوتے کو نہ دیکھا ورنہ اوسنے بھی نہ چوکنیں کتاب مثالب
کلینی مین ہی کہ زید بن عمر بن نفیل کی مان حیدا بنت خالد فہمیہ ہی جو زوجہ تھی اوسکے دادا نفیل کی جس سے
خطاب پیدا ہوئے - پس زید خطاب کا بھائی ہی مان کیطرف سے اور بھتیجا ہی باپ کیطرف سے اور کتاب المعارف
ابن قتیبہ مین ہی کہ خطاب بن نفیل کی مان قبیلہ فہم سے ہی جو نفیل کی زوجہ تھی بعد فوت نفیل اوسکے
بیٹے عمرو نے اپنی مان پر تصرف کیا جس سے زید پیدا ہوئے تو زید کی مان اور خطاب کی مان ایک ہی اور تاریخ
ابن کثیر شامی مین ہی کہ خطاب عمر کے باپ زید کے چچا بھی ہین اور بھائی بھی کیونکہ عمرو بن نفیل برادر
خطاب نے بعد مرنے اپنے باپ نفیل کے اوسکی زوجہ سے عقد کیا جس سے زید پیدا ہوے -
کیون نا ہو! اہو تو آپکی متکحین ہوئی کہ ایسے عالی نسب خلیفہ کی امت بنے ہین اور تیسرا طبقہ خلیفہ کا
یعنی مادر گرامی قدر اونکی وہ ہین کہ خالد بن ولید ساجو امر خلیفہ کی جب نسبت کرتا تو اونکی مان ہی
کیطرف نہ باپ کیطرف بلکہ یون فرماتے اعیسر بن جیثمہ یعنی لنگڑا یا لولھا جیثمہ کا پوت معلوم نہین خالد
کو اسپر کیا اصرار تھا کہ ابن خطاب نہین کہتے بلکہ ابن جیثمہ فرماتے خالد چونکہ صحابی تھا دانستہ اوسکو
حدیث رسول اللہ معلوم ہو کہ قیامت کے روز بجز شیعہ کوئی اپنے باپ کیطرف منسوب نہوگا بلکہ مان
کیطرف کیونکہ اورونکی حلال زادگی نکلنے نہین - لہذا خالد مان کیطرف نسبت کرنا حر کوئی سبب ہوگا
مگر چچا عباس عم اشرف الناس نے کچھ ایسا پھڑکتا ہوا فقرہ کہا ہی کہ مردان خلیفہ کو قیامت تک اوسکا
مزہ نہ بھولیگا - وہ فقرہ حضرت عباس کا خلیفہ دوم سے یہ ہی اعضك الله بنظر املك جیسا
کہ کنز العمال مین ہی - اعضّ کے معنی کٹوانے اور نظر ایذام نہانی کے بڑہی ہوے گوشت کو کہتے ہین
اور رام کے معنی مان کے ہین اب جوڑ دیکر معنی سمجھ لیجئے مین کیون کہون یہ نسب کا حال مختصر
طور پر جلد ہفتم ذوالفقار حیدر سے خلاصہ کرکے عرض کیا خدا کرے کہ وہ کتاب جلد طبع ہو کہ دیگر
حالات بھی ظاہر ہون -

مگر یہ واضح رہے کہ بلند نسبی خلیفہ پر اعتراض کرنا کچھ انہین لوگونکے ساتھ نہین مخصوص تھا جو قریشی تھے مثل خالد بن ولید یا مہاجر بن خالد یا عمرو عاص وغیرہ کے بلکہ ابوہریرہ صاحب دیالاسلام جو نہ قریشی تھا نہ مہاجر وہ بھی معترض ہوتا چنانچہ ایکدفعہ ابوہریرہ نے عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ حدیث رسول بیان کی ولدالزنا شرالثلثہ یعنی حرامزادہ اپنے مان باپ زانی سے بدتر ہی اوسپر خلیفہ کے فرزند عبداللہ کو ایسا غصہ آیا کہ حدیث رسول مین فرمایا ھو خیر الثلاثہ کہ ولدالزنا تینون مین بہتر ہے۔ انہین روایتون سے عاجز آکر خلیفہ دوم نے یہ حکم دیا کہ اگر احادیث رسول کا بیان کرنا تو نہ ترک کریگا تو مجھکو دوس پہاڑ کیطرف نکلوادونگا خلیفہ نے اسی دھمکی پر اکتفا نہ کی بلکہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگاکر اتنے کوڑے ابوہریرہ کو مارے کہ پیٹھ اوسکی زخمی ہوگئی دیکھو تفصیل ان حالات کی جلد سوم ذوالفقار حیدری مین از صفحہ ۳۴۳ الغایت صفحہ ۳۵۳

خلیفہ دوم کے فرزند عبداللہ کا غصہ ہونا ولدالزنا شرالثلثہ پر سخن فہمون کیلئے کافی ہی کہ ابوہریرہ نے کیا طنز کیا تھا جسکا جواب عبداللہ بن عمر نے یہ دیا۔ ہو خیر الثلثہ۔ اسی قول صحابی جلیل القدر بلکہ سلسلہ خاندانی خلیفہ سے اہل سنت نے یہ قاعدہ کلیہ ترتیب دیا ہی ولدالزنا انجب کہ ولدالزنا زیادہ نجیب ہوتا ہی جسکی تشریح علامہ شیرازی نے نزھۃ القلوب مین یہ کی ہی کہ زنا جب ہوگا تو بہ رغبت تمام اور شوق تمام پس اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ کامل العقل ہوگا بخلاف زوجہ حلال کے کہ مرد کا تعلق اوس سے جب ہوگا تو بہ تصنع و تکلف ولذا کان عمرو بن العاص و معویۃ بن ابی سفیان من دھاۃ الناس اسی وجہ سے عمرو عاص و معویہ داہۃ ناس و عقلاء روزگار سمجھے تھے۔ اور یہی لقب داہۃ ناس کا حضرت عمر کیلئے اہلسنت نقل کرتے ہین جیسا کہ اصابہ مین ہے ص ۳ ج ۳۔ خوشا بحال علمای اہلسنت کہ اپنے خلفا کے انجیت کو کیسے کیسے معقول وجہون سے ثابت کرتے ہین یہ تو ایک زنا کی لطافت تھی اور اوسکا کیا کہنا کہ عورت جبش ہو اور دو دو مرد عرب کو ایکدفعہ پار اوتار کر بار ور ہو اور باپ بیٹے دونون سے لطف صحبت حاصل کرے اور اوسکا خلاصہ تمامی اہل اسلام پر حاکم بنے

اب ان واقعات تاریخی کے بعد اس حدیث رسول کی کیا ضرورت ہی کہ دشمن علی نہوگا مگر ولدالزنا اور بدخلق نہوگا مگر ولدالزنا یا ولدالحیض جیسا کہ منتخب کنز العمال مین ہے۔ اور خلیفہ دوم کی بدخلقی صحیح بخاری سے ثابت ہی کہ ازواج رسول نے عمر کو اغلظ و اخلط کہا اور خود روایت کامل سے گذر چکا کہ عمرو عاص نے اسی قصہ عقد ام کلثوم بنت ابوبکر مین کہا جب یہلوگ تمہارے خلق کو نہین بدل سکتے تو وہ

لڑکی جو عایشہ کی صحبت مین پلی ہو کسقدر تمسے خون کھائیگی۔

ہم سمجھتے ہین کہ اگر مامون صاحب کے ہوش وحواس کچھ بجا ہونگے تو ان واقعات عبرت افزا سے ضرور متاثر ہوکر ایسے پیشواؤن سے ضرور دست بردار ہونگے کیونکہ کوئی شریف ایسونکی متابعت کبھی نہین کرسکتا جبکہ سلسلہ نسب نامہ کا مامون صاحب نے چھیڑ دیا ہی تو اب مناسب نہین کہ ایک ہی بزرگ کا حال مذکور ہو اور دوسرے بزرگان دین اہل سنت اس سلسلہ سے خارج رہین لہذا خلیفہ ثالث اور دیگر ارکان بنی امیہ کی والانسبی بھی اونہین کتابون سے اہل سنت کی بیان کرتا ہون جو ان خلفا کی فضائل ومناقب مین تصنیف ہوئین علامہ سہیلی روض الانف مین فرماتی ہین کہ دغفل وہی ہی جسنے روبرو رسول اللہ حضرت ابوبکر کو قریش کا چرواہا بنایا دیکھو تبصرۃ السائل ص۱۰۰ دغفل سے معویہ نے پوچھا تمنے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تھا کہا ہان شیخ قسیم وسیم جسیم تھے کہ دس بیٹے مثل ستارونکے اونکو گھیرے تھے پھر معاویہ نے کہا کہ عبدالشمس امیہ کو بھی دیکھا تہا کہا ہان چندہرا کریہ نجاند شکل تھا جسکو اوسکا غلام ذکوان لئے پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا وہ (ذکوان) اوسکا بیٹا ابوعمرو تھا۔ دغفل نے کہا تملوک ایسا کہتے ہو (کہ ذکوان بیٹا تھا مگر درحقیقت وہ غلام تھا) کہا نسبہ ابوالقاسم نے کہ یہ لعین مخصوص ہی نسب عتبہ بن امیہ سے جس شاخ سے معویہ تھا۔ اور نسب امیہ مین دوسرا طعن بھی ہی جو تمامی بنی امیہ کو شامل ہے چنانچہ سفینہ مولوی حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ کسی نے اونسے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہین کہ خلافت مخصوص ہی بنی امیہ سے اوسپر سفینہ نے کہا کذبت استاہ بنی الزرقا بل ھم ملوك ومن شر الملوك یہ زرقا مان ہی بنی امیہ کی جسکا نام ارنب تھا کہا اصبہانی نے کتاب الامثال مین اور یہی زرقا زمانہ جاہلیت مین صاحب رایات سے (عرب جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ فاحشہ عورتین اپنے مکان پر نشان کھڑی کردیتی تھین جسکو عربی مین رایہ کہتے ہین کہ لوگ سمجھین عورت اس پیشہ کی ہی اور بے تامل چلے آئین) کہا حافظ ابوالقاسم نے طعن کرنا نسب مین مناسب نہین اگر بنی امیہ کے خیال سے ذکف لسان کرین تو بلحاظ عثمان بن عفان ضروری ہی لیجئے صاحب یہ تیسرے خلیفہ تھے جو نسبًا خلیفہ ثانی سے کم نہین مگر تعجب ہی کہ وہ نجابت انسے ظاہر ہوئی جو خلیفہ انجب نے کر دکھایا الا یہ کہ آپ کہین یہان ایک طبقہ مین ہے وہان دو دو طبقہ۔ اور یہ قصہ دغفل والا خود اصابہ ابن حجر عسقلانی مین بھی بذیل ذکر ثوب مذکور ہی کہ ذکوان کو اوسنے غلام کہا اور معاویہ نے

کہا نہین وہ بیٹا تھا ملاحظہ ہو صلا ۱۴ حالانکہ ابن حجر جیسے سخت متعصب اوحامی بنی امیہ ہین معلوم ہے
حشرق معویہ کا نسب نامہ گو ضمناً اس نسب نامہ مین مذکور ہوا ہی مگر اس خلیفہ نے کچھ اور بھی ترقی کی ہی
اور خلیفۂ دوم پر بھی فوق لیگئے ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامتیہ مین مثاب کلبی سے روایت
کرتی ہین کہ معاویہ کی پیدایش چار آدمیونکی طرف منسوب ہے۔ عمارہ بن ولید۔ مسافر بن ابی عمر۔ عباس بن
عبد المطلب۔ ابوسفیان۔ کیونکہ وہ تینو آدمی ابوسفیان کے ہم نوالہ وہم پیالہ رہتے اور ہندہ زوجۂ
ابوسفیان سے سبکو تعلق تھا زیادہ تر لوگونکا بیان یہ ہی کہ معویہ کا نطفہ مسافر بن ابی عمر سے منعقد ہوا
اسی خوف سے کہ اب فضیحت ہونگی مسافر مذکور کا چھوڑکر ملک حیرہ کو چلا گیا وہان ہندہ کی فراق مین بیمار
ہوکر مرگیا۔ یہ ہندہ مادر معاویہ حبشیونپر جان دیتی تھی اور جب سیاہ بچہ جنتی تو اوسکو ہلاک کردیتی۔
شاید یہی باعث ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو بھی اپنے نسب سے ملحق کرلیا کہ جب دونون بھائی ایکسان ہین
تو علحدہ کیون رہین فرق اسقدر ہی کہ معاویہ ہندہ کے بطن سے یقیناً تھا جو زوجہ ابوسفیان بھی
گو صلبا اور ہوا اور زیاد برخلاف اسکے نطفہ سے ابوسفیان کی تہا گو اوسکی مان سمیہ ذوات الاعلام سے
تھی۔ معویہ کے بعد یزید اہل سنت کا خلیفہ ہوا جسکا نسب بھی محتاج شرح نہین کیونکہ مان اوسکی میسون
دختر بجدل کلبی ہی جسنے اپنے باپ کے غلام سے یزید کا حمل رکھایا اور معویہ کو اوسکا محمول بنایا اسی
کیطرف نسابہ کلبی اشارہ کرتی ہین ؎ فان یکن الزمان اتی علینا + بقتل الترک
والموت الوحی + فقد قتل الدعی وعبد کلب + بارض الطف اولاد النبی
اب ان خلفا کے بعد اون افراد عشرہ مبشرہ کا نمبر ہی جو خلفا ثلثہ کیطرح مستحق خلافت تھے اونکی
شان مین علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ مین بذیل شرح فقرہ لم یسهم فیه عاهر کہتے
ہین اس کلام مین تعریض ہی طرف اون صحابہ کے جنکے نسب مین طعن کیا گیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص
کے جو بنی زہرہ سے مشہور ہین حالانکہ وہ تھی بنی عذرہ بن قحطان سے اسیطرح زبیر بن عوام بنی اسد
بن عبد العزی سے مشہور ہین حالانکہ وہ نسل قبطیان مصر سے تھے (جنسے فرعون تھا) شاید اسی مناسبت
سے عمر نے انکو فرعون ہذہ الامہ کا خطاب دیا یہانتک تو مینے بعض واقعات کو ذوالفقار حیدر
جلد ہفتم سے خلاصہ کرکے عرض کیا جسکا مسودہ موجود ہی طبع باقی ہی خدا کرے کہ جلد چھپے۔ کہ قدرت
خدا کا لوگ تماشا دیکھین۔ اسی ذیل مین عمرو عاص حاکم مصر و ہمراہی معویہ کا بھی نام لیتا ہون

جو بتصریح صاحب انسان العیون چار آدمیونکے نطفہ سے پیدا ہوا عمرو عاص ابو لہب امیہ بن خلف ابو سفیان
چارون نے اسکا دعوی کیا مگر نابغہ مادر عمر عاص نے عاص کے حوالہ کیا جو سب سے زیادہ اسکو خرچ برچ
دیتا اسکا تفصیلی حال جلد ثالث ذوالفقار حیدر مین ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی از صفحہ ۲۹۲ لغایت صفحہ ۳۰۵
جس عنوان سے صحابہ کے تفصیلی حالات اس کتاب مین مرقوم ہوئے ہین دوسری کسی کتاب مین ابتک
نہین دیکھے گئے مگر نہایت تعجب ہو کہ عمرو عاص سابلغ نسب حاکم و ملازم خلیفہ دوم خود خلیفہ دوم حسب و نسب
پر طنز کرے اور اونکی ملازمت پر لعنت کرے جسکی تفصیل اوسی جلد ثالث ذوالفقار حیدر مین قابل دید ہو۔
اب اس سے زیادہ خاطر داری مامونصاحب کی نہین کرسکتا جس سے اونکو اختلال حواس پیدا ہو
غالبًا ان واقعات تاریخی کے بعد صحت حدیث رسول مین کہ دشمن علی نہوگا مگر ولد الزنا۔ کوئی کلام
نرہے کیونکہ حضرت نے یہ حدیث بطور کلیہ فرمایا ہو جیساکہ وہ حدیث ہو کہ دشمن علی نہوگا مگر منافق۔
مذکورہ بالا کے کارنامہ عداوت جناب امیر ع کے متعلق ملاحظہ فرماکر بہ زبان وقلب ان احادیث کی تصدیق
کرلین کہ کیسے پوشیدہ حالات آن حضرات کے خود اونہین علمانے لکھے ہین جو مامونصاحب سے زیادہ
فریفتہ اور عاشق و نثاران خلفا کبار کے تھے۔

بہرحال اب کہ عدم طیب ولادت خلیفہ ثانی بتصریح اجمالا بیان کردیگئی۔ تعریض کا کوئی موقع نرہا آپکو
اگر حوصلہ ہو تو اس قسم کے وقائع بزرگان شیعہ کے حالات مین شیعونکے علما سے نقل کیجئے مین موجود ہون
اور جو مامونکی تقریرونکو نہین سنتا مظہر العجائب کی عبارت اگر نقل کرتے تو جواب دیتا اوسکا جواب
اب لہیب النیران و کشاف وغیرہ مین ملاحظہ فرمالیجئے ثانیا عقل کی خوبی ہو جو نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین قصہ ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر والزمان مہدی موعود علیہ السلام کو لائے ہین
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ہست۔ آپکے اسلاف نے تو خود نسب جناب رسالتمآب کو مماثل نسب خلیفہ
بنایا ہو اور سفاح کے قائل ہوئے ہین (جسکی نقل بھی ہم جائز نہین جانتے) تو اس سے کیا ہوا بجز اسکے
کہ خود جہنم کے کندے بنے۔ اور تمام مسلمانونکی نفرین کے مستحق بنے۔

طرفہ یہ ہو کہ خال المومنین۔ تموز نیمروز کے کلمات کو سخیف بھی فرماتے ہین اور نقل بھی اوتارے جاتے ہین۔
اری حضرت آپ تو خوارج نہروان سے بھی زیادہ محتاط معلوم ہوتے ہین کہ کفش دوز کی عبارت سخیف
مین تو آپ تغیر و تحریف نہین جائز رکھتے مگر اونسے جو اصل حق الیقین مین تحریف کیا ہو وہ جائز ہے

حق الیقین در رسالہ رجعیہ تو آپنے دیکھا ہی مقبول آپکے سامنے موجود ہی پھر اونہین کی عبارت کیون نہین نقل کرتے جو کفش دوز نقال کی نقل اوتارتے ہین

واقعہ تو صرف اسیقدر ہی کہ حضرت نرجس خاتون نے جو شاہزادی شاہ روم تھین خواب دیکھا کہ بحضور جناب سالتماب وصیے روح اللہ و دیگر حضرات میرا عقد امام حسن عسکریؑ سے ہوا دوسرا خواب یہ دیکھا کہ ہمنے حضرت فاطمہ زہراؑ سے اسکی شکایت کی کہ امام حسن عسکری سے ملاقات نہین ہوتی جسپر جناب سیدہ نے فرمایا چونکہ تمنے ابھی اسلام نہین قبول کیا ہی اسوجہ سے ملاقات نہین ہوتی اس جواب کے بعد حضرت نرجس نے اسلام قبول کیا پھر ہمیشہ خواب مین امام کی زیارت ہوتی۔ کچھ دنون بعد لشکر اسلام نے انکے باپ پر سخت کشی کی یہ قید ہوکر بغداد آئین جناب امام علی نقیؑ نے انکو خرید کر کے اپنے فرزند امام حسن عسکری کو ہبہ کیا بعد مدت بلکہ وفات امام علی نقی کے بعد حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کا حمل قرار پایا ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ولادت ہوئی یہی خلاصہ ہی مضمون حق الیقین و رسالہ رجعیہ وغیرہ کا جسکو بوجہ طوالت مینے نہ نقل کیا۔ اب خدا کیواسطے فرمایئے اس عقد مین کونسی بات ہی جسپر آپ اعتراض کر سکتے ہین کیا ایسا خواب دیکھنا محال ہی یا ایسی شاہزادی روم کا مقید ہونا یا امامؑ کا خریدنا یا اپنے فرزند کو ہبہ کرنا یا شرعاً یہ امور جائز نہین آخر وہ بات ہی کیا ہی جسپر کوئی اعتراض ہو سکے زبان ہر شخص کے اختیار مین ہی جسطرح چاہے بات بنائے اور قہقہہ اوڑائے اگر اہل سنت کی ایمانداری اور محبت و ولای اہل بیت طاہرین دکھانا منظور نہ ہوتا تو اس عبارت کو جو خارج از مبحث ہو مین نقل بھی نکرتا اصل واقعہ وہی ہی جسکو مینے عرض کیا اور ناظرین خود عبارت حیدر علی سے بھی سمجھ سکتے ہین کہ اصلیت وہی ہی زفاف ہونا عالم خواب مین اور اوس سے پیدا ہونا امام علیہ السلام کا جو اس کفش دوز نے لکھا ہی محض اتہام اور افترا ہی مامون صاحب نے شاید اسی جملہ سے مناسبت اس واقعہ کی واقعہ ولادت خلیفہ دوم سے نکالی ہی جو اونکی فہم کی خوبی ہی واقعات ولادت خلیفہ دوم بھی بے کم و کاست بغیر کسی مضمون شاعری کے لکھدے گئے ہین خود مامون ہی منصفانہ نظر سے اوسپر غور فرمائین۔

آرے جناب تموز تیمروز والاذات کا کفش دوز ہی اسی قافیہ پر اوسنے یہ نام رکھا جسکا جواب آفتاب عالم افروز موجود ہی۔ آپ باوصف آدمی سیادت کیون ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہین۔ فریقین مین یہ حدیث

صحیح ہو کہ دشمن اہل بیت نہو گا مگر ولد الزنا۔ آپ حضرات حادی ہین اوس روزمرہ کے جو آپکے مذہب مین
مروج ہو گالی گلوچ بھکڑ کے۔ اور ہملوگ اخلاق آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے تابع و پیرو ہین یہانپر
اگر کچھ اشعار شیر مرحوم لکھدئے جاتے تو آپ خوش ہو جاتے مگر ہمکو تو آپکی ہدایت منظور ہے کہ
کسیطرح راہ راست پر آجایئے ہم آپکے ساتھ وہ برتاو نہین پسند کرتے جو خلیفہ دوم نے اپنے مامون
ابوجہل کے ساتھ کیا جس سے اوسکے کفر و عناد نے اور ترقی کی بلکہ ہم اوس سنت سنیہ کے عامل ہین
جو رسول اللہ نے اپنے رضاعی مامون اسود بن وہب کے ساتھ کیا کہ ردا اپنی اوس کافر کیطرف بچھادی
مامون صاحب! جس حجۃ خدا نور ارض و سما باعث بقاے دنیا کے وجود ذیجود سے آپکو انحراف ہے
یا اوسکی ولادت باسعادت مین شک ہے۔ وہ ایسا مقتدای عالم نہین ہے کہ صرف شیعہ اوسپر ایمان لائے
ہین۔ اہل سنت کے بڑے بڑے گرو گھنٹال کو بھی بجز اقرار کے چارہ نہین چنانچہ علامہ شیخ حسین
عدوی حمزاوی مشارق الانوار مطبوعہ مصر ۱۱۲ مین فرماتے ہین کہا شیخ قطب غوثی سیدی محی الدین
بن عربی نے فتوحات مین کہ ضرور ہے خروج مہدی کرنہ خروج کرینگے جبتک بھر نہ جائے زمین ظلم و جور سے
کہ وہ قسط و عدل سے مملو کرینگے۔ وہ اولاد رسول سے ہین اولاد فاطمہ سے کہ جداونکے حسینؑ
بن علی بن ابیطالب ہین اور والداونکے امام حسن عسکری علیہ السّلام ابن امام علی نقی ابن امام محمد
تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین
علی ابن امام حسین ابن امام علی ابن ابیطالب علیہم السّلام کہ نام اونکا ہمنام رسول اللہ ہے بیعت
کرینگے اونکی مسلمین درمیان رکن و مقام کے یہی مضمون فتوحات کا کتاب الیواقیت والجواہر
فی عقائد الاکابر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی نے بھی نقل کیا ہے صہ ۲۸۸ مطبوعہ مصر اور اوسکے پہلے
یہ عبارت لکھی ہے۔ فہناک یترقب خروج المہدی ؑ وہو من اولاد الامام حسن العسکری ومولدہ علیہ السّلام
لیلۃ النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین وہو باق الی ان یجتمع بعیسے بن مریم فیکون
عمرہ الی وقتنا ہذا وہو ثمانیۃ وخمسین سنۃ سبعمائۃ سنۃ دست وستین ہکذا اخبرنی الشیخ
حسن العراقی البدفون فوق کرم الریش المطل علی برکۃ الرطلی بمصر المحروسہ عن الامام المہدی حین
الاجتماع بہ وواقفہ علی ذالک شیخنا سیدی علی الخواص رحمہما اللہ تعالے صہ ۲۸۸ پس اوسوقت
مترقب ہے خروج مہدی کا اور وہ اولاد سے ہین امام حسن عسکری کے ولادت باسعادت انکی پانزدہم

شعبان ۲۵۵ھ میں ہے اور وہ باقی ہیں یہانتک کہ مجتمع ہوں ساتھ عیسے بن مریم کے پس عمر اونکی اسوقت
کہ ۲۵۵ھ ہے سات سو چھیاسٹھ ۶۶ برس ہوئے ایسا ہی خبر دیا ہے مجھے شیخ حسن عراقی نے خود امام مہدی ع سے
جسوقت ملاقات کی تھی اونکی اور اس خبر سے موافقت کی ہے سیدی علی خواص نے۔

کیون مامون! جس امام مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کی ولادت اور بقا کی خبر آپکے آئمہ دین دے رہے ہیں انہین
کی شان والا میں وہ کلمات سخیف اپنے کفش دوز کے نقل کئے اب بجز اسکے کہ آپ توبہ کرین اور
کیا عرض کرون اور روائح المصطفے میں صدرالدین احمد حنفی قادری شواہد النبوۃ ملا جامی سے نقل
کرتے ہین مادر وی ام ولد بودہ ہست صیقل نام وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک ولادت
وی در سرمن رای بودہ ہست چنانچہ عمہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ ہست کہ روزی پیش ابو محمد ؑ رفتم
در آمدم فرمود ای عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدا یتعالی ما را خلفی خواہد داد من گفتم اے فرزند از کہ
خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ ای عمہ مثل نرجس مثل ام موسی ہست علیہ السلام
کہ حمل وی جز وقت ولادت ظاہر نخواہد شد الی آخرہ ص ۲۱۲ مطبوعہ کانپور۔

چونکہ یہ مقام ضمنی تھا اسلئے اسقدر عرض کیا عنقریب جلد ہشتم ذوالفقار سید رطبع ہوتی ہے جسمین
ہزارہا دلیلین اس مسئلہ کی مصنف علام نے جمع فرمائی ہین۔ اب ان عبارات و تصریحات صریحہ کے
بعد مامون صاحب کے نقل بیہودہ کو جواب کی ضرورت نہین مگر روائح المصطفے کا دینا چہ نقل
کرنا مناسب ہے شاید خداوند عالم ان حضرات کی ہدایت فرمائے اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی
الی رحمۃ ربہ القوی السید صدرالدین احمد بن سید کریم الدین احمد العلوی الموسوی الحنفی القادری
اللہ باری البردوانی عفا اللہ عنہ کہ چون درین زمان افساد توامان بعضے از اہل این زمان را
دیدم کہ از طریق مستقیم اہل سنت وجماعت عدول نمودہ میل بمذہب باطلہ نواصب پیدا ساختہ
اعتراضات رکیکہ و ہذیان ہائے بیہودہ در حق حضرت مرتضے و سید الشہداء کربلا میکنند و خود را بظاہر اہل سنت
میگویانند در حقیقت سنی نیستند در مذہب اہل سنت کجا جایز ہست کہ حضرت مرتضی را ناقابل
خلافت و حضرت حسین را باغی پندارند معاذ اللہ من ذلک و سیئہ ایشان از محبت بنی امیہ اینقدر
مملو است کہ انکار فسق یزید پلید و علم و فضل آئمہ اہل بیت می نمایند و میگویند از آئمہ اہل بیت تغیر
حضرت مرتضی و حسن مجتبی دیگر کسے امام نبود و دیگر انرا امام گفتن ناجائز ہست چرا کہ خلافت بایشان

نرسیدہ وایشان اہل علم نبودند کہ امام علمی ہم گفتہ شود ایشان مجرد صاحبزادگان بودند طرفہ ترانیست
کہ نواصب نیز ایشانرا اہل علم می دانستہ اند چہ جا اہلسنت کہ مقتدایان اہل سنّت از ایشان اخذ علم نمودہ اند
چنانچہ بالتفصیل در مقام خود مذکور خواہد شد بعضی را سبب اینچنین بذیان سرائی حب جاہ است
تا در نظر جہال بزرگ نمایند و مردم ایشانرا محق گویند عجب ہست کہ اینقدر نمی فہمند کہ نزد علما باعث
ضحکہ میشوند چہ امر حق را خلاف آن بیان نمودن اظہار جہالت و حماقت خود ہست و در دنیا موجب
رسوائی و فضیحت و باعث خسران عاقبت ہست پس نتیجہ این عقیدۂ منحوس و تقریر شوم خسران الدنیا
والاخرہ است خسر الدنیا والاخرہ ذلک ہو الخسران المبین نصیب ایشانست کسانیکہ از احوال
خیر آل اہل بیت واقف نیستند اگر بر قول باطلہ این نواصب سبی نما اعتماد نمایند و چیزے بگویند
فی الجملہ معذور اند طرفہ تر اینست کہ بعض کسان اینچنین نیز ہستند کہ با حوال اہل بیت واقف تر اند و محبت
نیز میدارند مگر از راہ تعصب یا حب جاہ برخلاف عقیدۂ خود تقریر می کنند ۳۲
کیون جناب اب تو آپکو معلوم ہوا کہ شیعونکے عقاید کیسے صحیح و درست ہین کہ آپکے علما کو بھی اونکا اقرار
کرنا پڑا۔ آپکے خلفا کی بلند نسبی بھی ظاہر ہوئی اور امام عصر علیہ السلام عجل اللہ ظہورہ کا فرزند امام حسن
عسکری ہونا بطن حضرت نرجس سے اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ کو پیدا ہونا اور آجتک موجود و باقی رہنا بھی
ثابت ہوا۔ اسپر بھی آپ ایمان نہ لائین تو میرا کیا قصور کہئے ہملوگونکا شیعہ علی ہونا اور راکب سفینہ
نبی ہونا اور آپ حضرات کا خارجی و ناصبی ہونا ابھی ظاہر ہوا کہ نہین وکل ذلک باقرار
علمائکم السنیہ اب بھی اگر کوہر صدف عصمت و طہارت و خذف کوی کفر و ضلالت
نور آسمان و زمین و تیرہ درون بے یقین مین نہ فرق کیجئے تو آپکا قصور ہے ۵ گر نہ بیند بروز
شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔
مدعا مین مامون صاحب سیف صارم اور اوسکے جواب کی آیات بینات سے نقل اوتاری ہے بصفحہ
۴۷ سطر ۲ لغایت صفحہ ۴۸ سطر ۱۰ اسکا جواب مشرحا محرف بحرف ترکی بہ ترکی جلد ثالث رمی الجمرات
مین بصفحہ ۱۵۱ مرقوم ہے ملاحظہ ہو اور اگر کچھ حوصلہ ہو تو اوسکی رد کیجئے کہ جواب اوسکا عرض ہو۔ کیونکہ ایک
ہی بات کو ہر دفعہ پریچانا اور بھڑونکی طرح اپنی کہنا دوسرونکی نہ سننا دیوانونکا کام ہے اگر کچھ بھی آپنے
اوسمین اصلاح دی ہوتی تو مین ضرور اوسکی مرمت کرتا۔

مولوی صاحب کو اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ شیعہ شیخین کو کافر منافق بھی کہتے ہیں اور پھر بظاہر مظہر اسلام و مقر احکام بھی مانتے ہیں۔ مگر افسوس اونکو یہ نہیں معلوم کہ اسمیں شیعہ نے قصور ہیں۔ کیونکہ خدا و رسول نے منافقون کو بھی اہل اسلام سے قبول کیا ہے ولکن قولوا اسلمنا اسوجہ سے مظہر اسلام کہتے ہیں۔ باقی رہا مقر احکام پس بطوع و رغبت نہ تھے بلکہ بخوف و رہبت تھے۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے علما منافقین و مولفۃ القلوب کو بلکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور عقبہ والے بارہ منافق کو جو عازم قتل رسول تھے صحابی و مسلمان کہتے ہیں قاتلان عثمان بھی صحابی و مسلم کہے جاتے ہیں قاتل امیر تو آپکے یہاں صرف مسلم ہی نہیں ہے بلکہ مجتہد علی الاطلاق تھے منکرین زکوۃ بھی مسلم کہلاتے ہیں جنکو مرتد کا خطاب دیا گیا تھا حتے کہ مسیلمہ کذاب بھی اہل اسلام سے تھا اور ابتک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اصابہ میں ہے قتل بردالمذکور مسیلمہ بالیمامۃ و قتل ابنہ شبیب مسلمین ص۳۱۸ یعنی قتل کیا بردمذکور نے مسیلمہ کو یمامہ میں اور اوسکے بیٹے شبیب کو کہ دونو مسلمان تھے۔ پس اگر شیعہ شیخین کو بھی نہیں لوگونکی طرح مسلمان کہتے ہیں تو کیا بیجا کرتے ہیں کیا وحشی قاتل حضرت حمزہ کی برابر بھی شیخین آپ مسلمان نہیں سمجھتے؟ بہرکیف اب مطلع صاف ہو گیا ہے نکاح کا نہ واقع ہونا یقیناً ثابت ہو چکا ہے مجھے بھی اگر آپ انکو کافر کہیں تو کوئی عذر نہیں۔

اب میں آپکو آیۃ اللہ العلامہ صاحب استقصا کی عبارت کا مطلب سمجھا دوں جو کو سلیس ہے مگر فارسی ہے کہ مولوی حیدر علیصاحب نے منتہی الکلام میں اپنے مجذوبانہ طرز میں اسکا دعوی کیا تھا کہ شیعہ شیخین کو کافر حقیقی جانتے ہیں مثل مشرکین یہود و نصاری کے جو مقابلہ اسلام بولا جاتا ہے نہ بمعنی کفر نفاقی۔ اس دعوی بی بنیاد کے ثبوت میں جب کچھ نہ بنی۔ کوئی قول کسی عالم کا بصراحۃ اس مادہ میں نملا تو یہ ترکیب نکالی کہ خوارج و نواصب حسب روایات شیعہ کافر ہیں لہذا ناصبی وہ ہے جو معاویت اہل بیت طاہرین کا اعلان کرے پس ناصبت شیخین جنہوں نے خانہ زہرا جلایا فدک چھینا وغیرہ جو کل امور بہ اعلان ہوئے ثابت ہوئی تو کفر بھی انکا ثابت ہوا۔ اور کافر سے عقد مومنہ جائز نہیں تو نکاح اسماء بنت عمیس ابوبکر سے ناجائز ٹھہرا جب نکاح ناجائز ہوا تو ولادت محمد بن ابی بکر بیزنا ہوئی نہ بنکاح۔ یہ خلاصہ ہے کفش دوز کی تقریر کا باین غرض کہ روایت نسبت محمد بن ابوبکر کو جو سراالعالمین امام غزالی میں بھی موجود ہے باطل کریں اور اولاد الزنا ہونا ثابت کریں۔

اسی تقریر کے جواب مین وہ عبارت صاحب استقصا سے ہے جو محاطب نے نقل کی جسمین اوس علامہ اعلی اللہ
مقامہ نے کل تقریر مولوی حیدر علی کو تسلیم کر کے حسب فہم اونکے بتا دیا کہ جب تم نا صبیت مین اخلاقا
کو حسب روایات شیعہ قبول کرتے ہو۔ اور اعلان بعداوت اہل بیت بذریعہ احراق خانہ و غصب خلافت و فدک
وغیرہ مانتے ہو تو یہ امور بعد رحلت رسول اللہ ہوئے اور نکاح اسما کا قبل اسکے ہوا جسکو تم
ظہور یا اعلان نہوا تھا تو پھر صحت نکاح مین کیا عذر کر سکتے ہو اور محمد بن ابی بکر کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت کر
سکتے ہو اذا فات الشرط فات المشروط دیکھو یہ قدرت حق تھی کہ اوس علامہ نے کیسی مختصر تقریر سے شیخ اول
کی نا صبیت و کفر کو بھی قبول کیا جسکے آپ مدعی تھے اور پھر محمد بن ابی بکر کا حلال زادہ ہونا بھی اوسی تقریر سے
ثابت کر دیا والحق یعلو ولا یعلی علیہ و. الشبہات لا یستلزم التحقیق
مولفا صاحب! شیعون نے بیشک یہ تصور کیا ہے کہ مسب دعوی مولوی حیدر علی شیخین کا کفر ملی حد
بمقابل اسلام ہے نہین قبول کرنے کسی غرض سے ہو۔ مگر آپ تو فرمائیے کہ ولید بن عبد الملک نے
آپ پر کونسا احسان کیا ہے جس سے وہ مسلمان کہلایا حالانکہ اوسنے خود اپنی بیٹی سے زنا کیا قرآن کو تیر
باران کیا چاک پیتا شراب کے حوض مین ڈوبا رہتا خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی تیاری کی اپنی
لونڈی حالت نشہ مین زنا کر کے اوسکو آپکو گونکا امام بنایا کہ نے اوسکے پیچھے صبحکی نماز پڑھی نیز
جس اصول سے آپلوگ اسکو مسلمان کہتے ہین اور خلیفہ مانتے ہین لو نہین اصول سے شیعہ بھی شیخین کو ظاہر
الاسلام کہتے ہین قول موثوق صـ۴۶ بائی جو اب زیر این تکرار کا بیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اصول کافی
مین بھی متعلقین بخلافت بروایت زبیر بکار مہ تصعیف روایت منقول ہے الی آخر ما قلتم چنانچہ اسی تضعیف کی
اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے شائد نزھہ اثنا عشریہ مین کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہے کہ مین نے نزھہ
نزھہ وقت تحریر موجود نتھا جو دیکھا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصحیح کتب کے ہے اول یہ
حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکھتے ہین اونہین الفاظ سے حضرت امام صادق
سے مروی ہے اور دلیل صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علیہ الرحمہ کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکھا ہے
عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد از ان کتابے نیست و اگر مذہب
اثنا عشری حق است آن کتاب حق است انتہی بلفظہ اور مواعظ حسنیہ مین ساتھ ان الفاظ کے فرمایا
ہین کتاب کافی کہ مذہب شیعہ کتابے معتمد تر از ان نیست سو ایسی کتاب کی روایات کو ان شیعہ نہ ماننا

دفع الوثوق اگر آپنے آقا بلاقر مولوی کرار علیصاحب مرحوم مین بتاسی اپنے مقتدایان دین کا ذمین
وفادرین وخائنین واثقین خیانت نہین کی ہو تو مین خوشی سے کہتا ہون مولویصاحب مرحوم کو اسجگہ اشتباہ
ہوا غلطی سے اونہون نے زبیر بن بکار کو راوی حدیث کا فی سمجھا ہو جس سے کافی کو کوئی تعلق نہین۔
اصلیت اسکی کلام جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ مین مذکور ہوئی کہ وہ ناصبی رواۃ اہل سنت سے ہو اوسی نے
اس روایت عقد کو اولاً وضع کیا ابو محمد یحیی علیہ اوس سے اس روایت کو نقل کیا یہی وجہ اشتباہ ہوا مینے
بھی خود اصابہ سے روایت اس نابکار کی نقل کی ہو اور اوسکا وضاع وکذاب ہونا ظاہر کیا جناب علامہ
محمد بن شہر آسوب علیہ الرحمہ نے بھی اوسکی طرف اسکی نسبت دی ہو چنانچہ مناقب مین فرماتے ہین ام کلثوم
الکبری تزوجہا عمر علی روایۃ الزبیر بن بکار وھو خبر ضعیف وکانہ
اشتبہ علی الرواۃ اسم ام کلثوم لان عمر کان قد خطب ام کلثوم بنت
حرب البطیحاء یعنی بروایت زبیر بن بکار عقد حضرت ام کلثوم کا عمر سے ہوا حالانکہ یہ روایت
محض ضعیف ہو وجہ اسکی وہی اشتباہ رواۃ ہو کہ ام کلثوم کا نام شتبہ ہوا راویون پر کیونکہ عمر نے خطبہ کیا تہا
ام کلثوم بنت حرب بطیحی سے انتہے افسوس کہ یہ عبارت نسخہ مطبوعہ سے بتحریف اہل سنت ساقط
کر دیگئی ہو بہرحال معلوم ہوا کہ اصل راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہو اور سنیون کے یہان یہ روایتین
ہین نہ شیعون کے یہان۔ اس عبارت سے یہی تحقیقات جناب فخر المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ
دامت برکاتہ کی قدر معلوم ہوئی کہ جو تحقیقات اس علامہ نے کی ہو وہ مطابق ہو تحقیقات علمای متقدمین
شیعہ کی کہ قدیم الایام سے علمای شیعہ کو اس واقعہ سے تحقیقاً انکار ہو گو جواب تسلیمی کے لئے بطور فرض محال
قبول کر لیا ہو۔ شاید ام کلثوم بنت حرب مین بھی کچھ تصحیف ہوئی ہو کیونکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے
عقد عمر بہ اتفاق روایات اہل سنت ثابت ہو کما مر۔

اب اسکے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ علامہ محمد بن شہر آسوب علیہ الرحمہ کس درجہ اور کس پایہ کے عالم ہین
علمای شیعہ سے کہ آپکے عالم علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی وافی بالوفیات مین فرماتے
ہین محمد بن علی بن شہر آسوب السروی المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القرآن ولہ ثمان
سنین وبلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

علم القرآن والغریب والنحو ووعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبه وخلع
علیه وکان بهی المنظر حسن الوجه والشیبة صدوق اللهجة ملیح المحاورة واسع
العلم کثیر الخشوع والعبادة والتهجد لا یکون الا علی وضوء اثنی علیه
ابن ابی طی فی تاریخه ثناء کثیرا فی سنة ثمان وثمانین وخمسمائة
ترجمہ محمد بن علی بن شہر آسوب جنکی کنیت ابو جعفر سروری مازندرانی اور لقب رشید الدین ہے
شیعہ تھے اور شیوخ شیعہ سے تھے حفظ کیا اکثر قرآن کو حالانکہ اوسوقت سن اونکا آٹھ برس تھا اصول
شیعہ مین درجہ کمال کو پہونچے تھے اور دراز ملک سے لوگ اون کے پاس آتے بعدہ علم قرآن اور غریب نحو مین
سب پر مقدم ہوے مقتفی باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ مین انہون نے منبر پر وعظ کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا
اور خلعت دیا خوش منظر اور خوبصورت تھے صدوق اللہجہ تھے ملیح المحاورہ واسع العلم تھے نہایت
درجہ خاضع وخاشع عابد تھے ہمہ وقت باوضو رہتے ابن ابی طی نے اپنی تاریخ مین انکی بہت توصیف کی ہے
وفات انکی ۵۸۸ مین ہے مجد الدین فیروز آبادی نے کتاب البلغہ مین اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات
اللغویین والنحاۃ مین اور شمس الدین داودی مالکی نے طبقات المفسرین مین بھی اسی مضمون صداقت
مشحون کو بکمال شرح وبسط لکھا ہے اور اپنی کتابونکو اس اسم مبارک سے مزین کیا ہے جو سب علماے اہل سنت
سے تھے دیکھو حبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ صفحہ ۵ اب تو آپکو معلوم ہوا کہ درحقیقت زبیر بن بکار ہی
اس روایت عقد کا راوی ہے اور اوسی کے افترا نے یہ سب آفت برپا کی ہے یہ بھی آپکو اس سے معلوم
ہوا ہوگا کہ درحقیقت شیعونکے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے ورنہ اگر کوئی روایت شیعونکے یہان
ہوتی تو جناب علامہ صاحب مناقب ضرور اوس روایت کو لکھتے اور اہل سنت کی روایت کی اونکو ضرورت
نہوتی اسیطرح جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ بھی اون روایتون سے بیخبر نہ رہتے جو انکار فرماتی ہین۔ کیونکہ
کوئی عاقل ایسا نہوگا جو فریق مخالف کی اون روایتونکی قدح کرے جو خود اوسکی روایات مقبولہ کے موافق
ہو۔ یا امر واقعی سے بنا بر دوسرونکی روایتون سے انکار کیا جاے اور اپنی روایتونکے بارے مین کوئی کلام
نکرے۔ تو معلوم ہوا کہ درحقیقت فرقہ شیعہ کے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے خواہ صحیح ہو
خواہ ضعیف جو کچھ ہے وہ اہل سنت کے یہان جنکی حالت مذکور ہوئی باقی رہا اس روایت کا کافی مین
موجود ہونا پس اسکو مین پہلے لکھ چکا ہون کہ ان الفاظ سے نہ کافی مین ہے نہ دیگر کتب حدیث مین جو

اصول ہین مثل تہذیب و من لایحضرہ و استبصار وغیرہ کے اور جس عبارت سے ہی خواہ وہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی
سنداً صحیح نہین رواۃ اوسکی ممدوح ہین اسیوجہ سے صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ نے اس جملہ سے "بشرط صحت
روایت و محفوظ بودن آن" اسکی تضعیف کی اور مینے کچھ مفصلاً گذارش کیا اور معنی بھی وہ نہین ہین جو آپ
سمجھے ہین جیسا کہ مذکور ہوا تو اب نزہہ اور مصائب النواصب اور مواعظ سنیہ کی عبارتون کی نقل کرکے
ازالۃ الغین سے تجرد کھانیکی آپ کو ضرورت نرہی کیونکہ وہ سب تسلیمی جواب ہے بنا بر تسلیم و قبول روایت
منقولہ اہل سنت جسکی اب ہمکو ضرورت نرہی کہ تحقیقاً لغویت اس واقعہ کی ثابت کردی بعد اقرار اکثر اہل سنت بین
عبارت اور جسکے ہمنے تقسیم احادیث کافی بلکہ تعداد ہر قسم کی لکھدی تو مخاطب کا بہ تتبع کفش و دوردستے
صحت کل احادیث کرنا ثابت نہین ہے تو کیا ہے۔

قول ہر لوثوق صفحہ دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب مین اس حدیث کو چند جگہ جہان
بحث فاروق اور ام کلثوم کی ہے لکھا ہے ترجمہ اسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون "اما خامسہ
بواسطہ انکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول فرجی است کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست
اور پھر اسی بحث مین کہا صاحب قول استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح فرماتے ہین۔ خبر دادہ اند ما را جماعتی از مشائخ ثقات ما
از ایشان جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی است از احمد بن فضال از محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر
ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجی است کہ غصب کردہ شد از ما۔ اور
جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہے اوس جگہ فرماتے ہین چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی
آخرہ کما مر ذکرہ۔ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین۔ در باب عقد حضرت ام کلثوم
اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب ما ذکر کردہ اند
کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بہ مرافعت بسیار و امتناع تا این کہ حضرت امیر ملجا شدند و امر حضرت کلثوم
را التعویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہ چہ تعجب مولانا حیدر
علیہا صاحب معارضہ مین صاحب نزہہ کے ازالۃ الغین مین لکھتے ہین تضعیف این روایت از
عجائب توہمات است زیرا کہ این حدیث از حضرت امام صادق صدیق رضی اللہ عنہ خود در کتاب
کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سبزواری
و ماخذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علماے امامیہ مضمون آنرا در دعاہاے الہی و سعادت سیاست پناہی کہ جناب

امیر اتفاق فرمودہ بودند در مقام اعتذار از جناب شان آوردہ گفتہ اند کہ از ہمین جہت امیر المومنین بر فلان سکونت ورزیدند و گرد ممانعت خلیفہ ثانی و قتل و قتال او نگردیدند و بہتک ناموس قبول نمودند پس چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ این الفاظ در طرق امامیہ در جہ صحت و ثبوت ندارند و اہل سنت در انتساب آن بمذہب تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک

رفع الوثوق میں ہمکو قول قاضی صاحب کو جواب طلب نہین کیونکہ وہ اوسی روایت منقولہ اہل سنت کو بجنسہ قبول و تسلیم کرتے ہین اور اصل کافی سے نہین ملاتے جس سے بطلان بیان اہل سنت اور عدم صحت روایت ظاہر ہو اب چونکہ مقابلہ اوسکا اصل کافی سے کر لیا گیا ہے اور ہر طرح سے غلطی اوسکی ثابت کیگئی تو اوسکے جواب کی ضرورت ہی باقی رہی دوسری روایت جسکو جناب قاضی صاحب نے استغاثہ سے نقل کیا ہے اور مولوی صدر علی نے قاضی صاحب سے تو البتہ اسکی جانچ ضروری ہے کیونکہ یہ روایت صاحب استغاثہ مسلسل السند ہے اور کافی سے نہین منقول ہے تو اب بعد روایت ٹھہری مگر افسوس کہ استغاثہ اس وقت پیش نظر نہین ہے جو اصل عبارت کا مقابلہ کیا جائے تاہم اس روایت کی سلسلہ مین چار راوی ہین اول جعفر بن محمد بن مالک کوفی دوم احمد بن فضل سوم محمد بن ابی عمیر چہارم عبد اللہ بن سنان اب ہر ایک کی حالت کتب رجال مین ملاحظہ ہو جسپر باتفاق فریقین یہ ثابت ہے کہ صحت روایت کا مدار اوی اول کی نسبت منتہی المقال مین ہے جعفر بن محمد بن مالک بن عیسی بن سابور مولی اسماء بن خارجہ بن حصین الفزاری کوفی ابو عبد اللہ کان ضعیفا فی الحدیث قال احمد بن الحسین کان یضع الحدیث وضعا و یروی عن المجاہیل و سمعت من قال کان ایضا فاسد المذہب والروایۃ ولا ادری کیف روی عنہ شیخنا النبیل الثقۃ ابو علی بن ہمام رحمہ اللہ الا ابن حصین وزاد بعدا کوفی قال جشن و بعدا فی الحدیث ثم قال اہتم زاد و قال غمز انہ کان کذابا متروک الحدیث بمرۃ و کان فی مذہبہ ارتفاع و یروی عن الضعفا و المجاہیل و کل عیوب الضعفا مجتمعۃ فیہ و قال الشیخ جعفر بن محمد بن مالک کوفی ثقۃ و یضعفہ قوم روی فی مولد القائم اعجیب و اظہر منہ ہو ہذا المشار الیہ فعندی فی جملتہ توقف و لا اعمل بروایۃ و فی نسم ما نقلہ و فی سرلہ کتاب النوادر اخبرنا

بہ جماعۃ عن التلعکبری عن ابی علی بن ہمام عنہ وفی نعق حکم الشیخ بوثاقتہ
ونقلہ التضعیف عن قوم دلیل علی تاملہ فیہ وعدم قبولہ وھو النظر اقول
فی کتاب الاستغاثۃ فی بدع الثلثۃ حدثنا جماعۃ عن مشایخنا الثقات منھم
جعفر بن محمد بن مالک الکوفی فتد بر وفی مشکا ابن محمد بن مالک عنہ محمد بن
ترجمہ جعفر بن محمد بن مالک غلام آزاد کردہ اسماء بن خارجہ کوفہ کے رہنے والے ضعیف ہین حدیث مین
احمد بن حسین کا قول ہو کہ وہ حدیث وضع کرتا تھا پوری طور پر اور روایت کرتا ہو مجاہیل سے یہ بھی مینے
سنا ہو کہ وہ فاسد المذہب والروایۃ تھا۔ نہین معلوم کیونکر روایت کیا اوس سے شیخ جلیل ابو علی بن ہمام
اور ابو غالب زاری نے کہا غضایری نے کہ وہ کذاب اور متروک الحدیث ہے کلیۃً اور اوسکے مذہب مین ارتفاع
ہے اور روایت کرتا ہو ضعفا و مجاہیل سے کل عیوب ضعفا کے اوسمین مجتمع ہین کہا شیخ نے کہ جعفر بن
محمد ثقہ ہو اور قوم نے اوسکی تضعیف کی ہو روایت کیا ہو مولد قائم سے عجیب روایتون کو پس اوسکے
حدیث مین توقف ہو اور نہین عمل کرتا ہون اوسکی روایت پر حکم کرنا شیخ کا بہ ثاقت اور نقل کرنا تضعیف کا
قوم سے دلیل ہو اسکی کہ شیخ کو اوسکی روایت مین تامل ہو مصنف کہتا ہو کہ کتاب استغاثہ فی بدع الثلثہ
مین ہو جعفر بن محمد بن مالک کوفی سے روایت ہو صفحہ ۱۸۱

پس اس عبارت سے نہ صرف کذابیت و وضاعیت و متروکیت و فاسد المذہب والروایۃ ہونا اس راوی
کا معلوم ہوا بلکہ خود اس روایت کا جو استغاثہ مین منقول ہو موضوع و غلط ہونا ثابت ہوا اور واقعا تعجب
ہے کہ کیونکر ایسے فاسد المذہب فاسد الروایہ سے ایسی روایت قبول کیگئی راوی دوم احمد بن فضل
واقفی ہو جسکی روایت عموماً قابل وثوق نہین کما فی منتہی المقال صفحہ
راوی سوم محمد بن ابی عمیر کیحالت سابقاً مرقوم ہوئی اور اونکو رواۃ مین بھی احمد بن فضل نہین ہین اسکے
علاوہ واسطہ درمیان جعفر بن محمد وصاحب استغاثہ منقطع ہو تو کیونکر ایسی روایت پر اعتماد ہو سکتا ہو
خصوصاً درصورتیکہ وضاعیت و کذابیت اس راوی کی بخوبی ظاہر ہوئی۔

واقعا یہ قصہ عقد سیدہ مظلومہ کچھ ایسا عجیب و غریب قصہ ہو کہ جہانتک اسکی چھان بین کیجاے تحقیقات
واقعی سے کام لیا جاے تو سراسر اس واقعہ کی بے اصلیت و لغویت ظاہر ہوتی سنی شیعہ کسیکی
روایت بھی صحیح نہ ملی جسپر عاقل متدین کو وثوق و اعتماد ہو سکے یا اوسپر اعتبار کر سکے۔ سنیون کی

سنیونکی روایتین تو سا بقدر قوم ہوئین اور روایۃ و درایۃ اونکا موضوع و باطل ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ شیعونکی روایتین
جو اہل سنت نے پیش کین خواہ وہ الحاقی ہون یا کسی طور کی اونکی حالتین بھی ظاہر ہوئین کہ کل روایتونکی
دیوار ایسی رتیلی زمین پر قائم ہے جو ہوا کے جھونکے کو بھی سنبھال نہ سکے چہ جائیکہ تحقیقات کی سیل کو اڑسکے
ان سنیونکے غل غپاڑے ناحق کے شور ہنگامے نے شیعونکو ایسا مجبور کیا کہ ان روایات واہیہ کو انہون
نے قبول کیا اور روایت کی حالانکہ خود علماے رجال لکھتے ہین نہین معلوم کیونکر روایت کیا ایسے متروکین
وکذابین سے اسکے بعد پھر مامون صاحب نے مواعظ حسنیہ سے وہ روایت نقل کی جسمین حضرت عباس
کی وکالت سے عقد کا ہونا مذکور ہے جسکی حالت پہلے مذکور ہوئی کہ یہ روایت اہل سنت ہے اور بلا سند ہے
جسپر فریقین سے کسیکو اعتبار نہین۔ مولوی حیدر علی کی عبارت بھی بجواب ترکہ نقل کی ہے کہ تضعیف
این روایت از عجائب توہمات است یہ عبارت بھی متعلق ہے اوسی حدیث غصبیت سے جسکی حقیقت
ظاہر ہو چکی افسوس ہے کہ یہی مولوی حیدر علی صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ صحاح ستہ کی متفقہ روایت کو بمقابلہ
ما ثبت بالستہ و شیخ عبدالحق باطل کرین کیونکہ صحیحین خلفاے امیر کا نہ بیعت کرنا چھ مہینہ تک مذکور ہے اور
شیخ عبدالحق اول روز خلافت بکری پر بیعت علوی کے ناقل ہین اسیطرح فدک و حدیث قرطاس کو جو بعدد
تفرق سے صحیحین مین تین یا سات جگہ پر مرقوم ہے باطل اور موضوع ٹھہرائین حالانکہ صحت صحیحین اونکی یہان
باجماع و تواتر ثابت ہے اور صحت کتاب اللہ پر معنی مقدم ہے۔ مگر یہان برعکس اوسکے شیعونپر ظلم کیا جاتا ہے
کہ کافی کو اونکے یہان اصح الکتب بتلاتے ہین جسکا ایک عالم بھی قائل نہین کیونکہ خود اون علماے جو تقسیم ان
احادیث کافی کی کی ہے تعداد تک ہر قسم کی بیان کر دیگئی۔ اور اس روایت کا اصل کافی مین نہونا اور جن الفاظ
سے ہے وہ صحیح نہین۔ اسپر بھی یہ زبردستی کہ نہین اسکو صحیح مانو صرف زبردستی ہے اگر مرد میدان ہوتے
تو پہلے اقوال علما بصحت تمامی احادیث کافی پر جیسے علماے شیعہ ہزارون اقوال نقل کرتے ہین۔ اسکے بعد
ہر راوی کی توثیق علماے شیعہ کی زبانی بیان کرتے بعدہ خاص روایت کی صحت یا تواتر جیسا کہ علماے شیعہ مشکر
اللہ مساعیہم نے احادیث غدیر و منزلت و نور و تشبیہ مین قدرت خدا دکھایا نہ یہ کہ شہدونکی طرح
ایک تقریر کا لچھہ اوٹھایا اور دیوانون کیطرح بکنا شروع کر دیا جس سے خواہی نخواہی دوسرے کا دل و
دماغ پریشان ہو اور یہ کفار قریش کیطرح اپنی ضد پر اڑے رہین
یا جعفر حسین تیرے خواہانہ عرض کرتا ہون کہ اہل بیت رسول کا مقدمہ بہت ہی نازک مقدمہ ہے جسکا تعلق صرف

آخرت سے ہو دنیا کبھی اونکی مسیاد نہوئی۔ نجات اخروی البتہ اونہین کی بدولت ہو۔ تو آپ اپنی خاندانی جھگڑون یا سجادہ نشینی کی حفاظت یا مذہب کے تعصب مین ایسا نہ کیجئے جس سے قیامت کے روز بنا نہ ملے۔ دیکھئے راہ حق آپکے روبرو کشادہ ہو۔ تحقیق ہوگئی ہو اوسپر غور فرمائیے اون لوگونکی غلطیو پر نہ جائیے جنکے لئے آپکے اسلاف نے اسباب مغالطہ فراہم کئے راہ تحقیق بند کی کیونکہ کنز مکتوم مین اسکی بھی تفصیل مرقوم ہے کہ جن لوگون کو اشتباہ ہوا کیون ہوا کیا وجہ ہوئی جو ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوے ظاہر اوسکا مین یہان بھی عرض کرتا ہون جسپر غور کرنے سے آپکو بہت کچھ مدد ملیگی۔

پہلا قوی سبب اشتباہ پانچ عورتونکا ہمنام ہونا ہو جنمین سے چار کا تعلق یقینی خلیفہ سے ہو ایک ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر دوسرے زوجہ سلامیعمر تیسرے ام کلثوم زوجہ عمر وقت صلح حدیبیہ چوتھے ام کلثوم بنت ابوبکر پانچوین ام کلثوم بنت جناب امیرالمومنین علیہ السّلام اور ظاہر ہو کہ چار ہمنامونکا واقعہ پانچوین ہمنام کیطرف منسوب ہوجانا کوئی دشوار امر نہین بلکہ روزمرہ کے واقعات مین ایسے اشتباہ ہوا کرتے ہین۔ ابوحنیفہ کی باری مین مذکور ہوچکا کہ بقول حیدر علی بیس آدمی اس نام کے تھے جنکے اقوال ابوحنیفہ کیطرف منسوب ہوے جب امام اعظم کی باریمین جو مرتے تھے ہر صحبت مین ہر جلسہ مین شریک ہوتے صدہا آدمی سے اونکی شبانہ روزی ملاقات رہتی۔ باین ہمہ شہرت یہ حالت پیش آئی تو زن پردہ نشین کے باری مین ایسا ہونا کونسی دشوار بات ہو خصوصاً جب کوئی غرض بھی اونکے حال کی تحقیق کی نہو بلکہ اشتباہ کرنے یا افترا کرنیکی ضرورت ہو جب مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین داخل ہوکر درج صحیحین ہوا تو غیر صحیح روایتون مین ایسا ہونا کیا دشوار ہے

دوسرا سبب حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا بسبب عظمت وجلالت وکمال شرافت ونباہت کی مشہور ہونا کہ ہر مسلمان کم وبیش اس نام سے ضرور واقف تھا کہ یہ نواسی رسولؐ ہین۔ تو اب جسنے کوئی واقعہ متعلق نام ام کلثوم سنا۔ فوراً اوسکا خیال ادھر ہی پھرا کہ اوسی معظمہ کا واقعہ ہو کیونکہ اور چارون ام کلثوم محض گمنامی کیحالتمین تھین نہ خاندانی عزت اونکو حاصل تھی نہ کوئی ضرورت اونسے متعلق تھی۔ تو انکی گمنامی اور دختر رسول کی بلند نامی بھی جنسے عقیدت وارادت رکھنا جزو اسلام تھا اس اشتباہ کا موئد ہوا۔

تیسرا سبب اشتباہ انکا ام کلثوم بنت ابوبکر ہو جسکے انکار نے بی بی عائشہ سی مستقل مزاج کو ہلا دیا بل چل پڑ گئی کیونکہ ام کلثوم نے آخری دھمکی یہ دی تھی کہ تمنے میرا عقد اگر عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ یہ واقعہ بہت بے ڈھب تھا۔ بہو بیٹی کی بات ہو ظاہر ہو تو عمر کا اور غصہ بھڑکے۔ دوسرے فسادات

پیدا ہون اور خود بیٹی کے انکار کا نام کیونکر لیا جاے۔ چھپے تو پھر بنے کیونکر۔ غرض چپکے چپکے کارروائی کیجاتی تاہم عمر و عاص تک بلانے کی نوبت آئی۔ یہ ایک ایسا سبب اشتباہ ہوا کہ اسکے بعد تحقیق بہت مشکل ہے کیونکہ اول ام کلثوم بنت ابوبکر کے نام ہی سے اوسوقت لوگ کم واقف تھے چار پانچ برس کا اُسکا سن ہو خلافت کے بعد پیدا ہوئی۔ عوام کیا جانین۔ جب کسی نے سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی ہو شہرت کے باعث فوراً یہ خیال ہوا کہ بنت فاطمہ کی نسبت ہو جب انکار ام کلثوم کو سنا تو رہا سہا شک بھی زائل ہو گیا کہ اونہین بنت فاطمہ کا واقعہ ہو ورنہ دختر ابوبکر اور عقد عمر سے انکار کرے یعنی چہ چوتھا سبب ضطراب عائشہ ہو جنکو ایک طرف بہن کی خاطر داری دوسری طرف عمر کے اصرار بر خواستگاری نے مضطرب کر دیا جسکا ضروری نتیجہ یہ تھا کہ جناب امیر بوجوہ مذکورۂ بالا مظلوم کی حمایت کرین۔ نواب جہان چہ چہ ہوتا ہو۔ یہی کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی علی مانع ہین صغر سنی کا عذر کرتی ہین عمر کو اسپر اصرار ہے۔ اب ہر شخص کے ذہن مین یہی بات بیٹھ گئی کہ یہ سارا قصہ حضرت علی کی ہو بیٹی ام کلثوم کا ہو اب چلئے روایت در روایت ہونے لگی ہو جسکا سلسلہ بھی اس بنیاد پر ہو کہ جو کچھ سنین ایک دوسرے سے نقل کرین

پانچوان سبب اشتباہ یہ ہوا کہ عوام الناس نے جب کبھی خلیفہ کو سنا کہ ام کلثوم اپنی زوجہ کو نام لیکر پکارتی ہین یا کوئی قصہ میان بی بی کا مشہور ہوا سیا کام دھندی کو کہا۔ یا یہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمر نے ساتھ رحلت کی اور بقول شاہ صاحب جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑھی یا عبداللہ بن عمر نے۔ وغیرہ حالانکہ متعلق نام ام کلثوم۔ تو سبکو یقین ہو گیا۔ کہ یہ وہی ام کلثوم ہین جنکی پہلے خواستگاری ہوئی انکار ہوا سب ہوئے۔ آخر خلیفہ نے اونسے عقد کر لیا لڑکے ہوئے بالے ہوئے جو آخر مین مرین اور امام حسینؑ نے نماز پڑھی۔ ایک تو سلسلہ واقعات خود مشتبہ کرنیوالی تھے۔ اور وہ نشدد ات خلیفہ بھی سبکے پیش نظر تھے کہ یہی خلیفہ ہین جنہون نے گھر جناب سیدہ کا جلایا۔ یا صرف جلانیکی دھمکی دی قسم کھائی آگ لکڑی جمع کی جناب امیر کے گلے مین رسی باندھی کیا کچھ ظلم و ستم نہ کیا پھر اونکی آگی بیٹی سو اون معصومونکے نکاح کرنا کون بڑی بات ہو خلیفہ کی خاندانی حالت نے جو سبکو اوس زمانہ مین معلوم تھی اور یہی اس سونے مین سہاگہ ملایا کیونکہ ہر کمینہ مین دیکھا جاتا ہو کہ ثروت و اقتدار مالی ملنے پر اوسکو اپنی شرافت بڑھانیکی بھی ضرور فکر ہوتی ہو کہ کسی اچھے خاندان سے رشتہ ناتہ پیدا کرکے شریف بنجائین۔ خاصکر اوس خاندان سے جسکے خانہ زاد ہون اور ہمیشہ اوسکے احسان کے زیر بار ہون کیونکہ بقول مولوی نذیر احمد صاحب محسن کشی ایک فطری امر ہو جسپر طبیعت انسانی مجبور ہے

گو یہ کلیہ کلیۃً درست نہو مگر کم ذاتون بد ذاتون مین یقینی ہو غرض اس حوصلہ نے جو ہر کم ذات مین دیکھا جاتا ہے
اور بھی یقین دلایا کہ بیشک یہ واقعہ بہت صحیح ہو اسی لئے وہ حدیث کُلُّ سببٍ و نسبٍ بھی اسمین داخل
کی گئی کہ کسیکو عذر نہ ہے۔ یہ سب اسباب اشتباہ ایسے قوی اور زبردست ہین کہ بغیر توفیق الٰہی اسکا سلجھانا
مشکل ہو چہ جائیکہ بالقصد تحقیقات کی راہ مین روڑے ڈالے جائین اور سچے اصلی واقعات چھپائے جائیں اور غلط
باتین مشہور کیجائین کہ ایسی حالت مین تحقیق ہونا واقعہ کا قریب محال ہو
علماے شیعہ کیلئے یہ مقام ایسے دھوکے کا تھا کہ قیامت تک اس اندھیر جال مین پھنسے رہتے۔ اور
طلسم حیرت سے مدۃ العمر نہ نکلتے۔ کیونکہ مخالفت سلطنت کے سبب سے انکی قلیل افراد کو تاریخ نویسی کی مہلت نہین
جو ایسے واقعات تاریخی پر غور و فکر کرین۔ فکر ہی تو تصحیح عقائد و اصلاح اعمال صلوۃ و صوم کی سبب کے لئے
مخلوق ہوئے اصحاب آئمہ نے جو کتابین احادیث وغیرہ کی خود عہد جناب امیر سے جمع کرنی شروع کین بارون
مرتبہ جلائی گئین۔ دریا برد ہوئین (دیکھو حال کتب ابن ابیعمیر ذیل قدح روایت کافی مین) اب وہ اسکی اصلاح
کرین ادھر ادھر سے نقل کر کے مرتب کرین۔ یا تواریخ و واقعات کی فکر کرین جسکو نہ اصل دین مین دخل
ہے نہ فروع مین۔ مخالفین شب و روز اس فکر مین ہین کہ شیعون کی بیخ کنی کرین قتل غارت کرین اصول و فروع
کو مٹائین۔ فضیلت اہل بیت کو محو کرین خلفا کی حقیت و فضائل اور موافقت اور محبت اہل بیت کو شائع کرین
جسکے لئے کتاب الموافقہ بھی ابن سمان نے تصنیف کر دی
شیعون نے اس بارہ خاص مین بھی زیادہ تر اپنا مدار روایات اہل سنت پر رکھا جنسے پوری طور پر اہل بیت
اطہار کی حقیت اور خلفا کی مطاعن و نفاق و بغض و عداوت و کینہ ثابت ہوتی ہین۔ اب جو انکے سامنے
یہ واقعہ پیش کیا گیا جسمین وہی واقعات جور و ستم از حد بھرے ہین اور اسی ترکیب سے اوسکی ساخت
بھی کیگئی تھی۔ تو ایسی صورت مین وہ مجبور تھے نفس وقوع عقد کو پوری طور پر تسلیم کر لیتے جس سے
اور بھی ظلم خلفا و صحابہ ثابت ہو جاتا کہ غصب خلافت ہی پر اکتفا نہین کیا اسطرح کے تشددات بھی کئے
مگر فضل خدا شامل حال تھا کہ اونہون نے نہایت نفرت کی نگاہ سے ان روایات کو دیکھا۔ اور محققانہ طور پر
اسکی غلطی ثابت کر دی دیکھو عبارت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اور کلام شہر ابن آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین
اور بعض حضرات نے زیادہ کد و کاوش کی بنظر کثرت روایات اہل سنت الزامی تسلیمی جواب دیا کہ تمہاری
ہی روایت سے اور بھی ظلم خلیفہ ثابت ہو کسی نے تسلیمی جواب دیکر اس غرض کو باطل کیا جسکے لئے یہ

روایتین پیش کیجاتین یہانتک کہ خدا نے حضرت علامہ محقق مصنف کنز مکتوم دام ظلہ کو اس مسئلہ کی حل کا
الہام کیا کہ اونکی یہ بہا تحقیقات نے اہل سنت کے ہر طمع سازی کو کھولدیا اور حق کو باطل سے جدا کردیا
جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر علماے متقدمین اس واقعہ کی تحقیقات کیطرف مائل ہوتے تو بہت اچھی طرح
اسکی بیخ کنی کرتے کیونکہ جب متاخرین نے باوصف فقدان اعوان و اضعاف اسباب سامان
ایسا کارنمایان کیا تو متقدمین کو اور بھی سہل تھا مگر اونہون نے ان اعتراضونکی اسدرجہ لغویت بھی تحقیقات
کے قابل بھی نہ سمجھا جادھر کامل توجہ نفرماتے۔
مامولنصاحب ہمنے محققانہ دلائل ہر طرحسے پیش کردئے جسکے بعد عقلمند آدمی جو انصاف پسند ہوگا وہ تو
ضرور امر حق کو سمجھ لیگا اور اشتباہ علما کا قائل ہوگا خصوصاً درصورتیکہ اوسکے سامنے نظائر بھی موجود ہون
جو مذکور ہوے جسکا ایک واقعہ یہ ہے کہ امام مالک کے قائل بتعہ ہونیمین بقول رشید الدین خان کیسے کیسے
علما نے مغالطے کھاے اور مبتلاے وہم و خطا ہوے جس سے ایک بھاری جز اہل سنت کا ردی ہوتا ہے۔
باقی رہا یہ امر کہ علماے شیعہ نے جو اسکو تسلیم کیون کیا اور آیا وہ درست ہوسکتے ہین یا نہین؟ تو اسکے متعلق مین مختصر
طور پر گذارش کرتا ہون جس سے آپکی تسکین ہوجاے اور اونکی جو اونکی وقعت ظاہر ہوا سکا تو آپکو بھی اقرار ہوگا اگر
بفرض محال یہ عقد ہوا تو بخوشی نہین ہوا۔ اور اگر اقرار نہ کیجئے گا تو اون سب کتابونکو جلانا پڑیگا جنمین اس
عقد کا مذکور ہے اور اونکی موضوعیت بالاجمال و التفصیل سابقاً گذارش کی کیونکہ کوئی روایت بلا استثنا
ایسی نہین ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ عقد بخوشی منظور کیا گیا بلکہ تمام تر جبر و تشدد خود ان روایات مین
موجود ہے جسکا پہلے تذکرہ ہوا پھر بفرض محال ایسے عقد سے آپکو کیا نفع اور میرا کیا ضرر۔ آپ باخود ہاکی محبت
ثابت کرتی ہین نہ تو کیا اس عقد سے ثابت ہوجائیگا۔ ہزارہا واقعے عداوت کے ایکطرف ہون اور ایک
واقعہ عقد بالرضا کا ایک طرف تو کوئی عاقل بھی ایسی جزئی امر سے اون امور عظیمہ کو باطل کرسکتا ہے؟ ہرگز
نہین چہ جائیکہ یہ واقعہ بھی سراسر ظلم و تشدد سے مملو ہو اور اوسپر غلط محض افتراے محبت ایک سنی انصاف پسند
نے کیا اچھی بات کہی کہ بہت سے موقع ایسے ہوتے ہین کہ ارذال کا عقد کسی عالی خاندان مین کسیوجہ سے
ہوجاتا ہے اسیطرح عالی خاندانونکی نسبت ارذال کی یہان تو کیا اس سے اصلی رذالت یا شرافت مین فرق آجائیگا
جب خود خلافت آپکی اصول دین سے خارج ہو تو ان باتونکو اصول دین سے کیا علاقہ۔ دین مذہب سے غرض تو نجات
اخروی ہے اوسکی فکر چاہیے نہ ایسی جزئیات و لغویات کی۔ بہرحال جب نہ اس سے محبت ثابت ہوئی نہ ایمان

عبارت توراۃ

اونکا تو آپکو فائدہ کیا ہوا اور میرا نقصان کیا ہوا۔ جاہل عوام البتہ آپکے دھوکے مین آجائینگے۔ جنکی عزت مصنوعی
ذرہ مین زائل ہوتی ہو۔ وہ ایسی ہی عزت سبکی سمجھتے ہین کہ ذرہ سی گالی سوجاتی رہتی ہو۔ تواریخ پر نظر ڈالئے
سیر پر نظر فرمائیے۔ تو سلاطین کیا ہین انبیا پر بقول آپکے جو واقعی گذری ہین کہ پناہ بخدا قصص الانبیا مین صاف
لکھا ہو حضرت آدم کی زندگی مین اونکی بیٹی بیٹیانے زنا کیا توراۃ مین صاف موجود ہو جسکو علمائے اہل سنت محرف
لفظی نہین مانتے کہ حضرت یعقوبؑ کی بیٹی سو (عیاذاً باللہ) زبردستی زنا کیا گیا یہ عبارت توراۃ کی ہے اور دینہ
لیاہ کی بیٹی جسنے وہ یعقوب کیلئے جنی تھی۔ اس ملک کی لڑکیونکے دیکھنے کو باہر گئی۔ تب اوس ملک کے امیر
حوی حمور کے بیٹے سلم نے اوسے دیکھا اور اسے لیگیا۔ اور اوسکے ساتھ ہمبستر ہوا اور اسے بیحرمت کیا اور اس
کا جی یعقوب کی بیٹی دینہ سے لگا اور اسنے اس لڑکی کو پیار کیا اور اوسکو دلاسا دیا اور سکم نے اپنے باپ حمور
سے کہا کہ یہ لڑکی میری جورو کیواسطے لے اور یعقوب نے سنا کہ اسنے دینہ میری بیٹی کو بیحرمت کیا الی آخر ص ۳۴
حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیونکو کفار کے روبرو پیش کیا جسکا قصہ قرآن مین موجود ہو۔ دور کیون جائیے مدینہ مین
صحابہ پر یہ وقت گذرا ہو کہ ۶۳ھ ہجری مین ہزارون صحابہ کی کنواری لڑکیونکے ساتھ زبردستی فوج یزید نے زنا
کیا جس سے ہزار ولد الزنا پیدا ہوئے یزید نے عائشہ کو اپنی پلنگ پر طلب کیا۔ عبدالملک خلیفہ نے سعید بن
مسیب فقیہ اہلسنت کی اس جرم پر تعزیر کی کہ اپنی بیٹی میرے بیٹے ولید سے کیون نہین بیاہتا۔
غرض کہانتک واقعات عالم قبل اسلام و بعد اسلام کی بیان کرون جو بیانتہا ہین صدہا خلفا و علما و سلاطین
و وزرا اہل سنت کی بی بیان کفار کے قبضہ مین آئی ہین اور اسکے برعکس بھی ہزارہا واقعات ہوئے ہین
پس جب ایسے ایسے امور عظیمہ انبیا اور سلاطین و خلفا و اولیا اللہ کے ساتھ پیش آچکے ہین اور اونکی عزت
خدا داد مین کوئی فرق نہ آیا نہ اون سلاطین و خلفا نے اون لوگونکو قتل کیا نہ خودکشی کی تو کسیکو جناب امیر کے
اس مجبوری پر کہ خلاف مرضی مجبور ہوکر خلیفہ دوم سے عقد کر دیا کیونکر تعجب آسکتا ہو حالانکہ اس عقد کو
ان واقعات مذکورۂ بالا سے کوئی نسبت نہین نہ خود یہ عقد وضعی کچھ شان کا ہو جو قابل اعتراض ہوسکے بشرطیکہ
تسلیم کیجائے کہ خواستگار نسلا کیسا ہی ہو مگر قریش نے اپنی سوسائٹی مین لے لیا ہو اور ہمسری کا درجہ اوسکو
دیدیا ہو شادی بیاہ اوس سے مروج ہوچکے کہ خود رسول اللہ نے کسی مصلحت سے ہو اوسکی بیٹی سے عقد
کرلیا ہو اور داخل حرم سرا فرمایا۔ گو حقیقۃ منافق ہو مگر بظاہر اسلام مین ایسا مسلمان ہو کہ نادان مسلمانونے
اوسکو دینی دنیوی پیشوا مانا ہو بطریق خواستگاری بھی وہ ہو جو اشراف عرب مین بلکہ خواص خاندان معزز

مین مصروح ہی گو باطناً اوسکا ظلم و تشدد اس درخواست کے قبول کرنے پر مجبور کرے مگر بظاہر آرزو مندی سے
پیش آتا ہی۔ الحاصل ۔۔۔ ی کرتا ہی پس اگر ایسے شخص سے بفرض محال عقد کر دیا جائے تو عزت پر کیا حرف
آتا ہی جو لڑنے جان دینے پر تیار ہو جائین جب انبیاء و سلاطین و صحابہ اون اضیح واقعے مین ان امور کے مرتکب
نہوئے تو جناب امیر ایسے امر پر جسمین کسی قاعدہ سے شناعت نہو کیونکر ان امور پر آمادہ ہوتے
بہرحال ہماری تحقیق اس بنیاد پر نہین ہی کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہی محال ہی یا اسکے ہونے سے ہمارے عقیدہ
یا کسی اصول مین یا فروع مین خرابی پڑتی ہی چنانچہ جس علما نے تسلیم کیا ہی اونکا یہی منشا تھا۔ بلکہ ہماری غرض
صرف تحقیق واقعہ سے متعلق ہی کہ درحقیقت یہ واقعہ ہوا یا نہین عام اس سے کہ مضر شیعہ ہو یا نہو۔ مفید اہل سنت
ہو یا نہو جسکو بحمدہ تعالیٰ ہمنے بخوبی ثابت کر دیا کہ ہرگز اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہین ہی یا علما اہل سنت کو اشتباہ
ہوا ہی کہ چار آدمیونکے مختلف واقعات کو ایک ہمنام کی سرگذشت پا ہی یا دیدہ و دانستہ ایسی وضعی روایتین
بنائین جس سے اہل بیت رسالت کی اور خلیفہ کی دونون کی توہین ہو کہ شیعے بسبب توہین خلیفہ قبول کرین اور
اہل سنت بسبب توہین اہل بیت طاہرین جسمین اونکو بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ اگر وہی دھیمی یا لسی علمائے اہل سنت کی
اس زمانکے علما برتے جاتے تو شاید آجتک یہ قصہ اسی دھندلی حالت مین رہتا۔ مگر اپنی حماقت سے اہل سنت
نے اسپر ایسا زور دینا شروع کیا کہ بس اسی پر دار و مدار حقیت اہل سنت ہی جسکا اثر یہ ہوا کہ سرآمد محققین اعلام
مولانا الحکیم علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات کی کہ قیامت تک
اوسکا جواب اہل سنت سے محال ہی کہ خلاصہ اوسکا کنز مکتوم فی حل عقدام کلثوم مدار برس سے تمام عالم کو کنز ہدایت
سے فیضیاب کر رہا ہے فقولوا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
اس تقریر متین کے بعد ضرورت کسی دوسرے بیان کی نہ تھی مگر بعض بعض گل بوٹے مامور صاحب کے
باغمین بخیال اونکی شاذ باقی ہین لہذا اوسکے متعلق بھی مختصر اعرض کرتا ہون۔

قول موثوق صہ ۵ اس عبارت ازالۃ الغین سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی
و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کو جو قریب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبرئیل
امین ساتھ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تھے حیث تعالقلوب ملای مجلسی کی موجود ہے
بسبب طوالت کے نہین لکھتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و سیدہ و امامین علیہم الصلوۃ والسلام کا
بوصایت لکھتے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر از جبرئیل کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ تا کہ بتک

حرمت تو خواہند کرد۔ بعد تھوڑی فاصلہ کے فرماتی ہین پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ اشنیدم
از حضرت جبرئیل امین بیہوش شدم و بر روے افتادم و گذاشتم کہ بے قبول کردم و راضی شدم ہر چہ تمنک حرمت
من کنند۔ بعد اسکے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہین حضرت فرمود بے
واللہ جمیع انچہ کردند کہ دران نوشتہ بود۔

رفع الوثوق آپکے انداز کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ وصیت نامہ رسول کے منکر ہین مدارج النبوۃ جلد دوم مین
ملاحظہ ہو یہ آخری جملہ ہو اوس وصیت کا "کہ اے علی جب دیکھو کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تو چاہئے کہ تم آخرت
کو اختیار کرو۔ صلہ ۲۱۱ تشفی

آپ غور فرمائے خلفا کا دنیا اختیار کرنا اور جناب امیرؑ کا آخرت اختیار کرنا ایسا ہادی فقرہ ہو کہ اوسمین
غصب فدک و خلافت و جملہ و بردستم سے کہ قتل امام حسین بھی داخل ہو آپنے کیا آپکے بزرگ حیدر علی نے
لفظ تمنک عزت و حرمت سو صرف اس عقد کو داخل وصیت سمجھا ہو یہ سمجھ کی خوبی ہو کہ اسیری اہل بیت
اطہار و دیگر مصائب بے شمار تو داخل تمنک حرمت نہون اور صرف یہی عقد داخل تمنک حرمت ہو۔ خدا
عقل دے اور کیا کہون جناب من آپکے علما کے فتواؤن سے ایسے غیر ممکن الوقوع عقد کا تذکرہ بھی تمنک
حرمت ہی جہان وقوع کیونکہ ایذاے اہل بیت رسول حرام ہو خواہ اس عقد کے ذریعہ سے ہو یا اسکے تذکرہ کے ذریعہ سے
باقی فضول گوئی کا جواب بے سود ہو

قول موثوق صلہ۔ آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطر ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہون صدہا اور
ہزار ہا روایتین اور حدیثین اس سے زیادہ اشنع و اقطع کتب حضرات شیعہ مین موجود ہین

نالے دو چار سناؤن تمھین کے سے ایسے ؛ سنے ہون کبھی تمنے لب نے سے ایسے

دو ایک روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے
حق مین عدم طیب ولادت کی روایت بزبان امام حافظ عن جنابہ ملا مجلسی حیات القلوب مین فرماتے ہین
کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ حضیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب
و عبد اللہ ابناے عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس ازان بیم رسید زبیر با عبد المطلب
دعوی کرد و بر خاش برآمد کہ این کنیز از مادر بمیراث رسیدہ بہت تو بے رخصت او با او مقاربت کردی
و این فرزند کہ بیم رسید یعنی عباس تبندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد وی فرستاد

کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسے
کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نشینند و در ہیچ امرے با ما شریک نشود حصہ نبرد پس باین مضمون نامہ نوشتہ
شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد آئمہ علیہم السّلام بود باقی روایات گلوبندی و آتش زدگی و در افگنی
و کلد کوبی و محسن کشی کی آپکی کتب معتبرہ مذہبی مین ایسے مشہور اور معروف ہین کہ خود جناب نے بھی بعض کا
اعتراف کیا ہے۔ کیا غصب کی روایت سے یہ روایتین آپکے نزدیک درجہ اور رتبہ مین کم ہین۔ کیا ان غلط اور بے اصل
روایتون سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہین ہوتی ہے زیادہ کہانتک عرض کروں کہ
ادب مانع ہے ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم ؎ پر ہو نہین تنکو یسی یون لاگ سی جیسے باجا۔ اک ذرا چھیڑئیے پھر دیکھئی کیا ہوتا ہے

دفع الوثوق۔ دو ایک کہنا تو محض غلط ہے یہ وہی حیدر علی والی ہنڈیا ہے جسے آیات بینات والے نوش کیا اب
فضلا اوسکا اپکا حصہ ہے افسوس ہے کہ جب خود ملا مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کی تضعیف و غرابت فرماتے ہین
تو اوس سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس روایت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حضرت عبد المطلب نے
اپنی زوجہ کی لونڈی پر بلا اجازت کل ورثہ تصرف کیا۔ ممکن ہے کہ شریعت سابقہ مین یہ جاری ہو یا بحق تولیت
یا بخیال اذن فحوائی متصرف ہوئی ہون جس سے صحت ولادت مین کوئی کلام نہین ہو سکتا اب اپنے بیہا کی روایتون
پر غور فرمائیے جسکی نخشر اسکا نمایان ہے چنانچہ علامہ ابن خلکان جلد اول وفیات الاعیان مین رقمطراز ہین
والقرّیۃ بکسر القاف وتشدید الراء وتشدید یاء المثناۃ من تحتہا وبعدہا
ھاء وھی ام جشم بن مالک بن عمرو وکان عمرو المذکور قد تزوجہا فلما مات تزوجہا
ابنہ مالک فاولدھا جشم بن مالک المذکور والقرّیۃ فی اللغۃ الحوصلۃ وبہا
سمیت المرءۃ قال اھل العلم بالانشا لما تزوج مالک بن عمرو المذکور القریۃ
اسمہا جماعۃ کما تقدم فی اول الترجمۃ اولدھا جشم جد ایوب بن القریۃ المذکور
وکلیبا وھو جد العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ من جھۃ امہ فان
امہ نتیلۃ بضم النون وقیل نتلۃ بفتحہا بنت خباب بن کلیب بن مالک المذکور
فالعباس من اولاد القریۃ بھذا الاعتبار صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر یعنی قریہ مان نے
جشم بن مالک بن عمرو کی اس عمرو نے قریہ سے عقد کیا جس سے جشم بن مالک پیدا ہوا اور کلیب جو جد مادری
حضرت عباس بن عبد المطلب کا کیونکہ مادر عباس نتیلہ یا نتلہ بیٹی جناب کی ہین جناب بیٹے کلیب کے پس عباس

اولاد قریہ سے شہر ہی اس اعتبار سو۔ اب یہ فرمایئے کہ روایت شیعہ مین زیادہ تفضیح ہے جسمین حلت کی بہت سی صورتین ہین یا اس روایت مین اہل سنت کی جسکا کوئی علاج نہین۔

مامونصاحب مایہ تو حضرت عباس ہین جنکی تفضیح بہسری خلیفہ دوم آپکے یہان یون ہوگئی۔ اپنے اون روایات پر غور فرمایئے جسمین قدح نسب جناب ساقیآب مذکور ہی کہ خلیفہ دوم والا نقشہ ہو بہو یہان بھی کھینچا گیا ہی جسکے سننے یا دیکھنے کی کسی مسلمان کو تاب نہین نہ مین اوسکا زیادہ تذکرہ کرونگا مگر اتنا سن لیجئے کہ ملا محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ اثبات ابوین رسول اللہ کے بارہ مین تصنیف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے تالیفات تصنیفات سے دنیا مملو ہوتی۔ دیکھو کنز مکتوم صہ ۱۶۵ مجملاً جو علما آپکو لکھتے تھے وہ تو لکھتے ہی تھے اب یہ نوبت آگئی کہ مخصوص رسائل بھی اسبارہ مین تصنیف ہونے لگے!

یہ امر متعلق نسب تھا اور اطلاق کفر آبا کرام سرور انام پر تو آجتک آپکے یہان یقینا اعتقاد مین داخل ہی جسپر ابن حجر کو بہت غصہ آیا ہی چنانچہ بعد تحقیقات بسیار درباره ایمان آبا کرام انبیا عظام فرماتی ہین کہ از پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے قرآن مین آزر پر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل ہونا ضرور ہی اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قایل ہوئے کہ حقیقۃً آزر باپ تھے (حضرت ابراہیم کے) نہ چچا پس اونہون نے ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات پوری نہ کی اسمین مسابلہ اور سستی کی انتہی اور شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ مین فرماتی ہین و متاخرین اثبات کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا بودہ از دنس شرک و کفر کنز مکتوم صہ ۱۶۵

بہرکیف جب آپکے علمانے ایسے امور مین بھی تحقیقات کی جو داخل اصول دین ہی تو علمائے شیعہ کی تحقیقات انیقہ پر کہ اونہون نے اس روایت کی قلعی کھولدی ضعیف و غیر معتبر بتایا کس منہ سے منہ آتی ہین حالانکہ حضرت عباس نہ رسول ہین نہ امام ہین نہ خلیفہ بقیہ تقریر کا جواب فضول ہی کیونکہ روایات گلوبندی و آتش زدگی و دراگنی و لکڈ کوبی و محسن کشی وغیرہ وغیرہ روایات اہل سنت سے اسطرح ثابت ہین کہ کسیکے چھپائے نہین چھپتا نہ اون روایتونکا احصا اس مختصر مین ہوسکتا ہے تشیید المطاعن چھپ چکی ہی ملاحظہ فرمایئے قول موثوق صہ ۔ باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف اور متین ہی میرا اعتراض کہ جو سابق عرض کرچکا ہون ایسا نہین کہ جناب اوسکو دفع کرین ہر ملحد اور زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت

اپنے اکابر کے دیکھتا ہے اپنے گھر میں ایک شخص کا نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھ سکتا ہے اس کہنے سے کیا یہ نام بیجا مقبول خلائق نہو وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیرؑ کے سب اقوال و افعال نص الٰہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار تھا تو کیوں نہیں وقت احراق بیت فاطمی یا گلبندی یا محسن کنعنی کی ایک معجزہ مثل جنینہ بحران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات اسیر ہوتے یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھیں اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے ع رشتہ دیگر رگ جگر دگر ہست۔ لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علیصاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہوں اگر این قطب امامیہ در سانحہ سقط شدن محسن وزدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات را از بنان خویش یا قدما بخود بر می آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ کلدکوب نشدہ بودند و این صدمہا بران جنینہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز مرتضوی بود کہ یکی از جنینہ بصورت فاطمی متمثل گردید و ہرگز ندزے کہ رسید بادر سید در روز سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر بر آوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر آسیبے نرسید طوق ولایت و اعتقاد قطبیت را وندی را بگردن خود می انداختم و بہ یقین میدانستم کہ این شخص از زمرہ حضرات رفضہ بولای اہل بیت مصطفوی مستغنی است کہ این غوائل و الواث را بسوی اہل بیت و سلالۂ ایشان یعنی جناب امیر کہ بر اصول شیعہ بہ عصمت آن جناب باقی میماند و نہ عدالت بلکہ حرفے در دین و ایمان میرود باز نمیگرداند و این حضرات را ازین امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس نقصانے کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب ہست ہمین ہست کہ دُم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود ہندو آنرا یکی از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحبدلی گفت کہ در حسن و جمالش سخنی نیست مگر افسوس کہ دُم ندارد اگر بفرض بقول مجتہد صاحب آپکی مانا بھی جائے کہ۔ ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ باید دانست۔ تو سنیون بیچارون نے کیا قصور کیا ہے جو اپنے خلفا راشدین کے فعل کو منصوص من اللہ اور ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ نہ سمجھیں کہ جنکی شان مین خطاب ستطاب یون وارد ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی و محسن کشی و در آتشگنی و غصب خلافت و غیرہ یہ سب ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ باید دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے مفقود ہے کما لا یخفی علی من تتبع اسفارنا ثفتکم کیون جناب یہ بھی ہمارا ہی بسقدر ذلیل و ناشائستہ باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف آئمہ معصومین کے کرتے ہین وہ سب باتین منصوص الٰہی

بھجاتی ہین بالفرض ہمنے مانا کہ وہ باتین منصوص الہی ہی ہین وہ سب آپکو واسطے منصوص ہونگی یا دوسرے لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کے ہوتا ہو اُسمین تو یہ شرط مندرج ہو کہ ہنتک حرمت تیری کرین کرنے دنیا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ وثاق جناب امیر سے لیا یہانتک کہ فرشتونکو گواہ گردانا اب فرمائیے کہ جنیہ کے بھیجنے مین تو ہنتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف حکم خدا اور رسول واقع ہوا ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو + صد بار اگر نظر زدہ باریک بین نگاہ۔

دفع الوثوق سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست۔ واقعی آپکی سمجھ سے یہ بات باہر ہو جو ایسے امور مین تفرقہ کرسکین کیونکہ آپ نہ قول خدا کیلئے کوئی مصلحت قرار دیتے ہین نہ کسی حکمت کو مانتے ہین۔ نہ رسول و آئمہ کی مصالح کا آپکو اعتقاد ہو پھر کیونکر اسکو سمجھیے۔ اہل بیت اطہار کے سوا دنیا بھر کے فاسق سے فاسق کی کرامت آپکے سامنے بیان ہو سب پر آمنا و صدقنا فرمائیگا۔ ادھر اہل بیت کا نام آیا کہ کان کھڑے ہوئے ہان یہ کیونکر ممکن ہو وہ کیونکر ہو سکتا ہو۔ جو روایت مولوی کرامت علیصاحب مرحوم نے نقل کی ہو اسمین صرف اسیقدر ہو کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اسکا قائل ہو وہ گمراہ ہو کیا جناب امیر اسپر قادر نہ تھے کہ قائل ہو جاتے درمیان خلیفہ اور دختر اپنی کے پس بچا لیتے ام کلثوم کو اسی جملہ پر آپکا یہ زور شور ہو

اصل عبارت کتاب الخرائج والجرائح کی یہ ہو عن ابی بصیر عن جذعان بن نصر قال حدثنا ابوعبد الله محمد بن ابی مسعدہ قال حدثنا محمد بن اسمعیل عن ابی عبد الله الزبیبی عن عمر بن اذینة قال قیل لابی عبد الله علیه السلام الناس یحتجون علینا ویقولون ان امیر المومنین زوج فلانا ابنته ام کلثوم وکان متکئا مجلس وقال یقولون ذالك ان قومًا یزعمون ذلك لایهتدون الی سواء السبیل سبحان الله ما کان امیر المومنین یقدر ان یحول بینه وبینها فتنقض اتکاءه ولم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی علی بنته ام کلثوم فابی علی فقال للعباس یا عم الله لان لم یزوجنی لاترعن منك السقایة وزمزم فاتی العباس علیه السلام فابی علیه فاتی العباس فلما رای امیر المومنین مشقة کلام الرجل علی العباس وانه سیفعل بالسقایة ما قال ارسل امیر المومنین الی جنیه فاتاه بها فامر ان یهودیة یقال لها سخیفه بنت حریزیة فامرها

فتمثلت بمثال ام کلثوم وبعث بها الی الرجل فلم یزل عنده حتی انه
استراب بها یوما فی الارض اهل بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان
یظهر ذلک للناس فقتل وحوت المیراث وانصرفت الی بخران واظهر
امیر المومنین علیه السّلام ام کلثوم۔ ترجمہ ایک شخص نے عرض کی خدمت امام
جعفر صادق علیہ السّلام مین کہ اکثر لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے فلان شخص سے اپنی بیٹی
ام کلثوم کا عقد کر دیا اوسوقت حضرت امام تکیہ لگائے بیٹے تھے یہ سنکر اوٹھ بیٹھے اور فرمایا جو ایسا گمان کرتا ہو
وہ گمراہ ہو راہ حق کی ہدایت نہین پاتا۔ سبحان اللہ کیا حضرت امیر قادر نہ تھے اسپر کہ مانع ہوتے اس عقد سے اور
بچا لیتے اپنی دختر کو۔ در دنگہ ہین وہ لوگ جو اسکے مدعی ہین اور ہرگز وہ امر واقع نہوا جو کہتے ہین کہ فلان نے
خواستگاری کی حضرت ام کلثوم بنت علی کی تو انکار کیا جناب امیر نے۔ اوسنے کہا عباس سے کہ اگر علی نے
عقد نکیا اپنی دختر کا تو منصب سقایہ حاج وزمزم کو تمسے منتزع کر لینگے۔ حضرت عباس نے جناب امیر سے
اس مادہ مین گفتگو کی جناب امیر نے انکار کیا۔ عباس نے الحاح کیا جب جناب امیر نے دیکھا کہ کلام اوسکا بہت شاق
ہو عباس پر اور یہ ضرور یہ منصب منتزع کر لیگا تو ایک جنیہ یہودیہ کو اہل بخران سے بلوایا جسکا نام سخیفہ بنت
صریہ یہ تھا وہ بشکل حضرت ام کلثوم متشکل ہوئی اور بھیجدیگئی اور بھیادیگئین ام کلثومؑ نظرون سے۔ وہ جنیہ
ایک مدت تک اوس شخص کے پاس رہی یہانتک کہ ایکروز اوسکو شک گذرا اور کہا کہ دنیا مین بنی ہاشم سے
بڑھکر کوئی ساحر نہین ہو وہ چاہتا تھا کہ اس راز کو ظاہر کرے کہ قتل ہوا۔ وہ عورت میراث اپنی لیکر بخران چلی گئی
بعد اوسکے ظاہر کیا علی علیہ السّلام نے ام کلثوم کو انتہے۔ یہی اصل روایت ہو جسکو مین نے کتاب انوار الجوامع
سے نقل کیا اب اسکی حالت ملاحظہ فرمایئے جسکو مین تین بحثونمین عرض کرتا ہون کیونکہ اہل سنت کا اعتراض
تو اسیر مدتون سے چلا آتا ہو مگر علما و اعلام شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نہ کی الا جناب لسان المتکلمین مولانا السید
علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات واقعی فرمائی ہو
کہ جسکے بعد پھر کسی مخالف و موالف کو جای دم زدن نرہی اوسی کتاب سے خلاصہ کر کے مین یہان عرض
کرتا ہون۔

بحث اول جواب تحقیقی یہ ہو کہ اولاً یہ کتاب معجزات آئمہ کے باری مین ہو جسمین صحت کا التزام نہین ضعاف
بھی داخل ہین مصنف اسکو شیخ اجل قطب الدین راوندی ابو الحسین سعید بن ہبۃ اللہ بن المتوفی سنہ ۵۷۳ھ

درمیان انکے اور راوی اول ابوبصیر کے سلسلہ ساقط ہی جس سے نہین معلوم ہوسکتا کہ واسطہ اس روایت کے کیسے راوی ہین۔ جناب شیخ نے اوس کتاب کا حوالہ دیا ہی جس سے یہ روایت نقل کی کہ اوسکی حالت کتب رجال مین دیکھی جاے کیونکہ فریقین کی روایت کی جانچ کا دارومدار رجال پر ہی کہ راویون کا اعتماد سے اوس روایت کی صحت معلوم ہوتی ہی ثانیاً راوی اول۔ ابوبصیر نام مشترک ہے پانچ یا چار یا تین آدمیون مین جنمین غفاری بھی ہین ممدوح بھی اسوجہ سے علمانے حکم عام دیا ہی کہ جس روایت کے سلسلہ مین ابوبصیر ہون وہ روایت ضعیف ہے قابل اعتماد نہین عبداللہ مکنی بہ ابوبصیر ممدوح نہین لیث بختری مکنی بہ ابوبصیر کے بارہ مین اختلاف ہی چند روایتین مذمت مین وارد ہین۔ شمارا نکا اصحاب امام جعفر صادق مین ہی یحییٰ بن ابوالقاسم خداوازدی واقفی بھی اسی کنیۃ ابوبصیر سے مکنی تھی اسدی کی وفات ۱۵۰ھ مین ہی مقدوح وممدوح انمین غیر ممیز ہین توضیح المقال صہ ۲۳۰ منتہی المقال صہ ثالثاً باقی رہی جذعان بن نصر محمد بن مسعدہ محمد بن عیسویہ بن اسمعیل ابی عبداللہ الزینی کا پتہ کتب رجال مین باوصف تفحص وتلاش نہین ملتا جو واسطہ ہین درمیان ابوبصیر وعمر بن اذینہ کے جسکے لئے منتہی المقال امل الامل توضیح المقال کی زیارت کرنی پڑی۔ نان عمر بن اذینہ راوی ثقہ مین صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اونکو رواہ یہ لوگ ہین۔ ابن ابی عمیر صفوان حسن حذیہ احمد بن ہشیم احمد بن محمد بن عیسے عثمان بن عیسے اسمعیل بن دراج حماد بن عیسے جس سے معلوم ہوا کہ ابی عبداللہ زینی اس سلسلہ رواۃ مین نہین ہین رابعاً جبکہ ابوبصیر وعمر بن اذینہ جو دونو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے متحد یا متقارب الزمان تھے تو اتنے وسائط سے روایت کرنا محض خلاف عقل ہے واسطے بھی کیسے جو سب مجہول الحال ہین کہ ایک کا نام بھی کتب رجال مین نہ ملے۔ پس ایسی روایت بے سروپا ہے کہ جسکا نہ ابتدائی سلسلہ درست ہی کیونکہ مصنف خلاج وابوبصیر مین کوئی واسطہ نہین ہی نہ انتہائی۔ کیونکر کوئی عاقل متدین منصف استدلال کرسکتا ہی اور محققانہ راے والونکو کیا نفع پہونچ سکتا ہی خصوصاً جبکہ تمامی علماے امامیہ کا عام حکم ہو کہ تحقیق واقعہ مین نہایت درجہ غور وفکر لازم ہی اور بغیر تحقیق واقعی حکم نہ لگانا چاہیے تو یہ روایت کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہے۔

دوسری بحث معنی ومطلب روایت مین ہی جسمین خود اہل سنت کو مغلطہ ہوا یا عمداً دھوکھا دینا چاہتے ہین کیونکہ روایت مذکورہ باوصف اختلال سند وعدم صحت کسیطرح مفید اہل سنت نہین ہی نہ اصل واقعہ پر

کوئی اثر پڑسکتا ہو۔ اسلئے کہ اگر اسمین کلام معصومؑ ہو تو صرف اسیقدر کہ "جو قائل ہو بوقوع عقد وہ گمراہی
ہدایت سوا راالسبیل سے محروم ہو" جسپر شیعہ سنی دونوکو ایمان لانا لازم ہو۔ بعد اسکو جو مضمون متعلق واقعہ کے
اوسمین دو احتمال ہو۔ ایک یہ کہ جملہ ان فلانا سے جملہ مستانفہ شروع ہو۔ تب تو یہ مطلب ہونگے کہ اصل
واقعہ یہ ہو اور دوسرا احتمال جو قوی ہو وہ یہ ہو کہ یہ جملہ تحت نفی لم یکن ما قالوا مین داخل ہو کہ جو اسکو
قائل ہین کہ اسطرح عقد ہوا وہ بے اصل ہو۔ تو اب یہ مقولہ اہل سنت ٹھہرا جسکی تکذیب امامؑ فرماتے ہین کہ نہین
ہوا وہ جو کہا ہو اون لوگون نے کہ عمر نے خواستگاری کی الخ کیونکہ اگر یہ بیان امام ہوتا کہ اسطرح ہوا تو اتنا
اسقدر فرماتے والاصل فی ذلک ان الخ یا اور کوئی لفظ جو اس مطلب کو واضح کرتا۔ چنانچہ موید اس
احتمال کا یہ امر بھی ہو کہ اس قسم کی حکایات و روایات اہل سنت ہی کے بیان زیادہ مانی گئی ہین چنانچہ مسند
امام احمد بن حنبل مین ہو عن عبد اللہ بن جعفر انہ زوج ابنتہ من الحجاج بن یوسف
فقال لہا اذا دخل بک فقولی لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش
العظیم والحمد للہ رب العالمین وزعم ان رسول اللہ کان اذا حزنہ امر قال ہذا
قال حماد فحدثت انہ قال فلم یصل الیہا ص۲۰۶ جلد اول ترجمہ عبد اللہ بن جعفر سے
روایت ہو کہ اونہون نے عقد کر دیا اپنی بیٹی کا حجاج بن یوسف سے تو کہا اپنی بیٹی سے کہ جب داخل ہو حجاج تو یہ
دعا پڑھنا لا الہ الا اللہ الخ کیونکہ جب رسول اللہ کو کسی امر کا غم ہوتا تھا تو اسکو پڑھتے تھے حماد
راوی بیان کرتا ہو کہ مجھے خیال ہو کہ عبد اللہ نے یہ بھی بیان کیا پس نہ پہونچ سکا حجاج اوس لڑکی تک۔
جس سے معلوم ہوا کہ حسب روایت اہل سنت حجاج نے بھی مجبور کر کے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد
کیا مگر عبد اللہ نے اوس سے عزت بچانے کیلئے یہ دعا تعلیم کی اور وہ محفوظ رہین۔
یہ دونون روایتین ایک ہی سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہین فرق اسیقدر ہو کہ عبد اللہ بن جعفر نے بذریعہ
دعا و تعویذ جان بچائی۔ اور جناب امیرؑ نے جنیہ کو ہمشکل بنا کر کیونکہ حضرت خلیفہ رسول ہین اور یقینی حاکم
جن و انس۔ تو اب واضح طور پر معلوم ہوا کہ دوسرا احتمال قوی ہو کہ جناب امامؑ نے اس مقولہ اہل سنت کی تکذیب
فرمائی کہ ایسا نہین ہو جو وہ کہتے ہین۔
اور چونکہ کوئی دوسرا واقعہ مماثل اسکا شیعونکی یہان نہین پایا جاتا۔ نہ اور کسی کتاب حدیث مین یہ روایت
منقول ہوئی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کی یہان بہت سے واقعات اسطرح کے احادیث مین منقول ہین

ہین۔ تو اور بھی اس احتمال کو قوت ہوئی کہ حضرت اسکے اس مقولہ کی نفی فرماتی ہین کہ ایسا نہین ہو سکتے ہین کہ یون ہوا۔

معلوم ہوتا ہو کہ حضرات اہل سنت جن جن خلفا و حکام کی خوشخواری و سخا کی و تسلط کو امور سلطنت مین زیادہ پاتے ہین اونکے لئے یہ بھی لازم سمجھتے ہین کہ خاندان رسالت کو بعد قتل و غارت ایسا ذلیل کرین کہ مجبور کر کے اونکی بیٹیون سے عقد بھی کرلین۔ اسیوجہ سے عمر عبد الملک حجاج مصعب بن زبیر کو ایک ہی ذیل مین شمار کیا کہ دو کو داماد علی قرار دیا اور حجاج کو عبد اللہ بن جعفر کا جو برادر زادہ امیر المومنین اور ابن عم رسول تھے حالانکہ صرف احمد بن حنبل ہی اس روایت مین متفرد ہین اور کوئی شریک نہین بلکہ بتصریح عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب عبد اللہ بن جعفر کے صرف بیس بیٹے تھے از قبیل ذکور بیٹی کوئی تھی ہی نہین اور نایخ کامل و اصابہ وغیرہ مین بھی کہین ان امور کا وجود نہین آسپر حیرت افزا یہ امر ہو کہ اگر خاندان رسالت مین کوئی کفو نہ تھا اور اہل سنت کے اکابر سے ایسا ارتباط تھا تو کیا بخز ان خلفا و حکام کے اولاد صحابہ مین یا علما و زہاد مین بھی کوئی ایسا نہ تھا جس سے یہ نسبت ہوتی یا ان خلفا و حکام کی بہن بیٹیان آنحضرت کے عقد مین آتین جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ محض خیالی خوشامد یا بخیال تشدد و ظلم ان لوگونکی یہ روایتین بنائی گئین۔ آپنے کنز مکتوم مین دیکھا ہوگا کہ ابن خلدون نے واقعہ عباسہ خواہر ہارون رشید و جعفر برمکی مین کیسا شور و غل مچایا ہو کہ ایک عجمی کا (گو وزیر اعظم ہی کیون نہو) خلیفہ وقت کی بہن سے کیونکر عقد ہو سکتا ہے۔ یہ کیون؟ صرف اسوجہ سے کہ ہارون رشید بادشاہ تھا عباسہ شاہزادی تھی خلیفہ کی بہن تھی پھر اوسکی حمایت کیونکر نہ کرین گو سراسر خلاف واقع خلاف اجماع مورخین ہو مگر اہل بیت رسول کے بارے مین یہ اختراعین زبان ہوتی ہین! افسوس!۔

ہان خوب یاد آیا یہی مسند امام احمد ہو جسمین وضعی روایت عقد حجاج کی مذکور ہو مگر کہین اس عقد حضرت ام کلثوم کا نام بھی اوسمین نہین جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو امام صاحب اسکی روایت سے کب چوکتے کیونکہ حدیث رسول بھی اسمین موجود ہی اور فضیلت خلیفہ وقعیت مذہب اہل سنت بھی کما بیش عمون جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ واقعہ عقد حجاج کے برابر بھی اسکا وزن نہین نہ کوئی اصلیت ہو۔ گو اہل سنت نے اس قسم کے موضوعات ایذا دہی خدا و رسول و توہین اہل بیت طاہرین کیلئے بنائے ہین مگر جو حضرات مصداق لیذھب اللہ عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا ہون اونکا یہ افتراؤن سے

کیونکر ثابت ہو سکتی ہو کیا خذاوند واللہ مستمر تو صاہ ولو کرہ المشرکون انکو حق مین نہین فرمایا ہو؟
برعکس مقصود اہل سنت ان واقعات سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ حضرت عمر و عبد الملک و حجاج و مصعب
لیکہی دہ کہ لوگ ہین جسمین کسی شیعہ کو بھی عذر نہوگا۔ بلکہ ایک گونہ یہ لوگ خلیفہ سے افضل ٹھہرے کیونکہ ان لوگونکے
عقدمین وہ اصرار و انکار نہین منقول ہو جو عقد حضرت عمر مین خود اہل سنت نقل کرتی ہین جس سے معلوم ہوا
کہ انکی رذالت و خباثت بقیہ حضرات سے بڑھی تھی۔ یا یون سمجھئے کہ جب عقد عمر بمجبوری یا کسیطرح گوارا
کر لیا گیا تو پھر دیگر حضرات مین کیا عذر ہو؟

اس افراط سے جو اہل سنت زاخترا پر داری شروع کی تو اوسکا یہ بھی لازمی نتیجہ ہو کہ اس عقد سے جو اثبات ایمان
و فضیلت و موافقت خلیفہ دوم یا اہل بیت اظہار کیا جاتا تھا۔ وہ غلط ٹھہری کیونکہ جب وہی شرف عبد الملک
و حجاج کو بھی ملا ہو۔ (جنکو کوئی سنی ہمسر خلیفہ دوم نہین مانتا) تو صرف خلیفہ دوم کا ایمان و فضیلت
اس ذریعہ سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہو فان العلۃ مشترکہ بینہما اب دو ہی صورت ہو یا وقوع عقد کو
مستلزم شبوت ایمان نہ جانین یا سبھونکو ایک درجہ کا مومن عادل قبول فرمائین غرز ہر طرف کہ شود کشتہ شود ہلا
یہ سب تقریر بھی بر بنیاد فرض و تسلیم ہو ورنہ مین سابقا بیان کر چکا ہون کہ واقعہ عبد الملک بتصریح علامہ ابن
اثیر غلط ہو اور واقعہ عقد حجاج بتصریح عمدۃ الطالب باطل اور واقعہ عقد مصعب بتصریح صاحب مشارق
الانوار لغو اور واقعہ عقد عمر بتصریح ذہبی و جوزجانی و سبط ابن جوزی موضوع ہو کما مر مرارا۔

بہر حال چونکہ اس قسم کے لغویات اہل سنت ہی کے یہان پائے جاتے ہین کہ بذریعہ دعا تعویذ بلی کی جان ایسی
خونخوار دن سو بچائی جاتی ہو تو کیا عجب ہو واقعہ موضوعہ عقد عمر مین بھی ان لوگون نے کوئی بہتنی یا چڑیل
ٹھہرائی ہو جس سے تو مین اہل بیت بھی نکلے اور عقد عمر بھی ثابت ہو جسکی تکذیب مین امام علیہ السلام فرماتے
ہین نہین ہو وہ جو کہا ان لوگون نے کہ خطبہ کیا فلان نے تا آخر

تیسری بحث بعد قطع نظر کے ان امور سے یہ ہو کہ اگر روایت کو ہم تسلیم کر لین۔ تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس صورت
مین کیا قباحت لازم آتی ہو کتنے محالات پیدا ہوتے ہین جسکے لئے یہ تمہید امر تنقیح طلب ہین

(۱) آیا تشکل جنات بصورت انسان ممکن ہو کہ نہین؟ (۲) جنات محکوم ہو سکتے ہین؟ (۳) ایسے واقعات
اور کسیکی نسبت بھی قبول کئے گئے ہین۔

پہلا امر یقینی ہو کہ تمامی حکماء و اسلام نے جنات کی یہی تعریف لکھی ہو کہ وہ اجسام نامیہ ہوائیہ ہین

جو چھوٹے بڑے ہو سکتے ہین اور ایک [redacted] دوسری صورت مین آ سکتے ہین - ہماری گفتگو یہان اون مسلمانون سے ہی جو مطابق قرآن وحدیث وجود جنات کے قائل ہین - نہ اون نیچریون سے جو وجود جنات کو محال سمجھتے ہین - حالانکہ پیر و مرشد اونکے سرسید احمد خان بہادر صاف صاف فرماتے ہین - ہم اپنی تفسیر مین بیان کر چکے ہین

اور پھر بیان کرتے ہین کہ ہماری پاس اس بات سے انکار کرنیکی کوئی دلیل نہین ہی کہ سوای موجودات مرئی ومحسوس کے کوئی ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو رسالہ تفسیر الجن صہ ۳۶ باقی رہا دوسرا پیشوا وہ بھی روایات کثیرہ اہل سنت سے منقح ہی کہ علاوہ دیگر انبیا کے خود حضرت رسول سے جنات نے ملاقات کی ہی اور احکام مانز بین ایمان لائے ہین جسپر قران گواہ ہی یہانتک کہ امام ابن حزم محلی مین فرماتے ہین من ادع الاجماع فقد کذب علی الامہ فان اللہ تعر قد اعلمنا ان نفرا من الجن امنوا وسمعوا القرات من النبی م فہم صحابۃ فضلاء فمن این للمدعی اجماع اولئک اصابہ صہ کہ جو شخص اجماع کا دعوی کرے اوسنے افترا کیا تمامی امت پر کیونکہ خدا نے ہمکو خبر دیدی ہی کہ کچھ لوگون نے جنات سے ایمان قبول کیا اور سنا قران کو نبی م سے پس وہ جنات بزرگان صحابہ سے ہین تو اب کونسی مدعی اسکا کیونکر دعوی کر سکتا ہی کہ ان سب نے اجماع کیا - پس جب جنات کا وجود ایسا یقینی ہی کہ بسبب اونکی شرکت کسی چیز مین یا اجماع کا دعوی کرنا باطل ہی تو پھر کس سنی کو اونکے وجود سے انکار ہو سکتا ہی گو ابن حجر کو اس رای سے گونہ اختلاف ہی مگر وجود جنات تو یقینی ہی چنانچہ امام شعرانی صاحب الیواقیت الجواہر مین فرماتے ہین المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن ووجوب الایمان بہم وذلک باجماع اہل السنۃ سلفا وخلفا علی اثباتہم مع نطق القران وجمیع الکتب المنزلۃ بہم وہم من الخلق الناطق یاکلون ویتناکحون ویتناسلون صہ ۱۲۳ یعنی بحث بیسوین مین وثبات جن مین ہی اور ایمان لانا اونکا ساتھہ واجب ہی کیونکہ اہلسنت نے از سلف تا خلف اجماع کیا ہی اور قران اور جمیع کتب منزلہ اسپر گواہ ہی اور وہ خلق ناطق ہین کہ کھاتے ہین اور نکاح کرتے ہین اور توالد وتناسل ہوتا ہی - یہان پر شعرانی نے تیس سوال وجواب لکھے ہین جنمین تعاہد وتناسل وغیرہ کا طریقہ بھی لکھا ہی منجملہ اوسکے یہ بھی لکھتے ہین کہ شیخ ابوطاہر فرماتے ہین ضرور ہی کہ ہر قسم جنات سے وقت تمامی خلقت جب چاہے ایک صورت اوسکی زائل ہو جاوے اور دوسری شکل مین متشکل ہو جو اول صورت سے مشابہ نہو بلکہ یہ بھی لکھا ہی کہ جنات کا متشکل ہونا باشکال مختلفہ ویسا ہی جیسا کہ بہلوگ لباس کے مختلفہ

پہنچتے ہین خود شعرانی کو بار ہا یک جن کے کی شکل مین مترنبہتر سوال در بارہ توحید لیکر آیا تھا جسکو
فراش نے جانا کہ واقعی کتا ہی اوسپر مسجد کو دھلوایا اور شعرانی نے اون سوالونکا جواب لکھا اوسکا نام
کشف الحجاب والران عن وجہ مسئلۃ الجان رکھا۔ اور لواقح الانوار القدسیہ مین تو بہت سے واقعات
اپنے جنات کے ملاقات اور گفتگو وغیرہ کو لکھے ہین۔ تو پھر نہ معلوم کونسی سنی کیونکر وجود جن کا منکر ہو سکتا ہی۔
ہان وہ جنات صحابہ جنکی عدم شرکت سے دعوی اجماع کسی مسئلہ پر باطل ہو اونکے اسامی گرامی بھی علامہ ابن حجر
عسقلانی نے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین لکھے ہین اور اونکو صحابی قرار دیا ہی ایضاً جنی صہ ۱۲۷ احقب جنی صہ ۳۵
اور سن جنی صہ ۴۲۴ ارقم جنی صہ ۵۰ اسی ذیل مین یہ اسما لکھے ہین سلیط وشامر وخاضر وحسا ومسا (لسا)
و لجم وارقم ولورس وخاضر جلد ۱ اصابہ
پس جب وہ ایمان لاتے ہین احکام خدا اور رسول مانتے ہین امام شعرانی سے مسائل دریافت کرتی ہین تو واقعی
اولیاء اللہ کو احکام کے بجا آوری مین کیا عذر ہی چنانچہ صدہا واقعات اونکے قتل وقید کے جو جناب امیر
علیہ السلام کیطرف منسوب ہین کتب اہل سنت مین بھری پڑی ہین دیکھو شواہد النبوہ ملا جامی۔
باقی رہا تیسرا مرحلہ جس سے پہلے دونون مرحلے بھی طے ہون پس اسکے ثبوت مین تو واقعی جدا جدا کتابین
مستطاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم سے نقل کرتا ہون جس سے امید ہی کہ اہل سنت کی تسکین ہو جائے
اور واقعات جلد ہفتم پر منحصر ہین۔
پہلا واقعہ محی الدین عربی امام اہل تصوف کا ہی جنکے سجادہ نشینی کا فخر ہمارے مخاطب کو حاصل ہی اسنے جو
اسکو مقدم کیا محی الدین عربی کا نام محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی ہی صاحب کتاب فصوص الحکم
وغیرہ المتوفی فی ۶۳۸ امام تقی الدین ناقل ہین کہ محی الدین کے سامنے بمقام دمشق نکاح جنیہ کا تذکرہ
ہوا۔ تو محی الدین نے کہا محال ہی کیونکہ انسان جسم کثیف ہی اور جنات روح لطیف۔ تو اب جسم کثیف کا تعلق
روح لطیف سے کیونکر ہو سکتا ہی کچھ دنون بعد دیکھا کہ محی الدین کے سر پر زخم کا نشان ہی سبب پوچھا تو کہا
کہ ہمنے ایک جنیہ سے عقد کیا تھا اوسکے ولی اور ولادین ہوئین ایک روز ہمسے اور اوسکو س سے کچھ قصہ ہوا جسپر اوسنے
ایک بڑی ہاری جسسے یہ زخم ہوا اسکے بعد وہ چلی گئی اور اسکے بعد پھر نہین دیکھا الغرض نبہانی کتاب مین ابن رافع نے طبقات الصوفیہ
سے نقل کیا ہو یہ قصہ ہمکو دکھایا۔ میرے نزدیک محی الدین عمداً مرتکب کذب نہین ہوا خاید کسیوقت اوسکو ایسا
خیال ہوا ہو میزان الاعتدال صہ ۳۰۱ افسوس کہ اول اور اوسکا حال نہین معلوم ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہ کیا ہوئے۔

دوسرا واقعہ عالم حنفی کا ہے جنکی تقلید مخاطب کو ہے اور اب اس رسالہ کی تصنیف سے طبقہ علماء میں داخل ہوا چاہتا ہے قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی حنفی المتوفی ۷۴۵ھ ناقل ہیں کہ ایک سفر میں میں اپنے والد کے ساتھ گیا تھا بارش کی وجہ سے مغاور میں سونا پڑا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی جاگ رہا ہے بیدار ہو کر دیکھا کہ ایک عورت میانہ قد جسکے ایک آنکھ ہے طول میں کھڑی ہے۔ اوس عورت نے کہا خوف نہ کھا تم میری لڑکی سے عقد کر لو جو حسن میں مثل ماہ شب چاردہ ہے میں نے مارے خوف کے منظور کیا حلی غیرۃ اللہ اس اثنا میں بہت سے مرد آئے جنکی صورت اوسی عورت کی سی تھی کہ سب کی آنکھ طول میں تھی۔ کوئی قاضی بنا کوئی گواہ بنا نکاح پڑھا کر چلے گئے بعد اوسکے وہی عورت ایک حسین لڑکی کو لائی جسکی آنکھ بھی ویسی ہی طولاً تھی چھوڑ کر میرے پاس چلی گئی جس سے میرے خوف اور دہشت زائل ہوئی اور بھی ترقی کی ہم ڈھیلے مار مار اپنے ساتھیوں کو اوٹھاتے ہیں مگر کوئی نہ اوٹھا۔ یہانتک کہ کوچ کا وقت آیا سب نے کوچ کیا وہ لڑکی میرے ساتھ رہی مفارقت نہیں کرتی تین روز یوں ہی گذر گئے چوتھے روز پھر وہی پہلی عورت آئی اور کہا معلوم ہوتا ہے تجھے یہ پسند نہیں مفارقت چاہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں اوسنے کہا اچھا طلاق دیدے میں نے طلاق دیدیا وہ چلی گئی جسکے بعد پھر میں نے اس قصے کو قاضی بدرالدین حنفی نے نظام المرجان میں لکھا ہے اور ابن حجر نے اضافہ کیا ہے اور قاضی شہاب الدین نے خود جلال الدین سے سنا یہ بھی کہا کہ ہم بستری بھی ہوئی کہا نہیں۔ دیکھو فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ ہجری۔

تیسرا واقعہ نعیم بن سالم کا ہے جو رواۃ اہل سنت سے ہے جس سے محمد بن مخلد رعینی اور احمد بن علیلی تستری اور عبدالغنی بن رفاعہ وغیرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ طحاوی یونس بن عبدالاعلی سے ناقل ہیں کہ نعیم بن سالم مصر میں آیا ہے ہمنے اوسکو سنا کہ وہ کہتا تھا ہمنے ایک عورت جن سے نکاح کیا تھا پس نہ رجوع کیا طرف اوسکے

میزان الاعتدال جلد دوم ص۲۶۱

چوتھا واقعہ یہ تین واقعے تو خلفاء ثلثہ کی مدد کے مطابق مرقوم ہوئے خلیفہ رابع اہل سنت حضرت معاویہ کے نام پر بھی ایک واقعہ لکھتا ہوں یہ بھی واقعہ صحیح بخاری ہے کہ ہند ہند یا زنا کرتی تھی جسپر وہ سنگسار کی گئی ابو عمر صاحب استیعاب لکھتے ہیں وہ دو نوں قسم جنات تھے دیکھئے کنز مکتوم۔

پانچوان واقعہ بنام خلیفہ خامس اہل سنت یزید بن معویہ ہے کہ ابھی تک تو مرد و نکا تعلق عورت جنیہ سے مذکور ہوا ہے اب اسکا دلشا دیکھئے کہ خود ایک صحابی کی جورو کے ساتھ ایک شیطان ملوث تھا چنانچہ علامہ ابن حجر انا دمرو بن ہرمز کے ذیل اصابہ لکھکر یہ قصہ نقل کرتے ہیں قال انی کنت مع کسری فارسلنی فی بعض امورہ فخرج

ثم قدمت فاذا شیطان خلفنی فی اھلی علی صورتی فعبد الی فقال شاطرطنی علی ان یکون لی یوم ولک یوم والا اھلکتک فرضیت بذالک اصابہ ص۲۰۷

یعنی کسری نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا تہا جب وہان سے پلٹا اور گھر پہونچا تو دیکھا ایک شیطان میری صورت بنے میری اہل پر متصرف ہی جب اُسنے مجھے دیکہا تو کہا شرط کر کہ ایک روز تو رہے ایک روز مین ورنہ مین تجھکو ہلاک کر دونگا پس مین راضی ہوا اسپر

کیا خوب حیا اور حمیت ہی صحابۂ اہل سنت کی کہ ایک جن کو جورو کے پاس آنے دیتے ہین نہ اوسکی جان لیتے نہ اپنی جان دیتے ہین نہ مارتے ہین نہ مرتے ہین کچھہ نہین بن پڑا تھا تو طلاق ہی دیدیا ہوتا۔

چھٹا واقعہ آپکا ایک صحابی عمرو بن مالک کی بیٹی کو بھی ایک جن لے اوڑا تھا چالیس پینتالیس برس کے بعد بزمانہ عمر اوسکی رہائی ہوئی کیونکہ اون جنات نے ایک لڑائی مین نذر مانی تھی کہ اگر ہماری فتح ہوئی تو اسکو آزاد کرینگے چنانچہ اوسی کے صلہ مین یہ آزاد ہوئی۔ اوس جن نے یہ بھی کہا کہ ہمکو بحرام اس سے تعلق نہوا دیکھو اصابہ ۰ ص۵۵۸

سنا تو ان واقعہ یہانتک توجنیات کا عقد مردون سے یا جن کا متمثل ہونا مردونکی صورتین اور صحابہ کی زوجہ یا اونکی بیٹیون سے ناجائز تصرف دکھایا گیا ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھئے کہ خود حضرت انسان بھی ایک صورت سے دوسری شکل مین متشکل اور اولیاؤنسے غلامون کی صورت مین آپکے یہان متمثل ہوئے ہین چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہی کہ خیر نسلج اصل مین نساج (جولاہا) نہ تھے بلکہ عابد تھے عہد کیا تہا کہ رطب کبھی نہ کہاؤنگا مگر ایک روز غلبۂ نفس سے ایک خرما کھا لیا کہ ایک شخص نے مجھے دیکھکر کہا ای خیر تو بھاگ گیا مجھسے اس شخص کا ایک غلام تھا جسکا نام خیر تھا اوسکی صورت وشباہت پر میری صورت ہوگئی اور لوگ بھی وہان مجتمع ہوگئے سب نے کہا یہ تو واقعی تیرا غلام خیر ہی۔ اب مین متحیر ہوا کہ کیا جواب دون۔ فوراً خیال آیا کہ یہ اس جرم کی پاداش ہی غرض وہ آدمی مجھے پکڑکر لیگیا اور اپنے کارخانہ مین (کہ موم کی مین داخل کیا جسمین اوسکا غلام کپڑہ بنا کرتا مجھے کہا ای غلام بدذات تو مجھ سے بھاگتا ہی۔ مہینو مین وہان کام کرتا رہا ایک رات مین نماز صبح کو اوٹھا تو سجدہ مین عرض کیا خداوندا اب کبھی ایسا نہ کرونگا۔ بس اوسیوقت وہ شباہت غلام کی مجھسے زائل ہوگئی اور اصلی صورت پر آگیا اوس مرد نے بھی کہا کہ تو میرا غلام خیر نہین ہی اوسیوقت سے یہ نام مجھپر جاری ہوا بعد اوس نام کو بدلنا نہین چاہتا ملل جلد اول۔

دیکھئے یہ آپکے ولی اللہ خیر نساج صوفی ہین جو بحکم خدا یون مسخ ہوئے کہ ایک غلام کیصورت پر مثل ہے جولاہے بنے
کر گھ بیٹھے کپڑا بنا اور دعا و توسل کی بدولت پہلی صورت ملی۔ پس جب جنات کا وجود بھی ثابت ہوا اور ایک
صورت سے دوسری صورت پر آنا بھی ثابت ہوا اور جنیات سے علما و محدثین و صوفیہ کا عقد ہونا بھی
ثابت ہوا خود جنات کا صحابہ کی زوجہ اور بیٹی سے متصرف ہونا بھی ثابت ہوا خود خیر نساج کا گرگٹ کیطرح رنگ
بدلنا بھی ثابت ہوا۔ تو اگر بحکم یا دعای جناب امیر المومنین علیہ السلام کوئی جنیہ متمثل ہوئی اور خلیفۂ دوم
کا اوس سے عقد ہوا تو آپکو کیونکر تعجب آسکتا ہے خصوصاً جبکہ بہت سے تعلقات شیطانوں کے خلیفۂ دوم سے حسب
روایات اہل سنت ثابت ہون مثل اسکے کہ خلیفہ سے اور شیطان سے کشتی ہوئی خلیفۂ نے دی مارا شیطان نے
انکے فضائل و مناقب بیان کئے جسکا سلسلہ آجتک منقطع نہین کہ موضوع بھی کہتے ہین اور پھر روایت
بھی کرتی ہین شیعون کے مقابلہ مین استدلالاً لاتی ہین وغیرہ وغیرہ
یہانتک تو تحقیقی والزامی و تسلیمی جواب تھا اس روایت جنیہ کا۔ اب مامور نصاحب کے شکوک و اوہام کا جواب
اونہین کے مذاق مین عرض کرتا ہون مگر قبل اوسکے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب صرف بقاعدہ صحت صحیح بخاری
کیطرح جسکی ایک روایت مین بندر بندریا کا زنا کرنا اور سنگسار ہونا مذکور ہے یہ تاویل آپکو لانی پڑی ہے کہ وہ دونون
از قسم جنات تھے اسوجہ سے مکلف باحکام شرعی نتھے کیونکہ اگر یہ تاویل نہ کیجاتی تو صحت صحیح بخاری مین فرق آتا ہے
جسمین صدہا روایات ضعیف و موضوع باقرار اہل سنت موجود ہین۔ تو اگر شیعہ اس غرض سے اعظم غرض کیلئے
جو متعلق حفظ مراتب ادیان ہے ایسی تاویل کرین جو اصول اہل سنت سے بھی ٹھیک ہو تو آپ
کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین کیا اہل بیت طاہرین کی عظمت صحیح بخاری کے برابر بھی آپکے یہان نہین؟
اب آپ ہر فقرہ کا جواب سنئے (۱) مولوی حیدر علی کی تقریر کا جواب یہ ہے کہ قطب راوندی علیہ الرحمۃ کی روایت سقط
محسن وغیرہ روایات مین جسکا تذکرہ آپنے کیا اسوجہ سے ایسی تاویل نہ کی (بشرطیکہ یہ تاویل اونہین کی تعلیم
کیجاے اور صحت روایت قبول ہو) کہ وہ روایات مثبت کفر و نفاق خلفاء و دیگر صحابہ معاونین خلفا تھے جسکی
اشاعت ہر مسلمان پر فرض ہے بخلاف اس واقعہ عقد کے کہ اس سے آپکے امثال کو کفر و نفاق خلیفہ مین شبہ ہوتا ہے
لہذا آپ حضرات کی ہدایت کیلئے بغرض رفع اشتباہ ایسی تاویل کیگئی تاکہ آپ دھوکہ نہ کھائین اور منافق
کو منافق ہی سمجھتے رہین دوسری وجہ یہ ہے کہ روایات متعلق ظلم و ستم بر بضعہ رسول آپکے یہان بھی مشہور
و متواتر ہین کہ اصول لونکی صحاح ستہ مین موجود ہین اور متفق علیہ ہین اسوجہ سے کوئی تاویل کارگر نہین ہو سکتی

بخلاف اس مسئلہ عقد کے کہ جو آپکے یہان نہ متواتر ہی نہ صحیح ہی نہ حسن ہی بلکہ محض جہال و عوام محدثین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہی نہ محققین نے بلکہ محققین نے موضوعیت اونکی ثابت کی ہی تو الغرض رفع اختلاف وحصول اتفاق فریقین ایسی تاویل کیلئے تیسری وجہ یہ ہی کہ وہ روایات جور و ستم و احراق وغیرہ اتفاقی فرضی ہین اور موافق عقل بخلاف روایات عقد کے کہ اختلافی ہین اور خلاف عقل تو اونکا ساقط کرنا حسب الحکم آپکے بھی واجب ہے۔

باقی عدم ثبوت عصمت جناب امیر کا دعوی بنا بر اصول شیعہ جو مولوی حیدر علی نے کیا ہی صرف دعوی ہی دعوی ہے جو مجذوب کی بڑ سے زیادہ وزن نہین رکھتا اگر کوئی دلیل بیان کرتے تو جواب اوسکا عرض کرتا۔ بالفرض اگر شیعونکے اصول پر نہین ثابت ہی تو اہل سنت کے اصول پر تو ثابت ہی پھر ایمان کیون نہین لاتے دیکھو تشفی اہل سنت وخوارج کے خاتمہ کا پہلا بیان۔ باقی جو یہ بہ سمرائی شاہین قطب راوندی علیہ الرحمہ نے کی ہی اوسکا جواب فضول ہی کیونکہ جب خدا و رسول و اہل بیت طاہرین آپکی گالیون سے نہین بچے تو ان عالم کوکب نجات اس سے ہو سکتی ہی۔ مولوی صاحب ذرہ اپنی خلفا کی دمداری کو بھی خیال کرلین جس سے تمامی اہل سنت کو دمدار کا خطاب ملا ہے۔ یہ جو آپ فرماتے ہین کہ سنیون نے کیا قصور کیا ہی۔ پس قصور تو ظاہر ہی کہ منافقین و مرتدین و فاسقین و فاجرین کو اپنا مقتدا بنایا ہی جنہون نے دین اسلام کو تباہ و برباد کیا۔ پھر اونکی عصمت و عدالت کا کیونکر دعوی کر سکتے ہین۔ اسی زعم پر آپ ان امور کا اقرار کرلین اپنی روایات کی صحت مان لین تو ہم کمال ممنون ہونگے مگر ذرہ اسکی حفاظت کر لیجیے گا کہ آپکے طائفہ کے لوگ کہین آپ کو بھی رافضی نہ کہدین جیسا آپکے اور علماء سلف کو یہ مبارک لقب ملا ہی اعملوا ما شئتم فقد غفر لکم کو شاید آپنے آیہ قرآنی سمجھا ہے جیسا کہ آپکے کلام سے ظاہر ہی پس یہ قرآن شاید کوئی آپکا خاندانی قرآن ہوگا اس قرآن مین تبدیل ہی مسلمانون مین اوسمین تو اوسکا وجود نہین اور اگر حدیث ہی تو پہلے اسکی صحت ثابت کیجیے بعدہ اس سے عصمت کا ثبوت دکھائیے بخشدینے کو عصمت اگر لازم ہی تو اشاعرہ کے نزدیک کل اہل قبلہ مغفور ہین پس سب معصوم ٹھہرے یہ سیدھی صدی کا اثر ہی کہ آپسا لائق سنی پیدا ہوا جسنے خلاف اجماع کل اہل سنت اپنے صحابہ کی عصمت کا دعوی کیا

چوتھی بالفرض جو آپ کہتے ہین وہ دلیل خوش فہمی ہی کیونکہ جو بات منصوص ہوتی ہی وہ سب کے لئے ہوتی ہے خواہ قبول کرنے الا وہ امر کہ مخصوص ہو۔ اور جب وہ ہمارے ہی لئے منصوص ہی تو ہم ہی سے اوسکو بحث کرتے ہین آپ مانئے یا نہین۔

پانچوین، ہتک حرمت تو سب سے زیادہ اسمین ہے کہ خلفاء ثلثہ کا نام دون حضرات کے مقابلہ مین لیا جاوے چہ جائیکہ تفضیل دیجاوے یا غلط واقعات دونحضرات کیطرف منسوب ہون یہ معلوم ہوتا ہو کہ آپنے ہتک حرمت کو ایک کل بنا لیا ہے کہ جب ہر قسم کی ہتک حرمت ہو تب آپ وصیت رسول پر ایمان لائینگے، تو یقیناً ہزارون امر ایسے نہین ہوے جنسے ہتک حرمت ہوا ور ہزارون امر ایسے ہوے جس سے ہتک حرمت ہوئی۔

قول موثوق۔ اور ایسے بیان مین قصہ حضرت لوط علیہ السّلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کے مثال مین حضرت ام کلثوم کے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہی جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکے اسلاف کی تحریر سے دیچکا باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہی کہ انکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسنے غصب کیا تھا یا کوئی چھین لے گیا تہا یا کسی نے زبردستی نکاح کر لیا یا کرا دیا تھا یا انکے نکاح کرنیوالے کے حقیقی کلمہ وکالت فضولی کا بیان کیا گیا تھا حضرت لوط کی شریعت مین تو بی نکاح ساتھ کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہوگئی اور مطابق زعم جناب اور اسلاف جناب کے خلیفہ ثانی تو دشمن رسول و اہل بیت رسول تھے انسے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز ہو جیسا کہ صاحب نزہہ اسی بحث مین فرماتے ہین تجویز اور ترویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ہست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حالت مخمصہ و اضطرار۔ پس اب آپ اقرار فرمائے اور بفرض محال نہ تحریر کیجئے اگرچہ مردار خواری پر محمول کیون نہو واحسرتا کہ نکاح ہوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوای محبت اہل بیت رسول ہے

فتلک النداء و تلک الغیرۃ و تلک الریاح و تلک الدار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دین تاکہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے۔

دفع الوثوق۔ در بارہ دختران حضرت لوط جو آپ گہر فشان ہین تو غصب وغیرہ کا کوئی قائل نہین ہوسکتا لیجانیکا اور اس واقعہ مین بھی کوئی اسکا قائل نہین کہ چھینا گیا یا غصب ہوا مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ ضرورت یا مجبوری کی حالت مین ایسے امور مکروہ الطبع گوارہ کئے جاتے ہین گو وہ جائز ہی کیون نہو۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پڑھتے تو ضرور معلوم ہوتا کہ حضرت لوط نے یہ وقت کہا تھا جبکہ کفار نے ملایکہ کے ساتھ اسرشنیع کا ارادہ کیا تھا جو خوبصورت جوانون کی صورت مین مہمان آئے تھے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ فرمایش بدرجہ مجبوری کی گئی کہ مہمانون کے بچاؤ کے لئے حضرت لوط نے اپنی بیٹیان پیش کین۔ اور اگر کہین خدانخواستہ آپکو تفسیر دنکی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپنے یہ دیکھا ہوگا کہ حضرت لوط بسبب اونکی فسق و فجور کے اونسے

قدکرنا نہین چاہتے تھے بلکہ وہ خواہان تھے اور آپ منظور نہین کرتے تھے تفسیر ابی سعود صہ ۱۱۹
بھی آپکو تفسیر کبیر مین ملیگا کہ حضرت لوط قوم نا ہنجار کی بیجا سے بیجا تونکے باری مین نہایت درجہ محزون
مغموم تھے جسپر او اوی الی رکن شدید کہا۔ آپکے نزدیک گو قصہ حضرت لوط مین نہ کوئی مجبوری
تھی نہ کوئی شناعت بلکہ بخوشی رضا حضرت نے اون کافرون سے ایسی فرمایش کی تھی کہ یہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو تم کرنیوالے کیونکہ اوس شریعت مین نکاح باکفار جائز ہی تھا۔ مگر آپکو امام فخر رازی اس امر
کو ایسا عظیم سمجھتے ہین کہ فرماتے ہین کہ اپنی بیٹیونکو کفار و فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت کو خلاف
ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے سرزد ہو الخ ۱۱۳ آخر اس پریشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رازی صاحب کو کچھ نہ بن پڑا
سوا اسکے کہ اون بیٹیونکو صلبی بیٹی حضرت لوط کی نہ بیان کرسے یہ تجویز کیا کہ وہ قوم کی بیٹیان تھین نہ حضرت
کی اس جواب کو امام صاحب کہتے ہین یہی جواب میرے نزدیک مختار و پسند ہو اور علامہ ابی سعود بھی اسکے
قائل ہین یہ نہ سمجھیگا کہ صرف رازی ہی صاحب اس رای کے موجد ہین بلکہ انکو قدما اور متاخرین سبنے یہ تاویل
کی ہو چنانچہ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان مین فرماتے ہین کہ حضرت لوط کو تین یا دو بیٹیان تھین
جنسے وہ لوگ (یعنی قوم حضرت کی) نکاح کرنا چاہتی تھی اور حضرت لوط بسبب اونکی خباثت کے قبول نہین کرتے تھے
اوس قوم کے دو سردار تھے کہ عقد کیا چاہتے تھے اور کہا گیا ہو کہ بنای سے مراد قوم کی بیٹیان ہین کیونکہ نبی
ہر قوم کا بمنزلہ باپ کے ہو یہی قول ہو ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر کا کلبا کرخی نے کہ یہی قول بہتر ہو کیونکہ کسی
آدمی کا اقدام کرنا اسپر کہ اپنی بیٹیونکو اوباش و فجار پر عرض کرے پس کوئی محض مستعد ہو کہ اہل مروت کو شایان
نہین چہ جائیکہ انبیا اسکے مرتکب ہون۔ اور نیز شیطان حضرت کی اس جمع کثیر کو کیونکر نہ تہین بخلاف دختران
صغیر کی کہ سبکو مکتفی تہین نواب صاحب فرماتے ہین لیکن یہ قول مخالف ہو ظاہر نظم کا قرانکی اور کہا گیا ہو کہ اونکو مذہب
مین نکاح کا ذکر کا ساتھ مسلمہ کے جائز تھا کہا قتادہ نے کہ اصلی بیٹیان مراد ہین جنکے ذریعہ سے مہمانون کا بچانا منظور
تہا اور حسین بن فضل کہتا ہو کہ پیش کرنا بیٹیونکا بشرط اسلام تہا اور بعض کا قول ہو کہ بطور مدافعہ کہا تھا
نہ بطور حقیقت اور قرینہ کہتے ہین کہ تزویج بنات منظور تہا بغرض حفاظت مہمان صہ ۱۴۳ ج ۲
پس فرمائیے کہ جب حضرت لوط نے باوصف اسکے علم کے کہ یہ فرشتے ہین خدا کے اونکے بچانے کیلئے اسکو گوارہ
کیا کہ اپنی بیٹیونکو فجار و اوباش پر عرض کرین یا قوم کی بیٹیونکو جنکے بوجہ نبوت باپ تھے۔ تو اگر جناب امیر نے
بھی ایسے ہی بلکہ اس سے اعظم درجہ کی مصیبت مین قبول کیا تو آپکو کیا اعتراض ہو سکتا ہو فتدبر

کہ وہان خود حضرت لوط ہی طلب دختر ہوا ہش اونکی پیشہ کیا یہان جناب امیر نے اوسکی خواہش کو استدعا پہ
قبول کیا و تان اون مہمانون کا بچانا منظور تھا جسپر اونکا کسیطرح قابو نہین چل سکتا تھا۔ یہان اوسکے خلاف
تھا وہان کفار تھے یہان ظاہر مسلمان آیا یہ خیال بھی صحیح نہین کہ عموماً نکاح کفار اوس شریعت مین
جایز تھا کیونکہ خود نواب صاحب اس قول کو قبل کرکے لکھتے ہین کہ جو ضعف قول کی نشانی ہو دوسرے حسین بن
فضل کا قول ہو کہ بشرط اسلام عرض کیا تہا جس سے معلوم ہوا کہ اوس شریعت مین بھی اسلام کا پابندی
تھی تیسرے خود نواب صاحب بتفسیر لقد علمت مالنا فی بناتک من حق لکھتے ہین کہ اون کفار کا یہہ
مطلب تہا کہ چونکہ بغیر ایمان لانے عقد نہین ہو سکتا اور ہم ایمان نہین لائینگے تو پھر کیونکر نکاح ہو سکتا ہو مگر
سبحان اللہ کفار تک تو یہ جانین کہ بغیر قبول اسلام مسلم سے عقد نہین ہو سکتا ہو اور ہمارے مخاطب اسکے قائل
ہین تو کیا مسلمہ باکفار جایز ہو دیکھئے تفسیر درمنثور سیوطی مین ہو وکانوا کفارا وبنایة مسلمات فلما رای
البلاء منا وافضیحتہ عرض علیہم التزویج صفحہ ۳۴۳ جلد ۳ یعنی وہ کفار تھے اور دختران حضرت
لوط مسلمہ نہین جب دیکھا کہ بلا نازل ہوئی اور فضیحتی کا سامنا ہو تو اونپر عرض کیا کہ تزویج کرلین کیونکہ صاحب
جمع سے نکاح اولے جایز تہا اور وہ خواہان بھی تھے تو پھر کیون اتنی فضیحتی گوارا کی۔ غرض جب انبیا پر یہہ
مصائب پیشتر آئے ہین کہ باوصف نزول و مشاہدہ ملیکہ ایسی ایسی بے عزتی گوارا کرنی پڑتی ہو تو اگر جناب
امیر نے بھی ایسی حالت بکا اس سے یہ رعایت مین اسکو قبول فرمایا تو کیا اعتراض ہو۔

اور چونکہ ہمنے بطلان اس واقعہ کا مفصلا ثابت کردیا ہو لہذا ہمکو ضرورت ایسی تسلیمی جوابونکی نہین رہی
بنا بر وقعت کلام اونحضرات کے جو تسلیمی جواب دیتے ہین اسقدر عرض کیا۔ زیادہ تفصیل کا مین مجاز نہین
ہیونکہ سودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری سے نقل کیا ہے خدا کرے وہ کتاب مستطاب جلد طبع ہو
اور مسلمانان روے زمین اوس سے مستفید ہون

دوسری یہ جواب فرماتی ہین کہ بعد آیہ تحریم حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہو گئی۔ پس یہ فرمایئے
کہ تحریم متعلق مشرکین سے ہی یا منافقین سے ہو؟ آپ یا تحریم نکاح منافقین ثابت کیجئے یا مشرک
حقیقی ہونا خلیفہ دوم کا کیونکہ الفاظ کفر و نفاق و ارتداد مشترک المعنی ہین اسسے کام نہین چلتا نفاق
مین اور مشرک مین لزوم نہین ہو جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور یہ سب حکم حالت اختیار کے ہین حالت اضطرار کے
جسمین حرام حلال ہوتا ہو چنانچہ حضرت زینب آپکی بعد یہ مین دختر رسول اللہ تہین عقد مین ابو العاص

کافر کہے رہین اسلام نے دونون مین جدائی ڈالی جناب رسول دونون مین علحدہ نگی نہ کرسکے کیونکہ حضرت
مکہ مین جب تک رہے مغلوب تھے اختیار نہ رکھتے تھے جیسا کہ تاریخ خمیس و اصابہ مین ہے کنز کمنوم صلے
تو کیا آپ جناب امیر کو ان واقعات مین اوتنا بھی عاجز و مغلوب نہین جانتے جتنا رسول اللہ کو مکہ مین مانتے ہین؟
تیسری خلیفۂ ثانی کی دشمن خدا و رسول ہونی مین مثل اور منافقون کے عذر نہین مسلم ہے مگر بظاہر تابع احکام
شرع تھے اسلام ظاہری سے خارج نہوے تھے مشرک نہین کہلاتے تھے جو لا تنکحوا المشرکین مین داخل
ہون اور جب رسول اللہ نے نکاح مشرک کو باوصف تفریق اسلام قبول کیا تو نکاح منافق بدرجۂ اولی قابل
قبول ہے خصوصاً بحالت مجبوری کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات مسلمہ مسئلہ ہے۔ یہ سب تقریر بر بنیاد فرض
و تسلیم ہے ورنہ مینے صاف ظاہر کر دیا کہ ہرگز ہرگز عقد ائمہ کلثوم بنت فاطمہؑ کا عمر بن خطاب کے
ساتھ نہین ہوا نہ اسکا کوئی واقعہ پیش آیا
چوتھے تناول بیضہ کی تمثیل جسقدر آپکی اسی قسم سے ہے کہ قاتلان حسین بھی حسرت و افسوس کرتے آپکی
حسرت تو اسیوقت دفع ہوگی جب ہم آپکی ان روایات پر ایمان لائین جنمین کشف ساق و ضم صدور و تقبیل
وغیرہ مذکور ہے جسکی نسبت سبط ابن جوزی فرماتے ہین کہ خلیفہ ایسے امور لونڈیون ساتھ بھی نکرتے چہ جائیکہ
بنسبت بضعۃ الرسول کے کیونکہ مس جسم اجنبیہ یا جماع مسلمانان حرام ہے
پانچوین اقرار و عدم اقرار تابع واقعیت واقعہ ہے نہ بر بنیاد نفاق و اسلام خلیفہ جسکو مینے نکر عرض
کیا کہ انکار وقوع عقد سے بوجہ اسکے ہے کہ کسیطرح تحقیقات سے اسکی اصلیت نہین ثابت جو علمائے
اہل سنت کو یا اشتباہ ہوا کہ تین چار آدمیون کے مختلف واقعے ایک آدمی کیطرف منسوب کر دیے یا سبہونا
نے افترا کیا۔ نہ یہ کہ بوجہ نفاق و کفر خلیفہ منکر ہین جس بنیاد پر صاحبان تسلیم نے جواب دیا۔
چھٹے عربی کا شعر جو آپنے لکھا ہے یہ دلیل آپکی ناواقفیت کی ہے کیونکہ یہ شعر ابن ام کلاب نے عائشہ کی روبرو
پڑھا ہے جسکا قصہ یون ہے کہ جب بی بی عائشہ۔ حج کرکے پلٹی ہین تو خبر قتل عثمان سنکر جیسا سامان پہلے سے
کر گئی تھین۔ پوچھا پھر کیا ہوا لوگون نے کہا علی کی بیعت ہوئی تو عائشہ نے کہا کاش آسمان و زمین
پر گر پڑتا اور یہ امر نہوتا پھر دیکھے کہ کیطرف کو عثمان مظلوم قتل ہوے ہین اونکے خون کا بدلہ
لیگی۔ عتبہ بن ابی سلمہ نے جو ابن ام کلاب کے نام سے مشہور تھا کہا کیون؟ تم ہی نے تو سب سے پہلے اونکے
قتل کی تدبیر کی اقتلوا نعثلا فقد کفر کہا عائشہ نے کہا لوگون نے عثمان کو بعد طلب توبہ

قتل کیا حالانکہ ہمنے سبھی کہا تھا اونہون نے بھی کہا تہا اور میرا آخری قول بہتر ہے پہلے قول سے
اوسپر ابن ام کلاب نے یہ اشعار پڑھے ؎ فتلک البداء ومنک الغیر * ومنک
الرماح ومنک المطر * وانت امرت بقتل الامام * وقلت لنا انہ قد کفر
فہبنا اطعنا ک فی قتلہ * وقاتلہ عندنا من امر * ولم یسقط السقف من
فوقنا * ولم ینکسف شمسنا والقمر * وقد بایع الناس ذا مدۃ * یزید الثمد
یقم المصفر * ویلیس للحرب اثوابہا * وما من وفی مثل من عذر ۔ تمام
کامل علامہ ابن اثیر صفحہ ۳ یعنے (رای عائشہ) تجھی سے ابتدا ہوا اور تجھی سے تغیر تجھی سے
ہوا بھی چلتی ہو تجھی سے پانی بھی برستا ہو ۔ تجھی نے امام کے قتل کا حکم دیا ۔ اور ہملوگون سے کہا کہ
وہ کافر ہوگیا ۔ پس ہمان ہملوگون نے تیری اطاعت کی اوسکے قتل مین ۔ حالانکہ قاتل اوسکا ہملوگون کے
نزدیک وہ ہو جو حکم دے ۔ حالانکہ پیشتر ہملوگونپر گری تھی ۔ خ شمس وقمر کو گہن لگا تھا الخ
ایسے اشعار لکھنے سے گو آپکی ایک گونہ عربی دانی ظاہر ہوئی مگر وہ اسرار بھی کھل گئے جسکے چھپانے مین
آپ لوگون کی کوشش تھی
سہا تو مین رسول اللہ کی کوئی بیٹی سوای جناب سیدہ نہ تھی جو مین بیان کرون ۔ لیکن آپلوگ تین بیٹی
بتاتے ہین جو تین کافرون سے بیاہی گئین زینب رقیہ ام کلثوم جو ابو العاص عتبہ عتیبہ پسران ابو لہب سے
مزدوج ہوئین جو یقینی کافر تھے ۔ اور آپکے خلیفۂ اول نے اپنی بہین ام فروہ کو اشعث بن قیس کے
حوالہ کیا بعد اسکے کہ وہ ظاہر بظاہر مرتد ہوگیا تھا اور قبل و بعد منافق رہا باقی اسکے بعد جو تقریر
آمیز خرف کی ہو کہ اقرار نکاح سے مذہب شیعہ باطل ہوتا ہو اور انکار سے وہ روایتین غلط ہوتی ہین جنمین
اقوال ہین ۔ پس اسکا جواب مکرر بیان کیا کہ وقوع نکاح خصوصاً بطیب خاطر تو کسیطرح ثابت نہین محض
غلط ہو اور افترا ہے کیونکہ کسی روایت اہل سنت مین بھی بطیب خاطر ہونا مذکور نہین چہ جائیگہ روایت
شیعہ مین ہو اور عجب کوئی روایت جو شیعونکیطرف منسوب ہے صحیح ہی نہین تو پھر تکذیب آئمہ کیون
کرنے لگی ان حماقتون کا کہانتک جواب دیا جاے جب فعل امام ہوتا یا کوئی قول امام صحیح ہوتا تو اوسکی قبول
مین کسی شیعہ کو عذر ہو سکتا ہے حکایت پنج سبگ کہ نوشدی تجھے عید شبرات سے کیا کام ہے چلہ روی جو گلہ ملتی
تھی سو آج ہی ہے گو یہ معلوم نہو نصاحب نے کیون لکھی کیا مناسبت تھی سمجھ مین نہین آئی البتہ شیعونکو

ضبا کہ حبشیہ یاد پڑجاتی ہو زیادہ فضول گوئی سے کچھ حاصل نہین۔

قول موثوق۔ ایک بات وصیت نامہ کی کہ جو متعلق اسی بحث کی ہو یہ بھی جاتی ہو عرض کرتا ہون کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا نے بھی اُس وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا۔ پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو امام علیہ السلام یزید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمتِ خاندان اس لڑائی مین نہین گئی صرف بہتر آدمی لاکھون آدمیون سے لڑے باوجود اقرار و شاہدی کے خلافت وصیت نامہ کے عمل مین لائے کیا خوب کہا ہو مولوی حیدر علی صاحب نے رسالہ تموز نیمروز مین ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہین بھلا یہ تو مجلس ہو چند دوست ہین اس مین کوئی دلیل نکل سکتی ہو اسوقت یہ بات بتوفیق الٰہی خیال مین آئی کہ اس کتاب سے عیان ہو کہ لشکر یزید کا لاکھون سے زیادہ تھا آخر اسمین بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب انہون نے حضرت امام حسین کو اس مصیبت مین خنجر سے شہید کیا اور آخر تک یہی حرف تھا کہ اگر بیعت یزید کی کرو ہم لڑائی سے ہاتھ اٹھاتے ہین انہون نے بیعت اُس فاسق کی قبول نہ کی اون لاکھ مین سے کسی نے نہ کہا کہ جناب امیر نے اُنسے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے والے دین کے تحریف کرنیوالے قرآن مجید کے یزید مین کیا کیڑے پڑے ہین جو آپ بیعت نہین کرتے اب بتاؤ کہ امام کیا جواب دیتے تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تھا وہی المطلوب نہین تو امام حسین کا الزام کھانا لازم آتا ہے۔

دفع الوثوق یہ جسنے نسبت کو گروہ شہید و منہ بسیار اندر عالم یزید۔ بہت سچ ہے آخر آپکو حضرت یزید کی محبت آہی گئی کہ سبکی تو خامت کی فرزند خال المومنین کیون پھین کوئی اور رہ گیا ہی پھر آپکو تصنیف کیا ہی نہ کوئی کتاب لکھنا۔ اگر واقعہ کربلا کے متعلق کچھ لکھیے تو حال فرزند خال المومنین یزید کو کیا منہ دکھائیگا۔ آپکے بزرگان دین بھی بسف جدہ کہہ چکے ہین آپکو اُسیکا اعتقاد ہوگا۔ امام غزالی تو اس تذکرہ ہی کو حرام سمجھتے ہین جس سے بزرگون کا راز کھلتا ہے پھر کیون آپ اسکے مرتکب ہوئے ہ کیا اس واقعہ سے بڑھکر کوئی واقعہ ہوگا جسمین پوری تفصیل اوس وصیت نامہ کی ہو۔ ہان شاید آپکے نزدیک لڑکر قتل ہونا داخل صبر نہین فوج کے محاصرہ مین بے ہاتھ پیر چھلنی نیزہ و تلوار چلائے قتل ہوتے تو صبر کہلاتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپکے امام یزید کی فوج کا ایک آدمی بھی نہ قتل ہوتا۔ اصل رنج اسیکا ہے کہ کیون امام حسین لڑے

جو ہزار دن یزیدی مارے گئے۔ خدا آپکو اور جملہ دشمنان اہل بیت اطہار کو عقل عطا کرے جو ادنیٰ حق کو سمجھین ماقصہ تو اسیقدر ہی کہ امام حسینؑ سے جسوقت یزید کی بیعت طلب کیگئی کہ یا بیعت کرین یا قتل ہون۔ تو حضرت نے اپنے اہل و عزیزون اور دوستون کی جان بچانے کیلئے خانہ کعبہ مین پناہ لی جو زمانہ کفر و اسلام دونون مین جائے امن سمجھا جاتا تھا مگر آپکے امام زمینو کفار جاہلیت سے بھی بڑھے تھے بلا سل مجاج مین خانہ کعبہ مین حضرت کو قتل کرانا چاہا امام علیہ السلام نے بخیال حفظ حرمت خانہ کعبہ جسکی حرمت و عزت کے بھی حضرات باعث اور محافظ تھے وہان رہنا مناسب نہ سمجھا کہ ہمارے خون سے اوسکی حرمت ضائع جائے: آپ وہان سے اون دوستون کے پاس چلے جنہون نے نصرت و اعانت کا پورا وعدہ کیا تھا جنمین صحابۂ رسول اور اکثر اولاد صحابہ بھی شریک تھے تھے جیسا کہ رسول نے ایسے ہی وعدہ پر مکہ چھوڑکر مدینہ کی راہ لی تھی۔ ابھی امام وہان نہین پہونچے تھے جہان کا ارادہ تہا کہ بحکم آپکے امام یزید کے راہ مین یزیدیون نے گھیر لیا جنکا سردار بہنام حضرت عمر عمر بن سعد ابی وقاص تھا جو آپکے نزدیک عادل مجتہد ہی صحابی زادہ عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کامل سعد کا یادگار جسکو آپکے خلیفہ نے اون چھ آدمیون مین گنا ہے جو مثل عثمان کے مستحق خلافت تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بہتر آدمی عزیز و رفیق چھوٹے بڑے ملاکر ساتھ تھے جنمین بعض صحابہ بھی داخل تھے۔ اس مختصر جماعت نے امام کی جان بچانے مین بڑی کوشش کی کہ آخر شہید ہوئے اور امام علیہ السلام نے بھی بحکم لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہاتھ پیر ڈال نہین دیا جو ہر شجاعت دکھاکر خدمت جد امجد مین پہونچے اس آیہ کی مخالفت اور حفاظت خود اختیاری کی قانون شکنی جائز نہ تھی جو حضرت اسکے خلاف عمل کرکے آپکی آرزو پوری کرتے۔ اب فرمائے کہ امام نے بہتر آدمی کو لاکھون سے لڑایا۔ یا لاکھون نے بہتر کو گھیر لیا۔ کون مضمون سچ ہے۔؟

باقی رہا یہ مضمون کہ حضرت نے بیعت کیون نہ کرلی جو یہ سب مصیبتین پیش آئین پس اسکا جواب تو وہی واقعات دینگے جو گذر چکے مصلحت دونون بزرگون کی ایک ہی وہی حفاظت اسلام جسکے سچے اور صحیح مربی و محافظ بحکم خدا و رسول یہی حضرات تھے۔

فرق بیعت مین جناب امیرؑ اور جناب امام حسین علیہ السلام مساوی ہین اور اسکے انتقام لینے مین بھی آپکے دونون خلیفہ مساوی ہین فرق اسیقدر ہی کہ مصلحت وقت دونون خلیفہ کی جدا جدا تھی خلیفۂ اول اگر جناب

تعمیر کو قتل کرتے ہین تو سارا دمدمہ نکل جاتا ہی کفار جو رعب ید اللہی سے دبے تھے اوبھر ٹپڑتے ہین
اور اسلام کے ساتھ خلیفہ کو بھی ہلاک کرتے ہین۔ یہی سبب تھا کہ خلیفہ نے گو گھر مین آگ بھی لگانی
چاہی قتل بھی کرنا چاہا مگر پوری طور پر کر نہ سکے خالد کو حکم دیا کہ نماز ہی مین سر اوڑا دو مگر قبل از سلام
اس حکم کو منسوخ بھی کیا کہ یا خالد لا تفعل ما امرناک دیکھو تشفی کیہ نکہ یقینا وہ جانتے تھے قتل
جناب امیر کسان نہین کسیطرح یہ خون ختم نہین ہوسکتا۔ سعد بن عبادہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا کہ باوصف
مخالفت قتل نہ کر سکے کہ اوس وخزرج سب کر جاتے جو مدینہ کے رہنے والے تھے تو کہین کا بھی ٹھکانا
نہ رہتا۔ یہ مصلحت تھی خلیفہ اول کی اور خلیفہ خامس یزید کی مصلحت بالکل اسکے خلاف تھی کیونکہ اوسکو معلوم
تھا ۱۴۰ برس خلفاء ثلثہ نے اور ۲۰ برس معاویہ نے استحکام خلافت بنی امیہ مین اور قلع قمع خاندان رسالت
مین جو وہ کارروائیان کی ہین کہ ایک حسین نہین سو حسین بھی ہون تو اونکے قتل سے سلطنت جاتی ہے
نہ عذر ہوتا نہ ہماری ہلاکت ہوتی ہے اسیوجہ سے اوسنے اون خلفار ماسبق کے کل آرزؤنکو پوری کی
کہ نہ صرف جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کو شہید کیا بلکہ سعد بن عبادہ کا بھی بدلہ لیا کہ تمامی اہل مدینہ
کو واقع حرا مین زیر وزبر کیا مدینۂ رسول کو غارت کیا ہزارون کنواری بیٹیان صحابہ کی زنا سے
لشکر یزیدی مین آئین جس سے ہزارون ولد الزنا پیدا ہوئے۔

غرض جناب امام حسین نے بھی وہی کیا جو جناب امیر نے کیا تھا کہ بحمایت اسلام مین سر بکف رہے خلفاے
ثلثہ کو اون حضرت کے قتل کا موقع نہ ملا آہستہ آہستہ اسکے اسباب جمع کئے جس سے یزید کو موقع
ملا اور وہ مرتکب اوس امر عظیم کا ہوا جس سے تمام جہان کی لعنت کا مستحق بنا گو آپکو اوسمین تامل ہو
کیجئے ما موظف صاحب ابتو حیدر علی کا دمدمہ گر گیا کیڑے کا حال معلوم ہوگیا باقی تفصیلی جواب اسکا آپکی سمجھ
سے باہر ہے اسلئے نہ لکھا تاریخ اصحلال اسلام دیکھو۔

قتل موتوق معاذ اللہ آپ صرف غصب فرج کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین
اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاط حمل
اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات عبد اللہ بن سبا سے ہین اور اعتقاد کو درست کر کے
ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہئے ؎ بازا بازا ہر انچہ ہستی بازآ + گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی بازآ۔

دفع الوثوق۔ غصب خلافت وخمس وفدک واحراق بنت فاطمہ وغیرہ وغیرہ کو اگر مفتریات عبداللہ بن سبا سے سمجھتے ہین جو آپکے اساتذہ کا استاد کامل ہے تو صحاح ستہ وغیرہ کو جلاکر بھینک دیجئے جب تک وہ کتابین دنیا مین باقی ہین کیونکر انکار کرسکتے ہین۔ چونکہ اس بحث کا مفصل جواب نہایت مدلل طور پر مکرر کتابون مین شائع ہوچکا ہے حاجت جواب نہین۔

قول سوئم وثوق۔ بعد اسکے قول آپکا کہ اب ہم پوچھتے ہین کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسٰے کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے الی آخرما قلتم اور معاذاللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور ومفاسد بین الیہود والنصاریٰ ہوا الی اخرہ سخت حیرت ہو کہ آپ اوپر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہین کہ جتنے مفسرین ومحدثین جناب کے ہین سب کے سب پایہ اعتبار سے ساقط ہوئے جاتے ہین وقت تحریر جواب کے جناب نے ایک آدھ تفسیر بھی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اسطرح کا شبہ آپکو واقع نہوتا۔ حضرت عیسٰے کے قصہ کو ساتھ قصہ جنیہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم اور ادراک ہو دوسرا کا ہیکو ایسی بے ٹھکانے باتین لکھنے گا۔ کمترین کی یہ غرض ہو کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ ہمبستر خلیفہ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفہ ثانی سے بچایا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تھا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کیواسطے نص قطعی کلام خدا اور رسول مین موجود ہو کہ حاجت تصریح کی نہین اکابر واصاغر سب جانتے ہین پس یہ دعوے آپکا اور مجتہد صاحب کا ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا تاشی از حق سبحانہ تعالیٰ باید دانست۔ اسوقت راست اور درست ہو کہ تقلید شریعت محمدی کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجئے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہین جسکو آپ شگرف اور متین جانتے ہین آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ زن مزدوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن وحدیث سے تو ثابت کیجئے اگر آپ اسکی حلت ثابت کردینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید زن لوگون کو حاصل ہوجاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعا خیر کے جناب کو یاد کریگی اور پیغمبرون کی اوث مین آئمہ اطہار کو لاکر بٹھالنا اور یہ فرمانا ہر فعلیکہ از معصوم

صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالے باید دانست کام ذوالعقول ہین احکام انبیا اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر بہ لوگ مامور باقی اپنے اپنے فہم کا قصور یا نفس امارہ کا فتور۔

رفع الوثوق اولاً اس تقریر کی بنیاد ہی نافہمی پر ہے کیونکہ مولویصاحب مرحوم دربارۂ اشتباہ حضرت عیسی روح اللہ نہ روایات شیعہ کے منکر ہین نہ روایات اہل سنت کے بلکہ اون کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب خدا نے باانہمہ قدرت ایک یہودی کو مشابہ حضرت عیسے قرار دیکر تمام یہود کو مغلطہ دیا اور کوئی مکر و حیلہ کا الزام خدا پر نہین لگایا تو اگر جناب امیر نبی باانہمہ مجبوری ایک جنیہ کو متمثل کرکے خلیفہ کو مشتبہ کیا تو کیا الزام آسکتا ہے۔

ثانیاً اکثرین کی غرض جو یہان ظاہر ہوئی ہے وہ پہلے نہین ظاہر ہوئی تھی۔ کیونکہ وہان آپکی تقریر یہ ہے۔ بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی اسسے امر کے مرتکب ہونے کہ جسمین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے سے اسکا جواب کنایتہً یہ دیا گیا کہ جب خدا نے ایسا کیا ہے تو جناب امیر پر حیلہ و فریب کا الزام کیونکر آسکتا ہے۔ بہرکیف اب آپکی غرض یہ ہے کہ بجواز جناب امیر خلیفہ کی ہمبستری مین ایک جنیہ حاضر ہوتی تھی جس سے نکاح نہین ہوا تھا تو جناب امیر اس فعل حرام کے باعث اور مجوز ٹھہرے یہ خلاصہ ہے آپکی تقریر کا۔ مگر افسوس کہ آپنے اسپر نہین غور کیا کہ زنا کسکی نظر سے ہوا۔ اور کیونکر ہوا۔ کیونکہ جب عقد اوسی جنیہ سے ہوا تو پھر زنا کیسا کیونکہ جنیہ تو راضی ہی ہو چکی تھی عقد پر۔ اور سے عقد ہی ہوا تھا ادہر سے تو زنا ہوا نہین باقی رہا زنا از جانب عمر جو بخیال اپنے دوسری عورت ہم صحبت مین اور ہے وہ دوسری عورت پس اسکا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہ کا مسئلہ جاری ہوگا دیکھئے شرح وقایہ مسئلہ کل من وطی اجنبیہ ظنت الیہ زفت الیہ وقیل ہی عروسک وعلیہ مہرہا یعنی جو شخص وطی کرا جنبیہ سے جو اوسکے نزدیک کی گئی ہو تو اوسپر حد نہین اور مہر واجب ہے اوسکے پھر جناب امیر مجوز زنا کیونکر ہوئے خدا سمجھ لیا کیجئے تب منہ سے نکالئے۔ یہ سب تقریرین بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے کہ روایت مذکورہ کو دو منٹ کیلئے قبول کرین ورنہ عدم صحت اسس روایت کی ظاہر کر چکا ہون۔ باقی رہی یہ عبارت آپکی۔ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ

زن مزدوجہ اور زن ہمبستر اور اسکے حلت کی خبر قرآن و حدیث سے لونا ثابت کیجئے اگر آپ
اسکی حلت ثابت کر دینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ ایکی بدولت
آزادی بلا قیدان لوگون کو حاصل ہو جائیگی۔ اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی صفحہ ۵
میری سمجھ مین نہ آئی مگر قرینہ سے سمجھتا ہون کہ آپ عموماً اور تونکی حلت کے متمنی ہین بلا قید
نکاح وغیرہ تو خیر دلیل شکریہ ادا کیجئے۔ آپکے قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ محی الدین عربی
اسکا فتوے دیگئے ہین چنانچہ ملا علی قاری حزری ابن عبداللہ بن سبکی سے ناقل ہین کہ
محی الدین عربی قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے کنز مکتوم صفحہ ۶۶
مولوی صدیق حسن خان ابجد العلوم مین کہتے ہین کہ ابن عربی اور ابن فارض و
ابن سبعین اور انکے اتباع نے کتب مین خصلہ کفریہ جمع کئے ہین مثل قول وحدۃ الوجود
اور تخلیص جمیع فروج کی اور یہ کہ قرآن تمامتر شرک ہے صفحہ ۵۹۔
چونکہ آپ سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ہین لہذا آپکو یہ قول اپنے پیر و مرشد کا بہت کچھ مطبوع
خاطر ہوگا۔ لیجئے ایسے بزرگ اسم بامسمے کی بدولت آپلوگ کو آزادی بلا قید حاصل ہوئی۔
اور شکنجہ شریعت سے خلاصی ہوئی۔ اور اگر آپنے خلع خلافت کیا ہو طریقتاً صوف سے دست بردار
ہوکر امام فقیہ بننا چاہتے ہین تو لیجئے آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کا کھلا مسئلہ یہ ہے
کہ اگر کوئی اپنی ماں بہن سے نکاح کرلے تو اوسپر حد نہین ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۹۶ اور تفسیر کبیر
مین ہے کہ کہا شافعی نے اگر کوئی نکاح کرے اپنی ماں کے ساتھ اور دخول کرے تو اوسپر
حد ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین حد نہین ہے اوسپر۔ اور شرح وقایہ مین ہے کہ
اگر زن اجنبیہ کے ساتھ کسیکو یہ کہا جاے کہ تیری زوجہ ہے ہمبستری کرے تو اوسپر
حد نہین اسیطرح اگر اپنی کسی محرم کے ساتھ نکاح کرے تو اوسپر بھی حد نہین اور امام
شافعی کہتے ہین کہ جو بیٹی زنا سے پیدا ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین ---
اب مامون صاحب کو مبارک ہو کہ اونکے بزرگان دین ائمہ شرع متین نے کوئی
قید باقی نہین رکھی غیر تو غیر ہی ہین جنسے پوچھنے کھوجنے کی ضرورت نہین اپنی ماں
بہن خالہ پھوپھی بھی امام اعظم کے فتوے سے حلال ہین مگر نکاح پڑھوا کر جسمین
قاضی کو چار تنکہ دینے ہونگے۔ اور بیٹی تو بالکل حلوائے بے دود ہے زنا سے
پیدا کرلو پھر اوسکو شیر مادر سمجھو۔ افسوس ہے مامون صاحب کو یہ مسائل معلوم

معلوم ہوئے جب بڑھاپے نے جوانی کی امنگین نکالدین اور مشائخ کے زمرہ مین
داخل کر دیا - ہان مامون صاحب یہ بھی یاد رکھئے کہ آپکے ائمہ دین نے جن محرمات
وغیر محرمات کی حلت کا فتویٰ دیا ہے وہ مخصوص ایک ہی طرف سے نہین بلکہ دونون
طرف سے جسپر آیہ فنساء کم حرث لکم حسب تفسیر اہلسنت شاہد ہے اور خلیفہ دوم کا عمل درآمد
دوسرے طرفسے تھا - ابن عمر کا عام فتویٰ تھا کہ عورتونکی دوبدو بین کرنا چاہیئے - دیکھئے تفسیر
کبیر و تفسیر درمنثور - صحیح بخاری - فتح الباری وغیرہ اور سنا ہے کہ آپکے مذہب مین تو
بیٹی بہن کی تجارت بھی جائز ہے - چنانچہ نواب صدیق حسن خان فتح البیان مین بتفسیر
آیہ وتجارۃ تخشون کسادھا - ابن مبارک سے ناقل ہین ان المراد بالتجارۃ فی ھذہ
الایۃ البنات والاخوات اذا کسدن فی البیت لا یجدون لھن خاطبا ص ۲۱۲ ج ۲
یعنی تجارت سے مراد بہن بیٹیان ہین جو گھر مین ہون کہ کوئی اونکا خواستگار نہ ملے
کیا عجب ہے کہ اہل سنت اب اسکی بھی تجارت شروع کرین - زیادہ حد ادب مانع ہے
اسکے بعد مامون صاحب نے قصہ حضرت عیسے کو کچھ کتب شیعہ سے بھی ثابت کیا ہے
جو تکراری نہین اسیطرح حضرت خضر و یوسف ع کے واقعات کا کتب شیعہ سے ثبوت دیا ہے
جس سے بجز حماقت قائل اور کچھ نہین حاصل کیونکہ یہ سب عین تقریر مولوی کرار علی صاحب
مرحوم ہین جنکا منشا یہ ہے کہ جب انلوگون کے افعال باعتبار ظاہر اور تھے اور باعتبار
باطن اور کہ حضرت خضر نے بظاہر خون ناحق کیا بلا سبب کشتی توڑ دے اور باطن مین
مصلحت و حکم خدا کے مطابق تھا - اسیطرح حضرت یوسف نے بظاہر اپنے بھائی کو
چور بنایا اور درحقیقت وہ چور نہ تھے - تو اگر اسی ظاہر و باطن کے بنیاد پر قول جناب
امیر قبول کیا جائے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے - واہ رشید المتکلمین صاحب تو
تکفیر و امام ماننے مین محی الدین کے یہ جواب دین کہ تکفیر اونکی باعتبار ظاہر شرع تھی
اور امامت یا ولی اللہ ہونا اونکا باعتبار باطن سگر جناب امیر کو آپکے یہان وہ درجہ
بھی نہین ملتا جو محی الدین کو عطا ہوا - اس محبت و ولا کا کیا ٹھکانا ہے -
عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے متعلق مامون صاحب نے اسیقدر گفتگو
کی تھی جسکا جواب مختصر طور پر عرض کیا گیا - بعد اسکے کچھ اور مضامین
آیات بینات سے منتخب کر کے لکھے ہین جسکا جواب رمی الجمرات مین شائع ہو چکا

اوسکا جواب فضول سمجھکر خموشی پر عمل کیا۔ صدہا مرتبہ ایسے امرونکے جوابات ہو چکے ہین
جسکے رد پر ابتک کوئی سنی نہ قادر ہوا تو ناحق دماغ سوزی سے کیا فائدہ۔

خاتمۃ الکلام

بحث عقد حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام تو بمنہ تعالے باحسن وجوہ حل ہوا
مگر دو تین امر بطور فوائد اور لکھنا مناسب ہے جو طالبان تحقیق کو موجب مزید بصیرت ہو۔

فائدہ اولی۔ ام کلثوم۔ زید۔ رقیہ کی تحقیقات کو پھر تین بحثون مین
جداگانہ لکھتا ہون۔

پہلی بحث زوجیت ام کلثوم۔ پیشتر ازین بیان ہو چکا ہے کہ تین ام کلثوم
زوجیت خلیفہ دوم مین مستقلاً تھین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ دوسری
ام کلثوم بنت عقبہ۔ تیسری ام کلثوم بنت جمیلہ مادر عاصم بن عمر۔
ام کلثوم بنت جرول پر تو تمامی مورخین و محدثین کو اتفاق ہے کہ زوجۂ عمر تھی
جس سے زید بن عمر پیدا ہوئے۔ مگر اسمین اختلاف ہے کہ کب سے وہ زوجۂ عمر ہوئی
ابن حجر عسقلانی اور سیوطی وغیرہ اسکی زوجیت کو حالت کفر سے دونون کے قائل
ہین چنانچہ اصابہ مین ہے (۱) زید بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی شقیق عبد اللہ
بن عمر المصغر امہما ام کلثوم بنت جرول کانت تحت عمر ففرق بینہما الاسلام
فما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتن وجہا ابو الجہم بن حذیفۃ وکان
زوجہا قبلہ عمر ذلک ذکر الزبیر وغیرہ۔ فہذا یدل علی ان زیدا ولد فی
عہد النبی ﷺ فیکون من ہذا القسم ملخصاً ج ۲۔ پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین
(۲) ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیۃ کانت زوج عمر بن الخطاب وہی
والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر وقع ذکرہا فی البخاری غیر مسماۃ
وان عمر طلقہا فما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسماہا الطبرانی وقال

نتن وجہا بعد عمر ابو جہم بن حذافہ سلمی جو کہ زید بن عمر بن خطاب برادر مادری
عبید اللہ بن عمر ہے جسکی ماں ام کلثوم بنت جرول تھی جو تحت مین تھی عمر کے
اسلام نے دونون مین تفریق کردی جسوقت آیہ لاتمسکوا بعصم الکوافر
نازل ہوا۔ پس بعد اوسکے تزویج کیا اوس سے ابو الجہم بن حذیفہ نے اور
اسکے پہلے ام کلثوم مذکورہ زوجۂ عمر تھی ذکر کیا ہے اسکو زبیر بن بکار وغیرہ نے
اس سے معلوم ہوا کہ زید بن عمر کی ولادت عہد نبی مین ہوئی تو دوسرے قسم کا صحابی وہ
بھی ہوا۔ اور دوسرے مقام پر کہا کہ ام کلثوم مادر عبید اللہ بن عمر کا ذکر بخاری مین
بھی آیا ہے بغیر نام کے اور عمر نے نزول آیہ کے بعد طلاق دیا بعدہ ابو جہم نے اس سے
عقد کیا۔

اور علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین فرماتے ہین کہ طلحہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ
مین نے طلاق دیا اپنی زوجہ اروی بنت ربیعہ کو اور عمر نے دو زوجہ کو طلاق دیا۔
ایک قریبہ بنت امیہ دوسری ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ خود رسول اللہ نے اس ام کلثوم کا عقد پڑھا ابو جہم سے صـ ۲۰۵ ج ۶ درمنثور۔
غرض ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول حالت کفر خلیفہ سے
انکی زوجیت مین تھی اور حدیبیہ کے بعد سے جو سنہ ۶ مین ہے ان دونون میان بی بی
مین بوجہ نزول آیہ مذکورہ مفارقت ہوئی حالانکہ یہ بیان محض غلط ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ ابو الجہم مذکور معمرین قریش سے ہے جو شریک بنا رفع خانہ کعبہ تھا اور اوسی
قبیلہ سے ہے جو قبیلہ خلیفۂ دوم ہے صـ ۲۶۴ ج ۴ اصابہ۔ تو اب خلاف رواج
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم کے بزرگ بعد خلیفہ اوسکی عورت سے عقد کرین۔
دوسرے یہ کہ ابی ابو الجہم کا بیٹا عبد اللہ برادری زید بن عمر سے ہے کہ دونونکی ماں
ام کلثوم بنت جرول ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے واخوز ید الاصغر
وعبید اللہ لامہما عبد اللہ بن ابی جہم بن حذیفۃ وحارثۃ بن الخزاعی
ولد صحبۃ صـ ۲۱۲ ج ۲ اور اصابہ مین ہے عبد اللہ بن ابی الجہم بن حذیفۃ بن
غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبد بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی
قال ابن سعد اسلم عام الفتح مع ابیہ وخرج الی الشام غازیا فاستشہد

باجنادین وکذا قال البغوی والزبیر بن بکار وغیرھما واسم ابی الجھم عامر
وقیل عبد اللہ وعبداللہ اخی عبیداللہ بن عمر بن الخطاب لامھما ام کلثوم
بنت جرول الخزاعیۃ وکانتھا کانت عند ابی الجھم قبل عمر ۱۲ ج ۲، پھر دوسرے
مقام پر فرماتے ہیں عبد اللہ بن الاقمر بن عبید ویقال ابن عامر بن حذیفۃ
بن غانم ھو عبداللہ بن ابی الجھم قال الزبیر بن بکار امہ ام کلثوم بنت
جرول والدۃ عبید اللہ بن عمر بن الخطاب واسلم عبد اللہ یوم الفتح مع ابیہ
واستشھد باجنادین بالشام سنہ ۱۳ھ ۲ - خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ عبداللہ
بن ابی الجھم برادری زید — وعبید اللہ بن عمر جو قرشی وعدوی ہے اور ان
تینوں کی ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہے اسلام لایا اپنے باپ کے ساتھ
سنہ فتح مکہ کیوقت تو یہ ام کلثوم قبل عمر ابوالجھم کی زوجہ تھی - یہ عبداللہ بن ابی الجھم
جو سنہ فتح میں اپنے باپ کے ساتھ اسلام لایا جنگ اجنادین میں شہید ہوا
جو ملک شام میں جنگ ہوئی تھی - جس سے معلوم ہوا کہ ابوالجھم کا بیٹا
عبداللہ جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا - فتح مکہ یعنی سنہ میں ایسا جوان
تھا جو باپ کے ساتھ اسلام لایا اور سنہ میں غازیانہ شہید ہوا - تو اب
یہ بیان کہ بعد طلاق عمر سنہ میں اسکا عقد ابوالجھم سے ہوا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے
تیسرے جب ابوالجھم کا اسلام مع فرزند سنہ میں ہے تو سنہ میں رسول اللہ نے
اسکا عقد ام کلثوم سے کیونکر پڑھا -
چوتھے جب خود ابن حجر کہتے ہیں کہ ام کلثوم مذکورہ پہلے زوجہ ابوالجھم تھی
جس سے عبداللہ پیدا ہوا جو سنہ میں ایسا جوان تھا کہ اسلام لایا اور تین
برس بعد جنگ اجنادین میں شہید ہوا تو یہ قول ابن حجر کہ عمر پہلے شوہر تھا ام کلثوم کے
اور سنہ میں اونہوں نے اسکو طلاق دیا جسکے بعد زوجہ ابوالجھم ہوئی کیونکر صحیح
ہوسکتا ہے —
پانچویں تاریخ خمیس سے حارثہ بن وہب خزاعی کا پیدا ہونا بھی اسی ام کلثوم سے
مذکور ہوا اور اسکے متعلق اصابہ میں ہے حارثۃ بن وھب الخزاعی امہ
ام کلثوم بنت جرول بن مالک الخزاعیۃ فھو اخو عبید اللہ بن عمر

لامہ وله روایۃ عن النبی ص وعن حفصۃ بنت عمر وغیرھا وله فی
الصحیحین اربعۃ احادیث ص۱۳۱ ج ۱ - یعنی حارثہ بن وہب خزاعی کی
ماں ام کلثوم بنت جرول ہے وہ برادر مادری ہے عبید اللہ بن عمر کا جو
روایت کرتا ہے رسول اللہ ص سے اور حفصہ وغیرہا سے اوسکی چار حدیثیں
صحیحین میں موجود ہیں - پس جب حارثہ بن وہب جو بطن ام کلثوم
سے پیدا ہوا بوقت وفات رسول اللہ ص سنہ اثنا عشر تا سن رکھتا تھا کہ راوی
حدیث رسول بنا جبکا سن پانچ سات سال سے کم نہونا چاہیئے تو یہ
دعوی کہ پہلے وہ زوجۂ عمر تھی سنہ ۶ھ میں دونوں سے مفارقت ہوئی کیونکر
صحیح ہوسکتا ہے ؟

پھٹی انس حارثہ اور عبید اللہ بن جہم کو جو بطن ام کلثوم سے تھا کل علما
صحابی اور راوی حدیث بیان کرتے ہیں بخلاف اسکے زید بن عمر کو جو اسی
ام کلثوم سے تھا اور بقول علمائے اہل سنت حارثہ بن وہب و عبد اللہ
بن ابی الجہم سنے بڑا تھا کوئی عالم بجز ابن حجر صحابی بھی نہیں کہتا اور راوی
حدیث ہونے کا تو خود ابن حجر کو بھی دعوی نہیں تو پھر یہ دعوے کہ عمر نے
سنہ ۶ھ میں طلاق دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے -

کوئی برائے خدا ان محققین نامدار سر آمد روزگار سے دریافت کرتا کہ جب ابو الجہم
سنہ ۶ھ تک اسلام ہی نہیں لایا تھا - تو رسول اللہ ص نے ام کلثوم زوجۂ عمر سے
سنہ ۶ھ میں اوسکا عقد کیونکر کیا اور جب ام کلثوم سنہ ۶ھ میں مسلمان ہی نہ تھی تو عمر نے
طلاق ہی کیونکر دیا - اور جب اوسکا عقد سنہ ۶ھ میں ابو الجہم سے ہوا تو اوسکا لڑکا حارثہ
۱۰ میں ایسا جوان کیونکر بنا جو قابل قبول اسلام ہوا کہ سنہ ۱۱ھ میں غازی بنکر
شہید ہوا جسکے لئے کم سے کم بیس ۲۰ یا پچیس ۲۵ برس کا سن ہونا چاہیئے - اور راوی
ام کلثوم سے پھر حارثہ بن وہب کیونکر پیدا ہوا جو بوقت وفات رسول ص سنہ ۱۱ھ کم سے
کم چھ ۶ سات برس کا تھا اور جسکا باپ حارثہ کافر ہی رہا - ان سب باتوں کے ساتھ
زید بن عمر جو بڑا بھائی ہے نہ صحابی ہے نہ راوی حدیث اور اسکے چھوٹے بھائی
عبد اللہ بن ابو الجہم و حارثہ بن وہب وقت وفات رسول ص جوان ہیں صحابی ہیں

راوی حدیث ہین۔

اب اصلیت اس واقعہ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ پہلے زوجۂ ابو الجہم تھی جسکا اقرار ابن حجر کو بھی ہے۔ اوس سے عبداللہ بن ابو الجہم پیدا ہوا۔ جو باپ کے ساتھ شہدین مشرف باسلام ہوا۔ اور رسالہ مین اجنادین کی لڑائی مین قتل ہوا۔

بعد مفارقت ابو الجہم زوجیت وہب خزاعی مین آئی جس سے حارثہ بن وہب پیدا ہوا جو عبداللہ بن ابو الجہم سے خوردسال ہے کیونکہ عبداللہ بوقت وفات رسولؐ پورا جوان تھا۔ اور حارثہ کا اتنا سن تھا کہ حدیث رسولؐ یاد کیا اور اوسکا باپ وہب کافر ہی رہا جیسا کہ اصابہ مین ہے۔ وہب بن حرب کو صحابی کہنا غلط ہے صواب یہ ہے کہ حارثہ بن وہب صحابی تھا سنہ ۳۳ھ جس سے علما کا اشتباہ اور وہب کا غیر صحابی ہونا بھی ظاہر ہوا۔ اسکے بعد وہ زوجیت عمر مین آئی و طلاق دینا عمر کا سنہ مین اور اوسکے بعد ابو جہم کے نکاح مین آنا یقینی غلط ہوا۔

یہ تو ایک اشتباہ ہے۔ دوسرا اشتباہ اسنے کیا کہ چند جگہ تو ام کلثوم بنت جرول لکھا اور ایک جگہ ام کلثوم بنت عمرو بنت جرول اور تیسرے مقام پر لکھتے ہین ملیکۃ بنت ابی امیۃ لہا ذکر فی طبقات النساء من طبقات ابن سعد و ان عمر طلقہا لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا معویۃ وہی والدۃ عبید اللہ بالتصغیر بن عمر بن الخطاب مولدہ جو ہو کہ ملیکہ بنت ابی امیہ کو عمر نے بوقت نزول آیہ ولا تمسکوا طلاق دیا جسکے بعد معویہ نے اوس سے عقد کیا اور وہ والدہ ہے عبیداللہ بن عمر بن خطاب کی۔

اب کوئی سنی برائے خدا کہے کہ ان تین قولون سے کون قول صحیح ہے ام کلثوم بنت جرول یا ام کلثوم بنت عمرو بن جرول یا ملیکہ بنت ابی امیہ زوجۂ عمر تھی جسکو بعد نزول آیہ طلاق ہوا اور ان تینون مین کون والدہ عبیداللہ و زید ہے کیونکہ بقول ابن حجر تینون مادر عبیداللہ ٹھہرتی ہین نو تینون مادر زید بن عمر بھی ٹھہرین پس تحقیقات ابن حجر کی ہے اب ذرہ

اونکی تحقیقات ملاحظہ ہو جو اہلحدیث کے امام ہین اور اونکی کتاب صحیح ہے کہ
قرآن بھی اوتنا صحیح نہین یعنی امام بخاری صاحب جو ایک جگہ فرماتے ہین
حتی یبلغ بعصم الکوافر فطلق عمر یومئذ امرأتین کانتا لہ فی الشرک
فتزوج احدیھما معویۃ بن ابی سفیان والاخری صفوان بن امیۃ
سلم فتح الباری جلد ۳ بعدہ لکھتے ہین وحکم علی المسلمین ان لا یمسکوا
بعصم الکوافر فان عمر طلق امراتین قریبۃ بنت ابی امیۃ وبنت جرول
الخزاعی فتزوج قریبۃ معویۃ وتزوج الاخری ابو جہم صلا ج ۳ اور تیسری مقام پر
لکھتے ہین عن ابن عباس کانت قریبۃ بنت ابی امیۃ عند عمر بن الخطاب فطلقھا
فتزوجھا معویۃ بن ابی سفیان صلا ج ۴ (۱) بعصم الکوافر کے نزول کے بعد
عمر نے طلاق دیا دو عورتون کو جو اوسکے ساتھ تھین حالتِ شرک سے ایک سے
معویہ نے عقد کیا دوسری سے صفوان بن امیہ نے (۲) عمر نے قریبہ بنت ابی
امیہ کو اور بنت جرول کو طلاق دیا ایک سے معویہ نے عقد کیا دوسری سے
ابو جہم نے (۳) قریبہ بنت ابی امیہ عمر کے پاس تھی اوسکو عمر نے طلاق دیا جس سے
معویہ نے عقد کیا۔

جب خود صحیح بخاری کی ایک حدیث مین اتنا اختلاف ہے تو اہل سنت کس
روایت پر ایمان لائین گے۔ یہان پر خود ابن حجر کو بھی تاب ضبط باقی نرہا
بخاری پر اعتراض کر بیٹھے۔ چنانچہ قریبہ بنت ابی امیہ کی شرح مین لکھتے ہین
یہ بہن ہین حضرت ام سلمہ کی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت تک
جو زمانہ مابین حدیبیہ و فتح مکہ ہے قریبہ نے اسلام نہین قبول کیا تھا۔ و
فیہ نظر کیونکہ نسائی سے بسند صحیح ثابت ہے کہ اوسکی ہجرت قدیم ہے
کیونکہ حضرت کا عقد ام سلمہ سے بعد احد ہے اور اوسوقت قریبہ مدینہ مین
تھی۔ اور اسلام لاچکی تھی۔ تان یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بغرض زیارت اپنی
خواہر ام سلمہ کے مدینہ آئی ہو یا اپنے شوہر عمر کے ساتھ تھی ہو مگر اپنے دین پر
یعنی کافرہ تھی ہو تو صرف اوسکی حاضری سے وقت عقد حضرت ام سلمہ اوسکا اسلام

نہین ثابت ہو سکتا۔ مگر اس احتمال کا رد اس سے ہوتا ہے کہ عبدالرزاق زہری سے راوی ہین کہ عمر نے جن دو نو عورتون کو طلاق دیا وہ مکہ مین تھین تو اب مقیم مدینہ ہونا اوسکا غلط ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ام سلمہ کی دو بہنین تھین اور دونونکا نام قریبہ تھا ایک قریبہ وقت عقد ام سلمہ مسلمان تھی اور دوسری کافرہ تھی ہو زوجۂ عمر تھی۔ اسکا مؤید یہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہے قریبہ صغری زوجہ تھی عبدالرحمن بن ابی بکر کی ص۱۹۳۔

دیکھا آپنے تحقیقات اہل سنت کو کہ جتنے منہ اوتنی باتین صحت صحیح بخاری کے لئے کتنی تاویلین کی گئین۔ اور کوئی بات ٹھیک نہوئی۔ قریبہ جب زوجۂ عبدالرحمن ہے تو زوجۂ عمر کیونکر ہوئی۔ یہان پر تو ابن حجر نے ایک بات بنادی کہ ممکن ہے دو قریبہ ہو مگر اصابہ مین تصریح کردی کہ یہی ایک قریبہ تھی جسکو ابن سعد قریبہ صغریٰ کہتے ہین جو زوجہ عبدالرحمن بن ابی بکر تھی ص۱۰۷۔ یہان پر قریبہ نامی جتنی عورتین ہین اونکی یہ فہرست ہے قریبہ بنت ابی امیہ زوجہ عبدالرحمن جو مذکور ہوئی قریبہ بنت زید۔ قریبہ بنت ابی سفیان قریبہ بنت ابی قحافہ خواہر ابوبکر ص۱۰۷۔ اسکے سوا کوئی قریبہ نہین جو زوجۂ عمر کہلائے۔

اب فرمائیے کہ ابن حجر کے نام پر رؤون یا بخاری کے نام پر جو ایک دوسرے کے مخالف ہین اور اصل واقعہ کے سب خلاف ہین۔ تعجب یہ ہے کہ کہان تو میان عمر کی یہ شوکت بیان ہوتی ہے کہ انکے اسلام لانے سے قریش کی قوت نصف ہو گئی مسلمانونکی عزت بڑھگئی۔ اور کہان یہ کہ دو دو کافر عورتونکے پنجے مین ہین نہ اون پر کوئی داؤ چلتا ہے نہ زور ایسا بہادر باشرع شیلا مسلمان اپنی جورؤن کو بھی مسلمان نہین کرسکتا تو کیا کرسکتا ہے۔

بہرحال بخاری و ابن حجر کا یہ مقولہ کہ عمر نے بعد نزول آیہ سنہ ۶ مین ام کلثوم بنت جرول کو طلاق دیا جسکے بعد اوسکا عقد ابوالجہم سے ہوا غلط ہے۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ قریب وفات رسول اللہ یا بعد وفات وہ عقد عمر مین آئی ہو۔ پہلے سے عبداللہ بن عمر پیدا ہوا بعدہ زید بن عمر۔ جسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ

شاہ عبدالعزیز صاحب وجہ تسمیہ زید بن عمر لکھتے ہین کہ خلیفہ دوم کے بھائی زید بن خطاب سنہ ۱۲ جنگ یمامہ مین قتل ہوئے تھے جنسے نہایت درجہ محبت تھی اسیوجہ سے اپنے لڑکے کا نام زید رکھا۔

دوسری بحث زید بن عمر کی ہے جسکی ولادت بطن ام کلثوم بنت جرول سے مکرر ثابت ہوچکی ہے کہ وہ برادر حقیقی عبیداللہ بن عمر ہے اور برادر مادری عبداللہ بن ابوالجہم وحارثہ بن وہب خزاعی ہے۔

مگر وہی علما جنکے تحقیقات کی حالت مذکور ہوئی اور جنکو ابھی تک دو ام کلثوم کی حالت نہین معلوم ہوئی کذا فی الاصابہ ص۵۶۵ ج۳ تین زید تین ام کلثوم کیلئے بیان کرتے ہین اول زید بن عمر بطن ام کلثوم بنت جرول سے۔ دوسرے زید بطن ام کلثوم جمیلہ سے جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے۔ تیسرے زید بطن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے جو بروایت زہری حدیبیہ سے زوجیت عمر مین آئی اور ابن حجر اسکو زوجہ زید بن حارثہ بتاتے ہین کہ زید و رقیہ دونو اسی ام کلثوم سے پیدا ہوئے ص۶۷۱ ج۲ پس چونکہ روایت صحیح عبدالرحمن خراسانی مین اور کسی واقعہ نہین مذکور ہے بلکہ صرف زید و ام کلثوم مان کا ساتھ ہونا بیان ہوا ہے بلا تصریح ابنیت زید و بنتیت ام کلثوم تو ممکن ہے یہی زید و ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کا کل قصہ ہو جسکا موئد زید و رقیہ کا حقیقی بھائی بہن ہونا بھی ہے۔

اور اگر اون روایات غیر صحیحہ پر خیال کیا جاے جنمین علاوہ موت زید و ام کلثوم یہہ بھی مذکور ہے کہ زید خانہ جنگی بنی عدی مین زخمی ہوا اور مان اوسکی پہلے سے بیمار تھی کہ دونو نے ساتھ وفات کی۔ تو ضروری ہوا کہ اس واقعہ کو زید بن عمر سے متعلق کرین جسکی مان ام کلثوم ہے۔ لہذا تحقیق تعداد زید بن عمر لازم ہے۔

متقدمین کی کتابین تو صرف ایک زید بن عمر کی قائل ہین جیسا کہ مروج الذہب مسعودی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مین ہے مگر مسعودی اس زید بن عمر کو

برادر حقیقی عاصم لکھتا ہے جسکی ماں ام کلثوم جمیلہ تھی۔ اور ابن قتیبہ اسی زید کا بطن حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے قرار دیتے ہین۔ مگر بعض متاخرین نے زید زید قرار دیا ہے ایک بطن حضرت ام کلثوم سے جسکا زید اکبر نام رکھا ہے دوسرا بطن ام کلثوم بنت جرول سے جسکو زید اصغر کہتے ہین جسکا بطلان اسی سے ظاہر ہے کہ اوسکی ولادت عہد رسول مین بیان کرتے ہین تو وہ اصغر کیونکر ہوا۔ بہرحال اگر ان کل اقوال کی صحت تسلیم کیجاے تو لازم آتا ہے زید بن عمر تین ہون ایک بطن ام کلثوم بنت جرول سے جو اتفاقی ہے۔ دوسرے بطن ام کلثوم بنت عاصم سے تیسرے بطن حضرت ام کلثوم سے بلکہ دو زید کا اور اضافہ لازم آتا ہے ایک بطن ام کلثوم بنت عمرو بن جرول سے دوسرے بطن ملیکہ بنت ابی امیہ سے کیونکہ زید برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور عبید اللہ خلیفہ کی تین بیبیون سے ہے تو زید بھی ان تین بیبیون سے ہوے اب کل تعداد زید بن عمر کی پانچ قرار پاتی ہے۔ حالانکہ بجز ایک زید بن عمر اور ایک ام کلثوم کے کسی دوسرے زید اور ام کلثوم کا حال کتب تواریخ و رجال مین نہین ملتا۔ بلکہ ابن قتیبہ اور مسعودی نے تو تصریح کردی ہے کہ زید بن عمر ایک ہی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اصل زید بن عمر یہی ایک تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے پیدا ہوا جسپر تمامی علماے و مورخین و محدثین کا اتفاق ہے نہ دوسرا نہ تیسرا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ خمیس۔ اصابہ۔ معارف ابن قتیبہ وغیرہ مین جہان اس واقعہ وفات زید و ام کلثوم کو لکھا ہے وہان ام کلثوم کو بلا قید بنتیت لکھا ہے جیسا کہ اصابہ مذکور ہوا۔ اور جہان زید و ام کلثوم کو علیحدہ لکھا ہے وہان کچھ نہین لکھا جس سے معلوم ہوا کہ خود ان علما کو بھی ابھی اوسکی تحقیق نہین ہوئی۔ اسی وجہ سے کسی ام کلثوم کی وفات کو بھی نہ لکھ سکے تو اب یقینی طور پر معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ اوسی زید بن عمر کا ہے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا جسپر سبکو اتفاق ہے جیسا کہ ام کلثوم عین اونکو اشتباہ ہوا کہ تین چار اصلی ام کلثوم کو مخفی کرکے حضرت ام کلثوم بنت علی کی طرف زوجیت کی نسبت کی ویسا ہی اس ام کلثوم کے فرزند

زید کے نام سے بھی اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول سے منتزع کرکے
حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا جسکی بدیہی دلیل علاوہ شرکت کربلا یہ ہے
کہ اکثر علماے اہل سنت وفات حضرت ام کلثوم کو قبل یا بعد عبداللہ بن
جعفر بیان کرتے ہین جو سنہ ۸۰ کا واقعہ ہے

تیسری بحث رقیہ و ام کلثوم کی ہے جسکی نسبت بھی حضرت ام کلثوم کیطرف
گیگئی ہے کہ زید و رقیہ دونو بطن حضرت ام کلثوم سے پیدا ہوئے جسکے
متعلق بھی مین سابقاً لکھہ چکا ہون کہ نہ عقد حضرت ام کلثوم ہوا نہ زید و
رقیہ پیدا ہوے بتسلیم عقد پر بھی یہ ولادتین باعتبار سن ولادت و سن
وسن وفات محال ہے مگر کچھہ نئی تحقیقات اہل سنت کی یہان گذارش
کرتا ہون۔

اوّلاً یہ کہ جو لوگ قائل بوقوع عقد ہین اور ولادت بھی مانتے ہین انمین
بھی خود اختلاف ہے کہ ایا صرف زید پیدا ہوا یا رقیہ بھی۔

ثانیاً۔ نام مین بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب المعارف مین ابن قتیبہ
صاحب اسکا نام فاطمہ بتاتے ہین صفحہ

مگر انسپر یہ ترقی کی کہ رقیہ کے نکاح کے بھی قائل ہوئے اور حضرت عمر کا
داماد بھی بنا چھوڑا۔ چنانچہ تاریخ خمیس مین ہے کہ رقیہ خواہر زید اکبر کا
عقد ابراہیم بن نعیم سے ہوا صفحہ ۲۹۳ ج ۲ اور اصل موجد اس قول کا بلاذری ہے
جیسا کہ اصابہ مین ہے قلت وعند البلاذری انہ کانت عند رقیۃ بنت عمر
ابن ام کلثوم بنت علی صفحہ ۱۹۲ ج ۱

آپ اسکی حالت ملاحظہ ہو کہ یہ ابراہیم بھی قبیلہ بنی عدی سے ہے جو قبیلہ خلیفہ دوم ہے
ابن سعد کہتے ہین کہ اسامہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تھا جو جوان تھی
اوسی سے اسکا عقد ہوا۔ اور زبیر بن بکار ناقل ہے کہ عمر نے اس
ابراہیم سے اپنی ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس قول مین نہ نام لڑکی کا
مرقوم ہے نہ اوسکی ماں کا نام۔ ابو نعیم محدث اس حال مین قائل

تصحیف ہے - ان اختلافون کے بعد اب اصلیت اس واقعہ کی سنئے
کہ اوسی اصابہ سے ہے وقال مصعب الزبیری کانت تحت ابراہیم
ابن نعیم بن النحام بنت لعبد اللہ (لعبید اللہ) بن عمر الخطاب فماتت
فاخذ عاصم بن عمر بن الخطاب بیدہ فادخلہ منزلہ واخرج الیہ
ابنتیہ ام عاصم وحفصۃ وقال لہ اختر فاختار حفصۃ
فزوجہا لہ فقیل لہ ترکت امر عاصم وہی اجملہما فقال رأیت
عبادیۃ رابعۃ (ربعۃ) وبلغنی ان آل مروان ذکروہا فقلت
لعلہم ان یصیبوا من دنیاہم فتن وجہا عبد العزیز بن مروان
ص۱۹۳ ج ۱ - کہا مصعب زبیری نے کہ ابراہیم بن نعیم کے تصرف
مین تھی دختر عبد اللہ (عبید اللہ) بن عمر جب وہ مرگئی تو عاصم برادر
عبد اللہ بن عمر نے ابراہیم کا ہاتھہ پکڑکر گھر مین داخل کیا اور اپنی
دونون بیٹیون ام عاصم وحفصہ کو اوسکے سامنے پیش کیا کہ جسے چاہو
ان دونون مین اختیار کرو - ابراہیم نے حفصہ کو پسند کیا اور اوس سے
عقد ہوا - کسیںنے کہا کہ تو نے ام عاصم کو چھوڑ دیا جو بہت حسین ہے
ابراہیم نے کہا کہ مین نے اسکو نوخیز لڑکی پایا اور یہ بھی سنا تھا
کہ آل مروان اسکا تذکرہ کرتے ہین تو مجھے خیال ہوا کہ شاید
اس لڑکی کی بدولت ان لوگون کو کچھہ مال ہاتھہ آجائیگا اونکے دنیا
سے - اسکے بعد ام عاصم کا نکاح ہوا عبد العزیز بن مروان سے
جس سے عمر بن عبد العزیز پیدا ہوا -

سنا آپنے! یہی تحقیقات ہے اہل سنت کی جسپر سبکو ناز ہے کہان
عبد اللہ یا عبید اللہ بن عمر کی بیٹی عمر کی بیٹی بنائی گئی - ابراہیم کے بعد
دیگرے پوتی داماد تھا صلبی داماد بنایا گیا - بلادری صاحب کو جو
پینک آئی تو یہ گپ ہانکی کہ وہ رقیہ تھی حضرت ام کلثوم کے بطن سے
اندھے کو سوجھے بہرا بجے - وہی نقل ہے - حالانکہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین کہ

رقیہ و زید کی پیدائش بطن ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط سے ہوئی
صاحب جمع الجوامع بروایت زہری حدیبیہ کے وقت سے زوجیت عمر میں آئی جیسا کہ
تفسیر کبیر میں ہے۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ جہاں بوجہ اشتراک نام
رواۃ و علما کو زوجیت ام کلثوم میں اشتباہ ہوا کہ تین بلکہ چار ام کلثوم کے
زوجۂ عمر ہونے سے حضرت ام کلثوم کی طرف سے نسبت کی گئی۔ وہاں زید کی بھی
ام کلثوم بنت جرول سے خواہ ام کلثوم بنت عقبہ سے جو مادر زید و رقیہ
دونوں ہے منتزع کر کے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا حالانکہ
نہ اصل نکاح کا وجود ہے نہ زید و رقیہ کی ولادت کا جو محال محض ہے کما مر۔
ان اشتباہوں کے نظائر گو سابقاً مرقوم ہوئے۔ مگر دو نظیریں جدید اور
مذکور ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ اصابہ میں ہے برکۃ بنت النبی مو ذکرھا
بعض من جمع رجال العمدۃ الحافظ عبد الغنی فاورد فی اول الکتاب
شیئا من الترجمۃ النبویۃ ثم قال فولدت لہ خدیجۃ القاسم ثم
برکۃ ثم زینب ثم رقیہ ثم فاطمۃ ثم ام کلثوم ثم قال وذکر مثلہ
ابن سعد الکنہ لم یذکر برکۃ ص۱۸۳ ج۴ بعد اوکے فرماتے ہیں برکۃ بنت
النبی م تقدمت فی القسم الثانی ثم ظہر لی انہ غلط نشاء عن
تحریف وذلک ان برکۃ من کانۃ النبی م کانت تربی اولادہ من خدیجۃ
فلما ولدت القاسم خدمتہ برکۃ فکانہ کان فی الذی نقل منہ
ھذا المصنف کذلک فتحرفت علیہ الکلمۃ حتی ظنھا وشقیقۃ برکۃ
واللہ اعلم ص۱۸۵ ج۴۔ یعنی برکہ دختر نبی ہے جسکو ذکر کیا ہے بعض
جامعین رجال حافظ عبد الغنی نے کہ حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے قاسم
پھر برکۃ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن سعد
نے۔ ابن حجر کہتے ہیں میرے نزدیک ذکر برکۃ غلط ہے جسمیں تحریف ہوئی ہے
کیونکہ برکت خادمہ نبی تھی جو تربیت کرتی اولاد حضرت خدیجہ کی پس جب پیدا ہوئے
قاسم بن نبی ہ تو یہی برکۃ اونکی خدمت کرتی۔ کیا عجب ہے کہ اسی کلمہ میں تحریف

ہوئی جواوسنے یہ گمان کیا کہ یہ قاسم کی حقیقی بہن ہے ۔
لیجئے صاحب یہ تحقیق ہے محققین اہل سنت کی جو خادمہ کو خواہر حقیقی سمجھتے
ہین اور اس عمدگی سے کہ ترتیب ولادت بھی بیان کی ۔ یہ تحقیقات خاص
رسول اللہ ص کے بیٹا بیٹی کے متعلق ہے ۔
اب دوسرا واقعہ خود خلیفہ وقت کے اولاد اور ازواج کا سنئے جنکی خاص یہ لوگ
امت ہین اوسی اصابہ مین ہے ۔ جمیلہ بنت ثابت بن ابی افلح خواہر عاصم زوجہ
عمر ہے جسکی کنیت ام عاصم ہے اصل مین اوسکا نام عاصیہ تھا ۔ رسول اللہ ص
نے جمیلہ نام رکھا ۔ اس سے عمر کا عقد شنہ مین ہوا جس سے عاصم پیدا ہوا ۔
بعدہ طلاق دیا عمر نے جس سے یزید بن حارثہ نے عقد کیا ۔ اوس سے عبدالرحمن
بن یزید پیدا ہوا ۔
دوسری روایت یہ ہے کہ زوجہ عمر عاصیہ نے جب اسلام قبول کیا تو عمر سے کہا یہ نام
میرا اچھا نہین دوسرا نام بدلدو عمر نے جمیلہ رکھا ۔ اوسپر وہ غصہ ہوئی اور رسول
اللہ ص سے فرمائش کی حضرت نے بھی یہی نام تجویز کیا ۔
تیسری روایت ابن ابی شیبہ سے یہ ہے کہ یہ لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام
عاصیہ تھا ۔ رسول اللہ ص نے جمیلہ نام رکھا ۔
چوتھی روایت یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام عجمی تھا عمر نے اوسکا نام
جمیلہ رکھا جسکی اوسنے شکایت رسول اللہ ص سے کی حضرت نے بھی یہی نام رکھا
الخ ص ۵ اصابہ ج ۴
ان سب تحقیقات کے بعد سنئے کہ حجر ابن حجر اصابہ فرماتے ہین جمیلہ بنت عمر بن خطاب
نام اوسکا عاصیہ تھا جمیلہ رکھا گیا ۔ ابن ابی شیبہ حماد سے روایت کرتے ہین کہ
عمر کی بیٹی عاصیہ تھی جسکا نام رسول اللہ ص نے جمیلہ رکھا ۔ اسپر ابن اثیر نے
اعتراض کیا ہے کہ یہ قصہ عمر کی زوجہ کا ہے نہ اوسکی بیٹی کا کیونکہ اسی اسناد سے
حماد نے روایت کی ہے کہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی افلح ہے جسکا نام عاصیہ تھا
اور بعد اسلام جمیلہ رکھا گیا ۔ ایسا ہی روایت کیا ہے ۔ حالانکہ اسکو نقل کیا ہے

کتاب ابن مندہ سے جسمین یہ ہے کہ رسول اللہ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا
نہ اوسکو زوجہ عمر کہا ہے نہ اوسکی بیٹی۔ مگر اسکے قبل مرسل واصل بن ابی شیبہ
لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زوجۂ عمر تھی پس اوسکے نقل بالمعنے
کرنے مین یہ تصرف ہوا۔ ولا مانع ان یغیر اسم المرءۃ والبنت اور نہین مانع
ہے اسسے کہ عورت کا نام بدل جاے اور بنتیت بھی کہ کسکی بیٹی تھی صفحہ ۵۰۰

اصابہ ج ۴

پس جن محققین ومحدثین اہلسنت کے تحقیقات عالیہ کا یہ درجہ ہو کہ لونڈی کو بیٹی
اور بیٹی کو جورو یا جورو کو بیٹی بنادین اور مسلسل روایت در روایت ہونے لگے۔ وہ بھی
گمان کہ خاص خلیفہ دوم کی اولاد وازواج مین جسکی تحقیقات مین ابن حجر کو یہ
کوشش کرنے پڑی کہ علانیہ کہدین عورتون کے نام اور بنتیت کے بدلجانے سے
کوئی مانع نہین۔ تو اونکی تحقیقات سے اس اشتباہ نام ام کلثوم وزید کے
بارے مین کیونکر تعجب آسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ہر جز اس قصہ کا اشتباہ
علما پر ایسا جید گواہ ہے کہ دوسرے گواہونکی ضرورت بھی نرہی۔ بالاتفاق
نقل علما ام کلثوم مخطوبہ عمر کو شمارہ مین چار یا پانچ برس کا سن بتاتے ہین جو بجز ام کلثوم
بنت ابوبکر کے کسی مین نہین پایا جاتا جس سے خطبہ کرنا عمر اور اوسکا انکار کرنا
یقینی ہے۔ چنانچہ کتاب المعارف مین یہی ہے واما ام کلثوم بنت ابی بکر
فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشة فاتفقت وکرهت ام کلثوم فاختالت
حتی امسك عنها وتزوجها طلحة بن عبید الله فولدت له زکریا و
عائشة ثم قتل عنها فتزوجها عبد الرحمن بن عبد الله بن ابی
ربیعة المخزومی صفحہ ۵۵ یعنی عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت ابی بکر کا عائشہ سے
عائشہ نے اقرار کیا مگر ام کلثوم نے کراہت کی پس عائشہ نے حیلہ کرکے
عمر سے اوسکو بچالیا۔ بعدہ اوسکا عقد طلحہ سے ہوا۔ جس سے زکریا و
عائشہ پیدا ہوے۔ بعد قتل طلحہ اوسکا عقد عبد الرحمن بن عبد الله بن
ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا۔

محمد ہونے کی تبدیل نام کی تبدیل

اسبطی بعد عمرون بن جنفر سے عقد ہونا۔ جنکی وفات عہد عمر مین ہے بگ
تسر اسبطی زید و رقیہ کا پیدا ہونا اور ساتھہ ام کلثوم و زید کا بعہد
معاویہ مرنا جسکو مین نے خود اصابہ سے ظاہر کیا کہ زید ام کلثوم بنت
جرول زوجۂ عمر سے پیدا ہوا۔ اور حضرت ام کلثوم بہ اتفاق فریقین
معرکہ کربلا مین شریک تھین جو بعد معاویہ کا قصہ ہے۔
بہرحال ہمنے علماے اہلسنت کے تحقیقات کی تصویر بھی کھینچ دی اور دو زید
اور ایک رقیہ کے ماؤن کا نام ام کلثوم ہونا۔ اور زوجۂ عمر ہونا بھی ثابت
کر دیا۔ اور زوجیت عمر مین رہنا بھی ثابت کر دیا۔ اب اسکے بعد اہل سنت کو
اختیار ہے کہ راہ حق اختیار کرین یا از راہ کجروی اون علما کی پیروی کرین
جو خلیفہ دوم کی زوجہ کو بیٹی اور بیٹی کو زوجہ بناتے ہین۔
چونکہ تین پشت تک نسب نامہ خلیفہ کا سابقاً مرقوم ہوا۔ اور یہان اونکے
دو پشت کی تحقیقات مین اوقات ضائع کرنی پڑی لہذا تیسری پشت کا حال
بھی مختصر عرض کرتا ہون کہ خلیفہ دوم کی نسل کی بی بیان ہمیشہ اون مردون
کے تحت مین رہین ہین جنپر زمانہ کا زمانہ لعنت کرتا ہے۔ چنانچہ ام سلمہ
بنت ابوبکر بن عبید اللہ بن عمر کو زوجیت حجاج کا شرف ملا۔ اور ام مسکین
بنت عاصم بن عمر پہلے ہمخوابہ یزید بن معویہ ہوئین اور یزید نے جب چھوڑا
تو عبید اللہ بن زیاد کی جورو بنی جیسا کہ کتاب المعارف مین ہے۔ مطالع صدق اللہ
الخبیثات للخبیثین۔ اہل سنت نے ایسے ہی واقعات کے محو کرنے کے
لئے یہ ترکیبین نکالی ہین کہ خاندان رسالت مین اس قسم کے واقعات کا افترا کیا
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

فائدہ دوم اس تحقیقات مین زبیر بن بکار کا نام چند جگہ آیا ہے جسکی تضعیف
کنز کتوم ۱۳ مین لکھی ہوئی ہے کہ بتصریح سلیمانی منکر الحدیث اور واضعین حدیث
سے ہے وہی موجد اول اس افترا و تہمت کا ہے جیسا کہ کلام جناب
شیخ مفید اور شہر بن آشوب علیہم الرحمۃ سے مذکور ہوا بنابر ان

کچھہ اور حال اسکی عداوت کا ساتھہ جناب امیر ع کے لکھتا ہون
تاریخ کامل مین ہے کہا احمد بن سلیمان بن ابی شیخ نے کہ زبیر
بن بکار علویون سے بھاگ کر وارد عراق ہوا۔ کیونکہ یہ زبیر اونلوگونکو
برا بھلا کہتا گالی دیتا تھا جسپر اونہون نے دھمکایا تھا کہ تجھے
قتل کرینگے۔ اسنے اپنے چچا مصعب بن عبداللہ بن زبیر سے کہا
کہ میرا حال معتصم باللہ خلیفہ تک پہونچاو۔ جب دیکھا کہ اوسکا چچا ادہر
توجہ نہین کرتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے اوسکے حال سے اور ملامت کرتا
ہے۔ تو احمد بن سلیمان سے شکایت کی اور کہا کہ چچا کو راضی کرو میرے
بارہ مین۔ احمد نے اوسکے چچا سے شکایت کی کہ کیون زبیر بن بکار
کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ اوسکے چچا نے کہا کہ زبیر مین جہالت
ہے اور شرارت تم اوسکو سمجھاؤ کہ علویون کو راضی و خوشنود
کرے اونکو اونکے رنج و کدورت کو زائل کرے۔ کیا تمنے مامون کو نہین
دیکھا کسطرح اون لوگون سے ملامت کرتا اور درگذر کرتا اور کسقدر
مائل تھا اونکی طرف واللہ یہ امیرالمومنین (معتصم باللہ) اس بارہمین
مامون کا مساوی ہے یا اوسسے بھی زیادہ کسیطرح مین علویونکی
برائی اسکے سامنے نہین بیان کرسکتا۔ تم بھی زبیر کو سمجھاؤ کہ علویونکے
ہجو و مذمت سے باز آئے ۱۲ ج ۶ کامل۔

یہ زبیر بن بکار اولاد سے ہین حضرت زبیر کے جو جنگ جمل مین سپہ سالار لشکر بی بی عائشہ کے
فرزند عبداللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ و ابن عباس کو مکہ مین
قریب چاہ زمزم غار مین بند کیا تھا۔ لکڑیان جمع کی تھین کہ آگ لگاکر
ان حضرات کو جلا دین۔ اس عبداللہ نے ۳ روز تک خود رسول اللہ
پر صلوۃ و سلام بھیجنا ترک کردیا تھا باین خیال کہ اسسے محمد بن حنفیہ
و ابن عباس کو ایک گونہ حکی مسرت ہوتی ہے بلکہ ایکدفعہ ابن زبیر نے کہا
کہ ہم چالیس برس سے تم اہل بیت کی عداوت کو اپنے دلمین چھپائے ہین

ص۱۶۳ ج۶ کامل مروج الذہب مسعودی۔
اسی زبیر کے اولاد سے یہ زبیر بن بکار ہے جسکو جناب امیرؑ اور دیگر علویین سے۔ اسی عداوت تھی کہ علانیہ گالیان دیتا تھا۔ اوسی زبیر بن بکار کے بیان پر یہ سب افترا پردازیان کیجاتی ہین۔ جو ایسا دشمن ہو۔ اوسکو اپنی کتاب مین افترا پردازی مین کب تامل ہوگا۔

فائدہ دوم۔ اثنائے تحریر مین کچھ نسب نامہ خلفا کا بھی تذکرہ آیا ہو اوسکے متعلق ایک جدید فائدہ یہان گذارش کرتا ہون اصابہ مین ہے کہ امیہ بنت عفان۔ عثمان خلیفہ کی بہن زمانہ جاہلیت مین مشاطہ تھی جسکا نکاح حکم بن کیسان بن مخزومہ سے ہوا تھا ص۴۲۲ ج۴۔ اور یہ حکم خلیفہ سوم کا بہنوئی حجام تھا جیساکہ اصابہ مین ہے ص۴۲۱ ج۱ حکم بن کیسان مولی بنی مخزوم وکان حجاما امیۃ بنت عفان اخت عثمان وکانت مشاطۃ۔ واقعی عجب جوڑا ہے کہ حکم غلام زادہ بنی مخزوم جو ذات کا حجام تھا۔ خلیفہ سوم کا بہنوئی بنا۔ جنکی بہن مشاطہ تھی۔ میان حجام۔ بی بی مشاطہ کیا تماشا ہے۔ اسی واقعہ سے آپ حضرات خلیفہ سوم کے شرافت خانہ انی کو خیال کرسکتے ہین زیادہ کا ضرورت نہین کیسے کیسے پیشوا اہل سنت کو ملے ہین ابوبکر کا برادر ابتک کہ مین موجود ہے۔ خلیفہ دوم کا دلال ہونا۔ قاموس مین مذکور ہے۔ تیسرے صاحب کی تازہ شرافت اب معلوم ہوئی! افسوس!

فائدہ چہارم۔ مامون صاحب نے دو ایک مقام پر متعہ کے متعلق بھی کچھ اشانی کی ہے بوجہ خارج از مبحث ہونیکے شاید اوسکا جواب نہین دیا گیا ہے۔ ایک تازہ واقعہ اوسکے متعلق گذارش ہے اصابہ مین ہے سلمی غیر منسوبۃ متزوجۃ حکیم بن امیۃ بن الاوقص الاسلمی ذکر ہشام بن الکلبی فی کتاب المثالب ان سلمۃ بن امیۃ بن خلف استمتع منہا فولدت لہ ثم تجلد فبلغ ذلک عمر فنہی عن المتعۃ ص۴۲۲ ج۴

یعنی سلمی مولاۃ حکیم بن امیہ سے متعہ کیا تھا سلمہ بن امیہ نے جس سے
ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سلمہ نے اوس سے انکار کیا۔ اسکی خبر عمر کو پہونچی
اوس وجہ سے عمر نے ممانعت کر دی متعہ سے۔

لیجئے صاحب یہ صحابہ و صحابیہ کا جوڑا ہے جو متعہ کے کی بدولت صاحب
اولاد ہوے اور اوسکو خلیفہ وقت نے ناجایز قرار دیا

فائدہ پنجم روایت حنیہ کے متعلق کا فی تحقیقات کر چکا ہون اور جناب
امیر کی حکومت بر جنات اور اونکے قتل وغیرہ کا حوالہ شواہد النبوۃ ولا
جامی پر دیا گیا ہے۔ اوسکی عبارت بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے —

واز آنجملہ آنست کہ ابن عباس رض گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلعم
در روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ شدند و ہیچ جا آب نبود رسول
اللہ صلعم در حجفہ فرود آمد پرسش کرد کہ ناجمعی از مسلمانان بفلان چاہ رود و
مشکہا بر ندو از آنجاہ پر آب کنند و بیارند کہ رسول خدا صلعم ضامن
میشود و بیرا بہشت مردے برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بیرا با جمعے سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رض
گوید کہ من با ایشان بودم چون بہ نزدیک آنچاہ رسیدیم آنجا درختان
بود ند از آن درختان آواز ہا شنیدیم و حرکات بسیار دیدیم ترسی بسیار بر ما
مستولی شد نتوانستیم کہ از آن درختان بگذریم بہ پیش رسول اللہ صلعم
باز گشتیم فرمود کہ آن جماعتے از جن بودہ اند کہ شمارا ترسانیدہ اند اگر شما
میرفتید چنانکہ شمارا فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمیرسید دیگرے چون
فرا شنید برخاست کہ من بروم یا رسول اللہ صلعم وے نیز با آنجماعت
بان برفت ایشانرا نیز ہمان حال پیش آمد بہ پیش رسول اللہ صلعم
شد رسول اللہ صلعم بایشان گفت اگر ہمچنانکہ شمارا گفتہ بودم میرفتید ہیچ
روہے بشما نمیرسید شب در رسید دہشتی بر اصحاب غلبہ کرد رسول اللہ صلعم
علی رض را طلب کرد و فرمود کہ با آنجماعت سقایان بروید و از آنجاہ آب بیارید
سلمۃ بن الاکوع رض گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بر دوش و شمشیرہا در دست

وعلی ع در پیش ما میرفت و این رجز با خود می گفت

اعو د بالرحمن ان امیلا عن غرفجن اظهرت تهویلا

واو قدت نیرانها تغویلا وقربت مع غرفها الطبولا

تا رسیدیم بآن تل که آن آواز ها و حرکتها پیدا آمد و هول بر ما مستولی شد با خود میگفتیم که علی نیز چون آن دو کس باز خواهد گشت و بسوی ما کرد و گفت قدم بر قدم من نهید و از آنچه به بینید مترسید که گزندی بشما نخواهد رسید - چون میان درختان در آمدیم آتشهای عظیم افروختن گرفت بی آنکه هیمه باشد و سرهای بریده بی بدن پیدا آمد و آوازهای هولناک میکردند چنانکه هوش از ما برفت امیر المومنین علی ع بر آن سرها می گذشت و می گفت که در عقب من بیائید و از چپ و راست منگرید که هیچ باکی نیست در عقب وی میرفتیم تا بآنجا رسیدیم یکدلو داشتیم بر ابن مالک یکدلو یا دو دلو آب کشید ریسمان بشکست و دلو در چاه افتاد و از تک چاه آواز خنده و قهقهه بر آمد امیر المومنین علی ع گفت کیست که برود و از لشکر ما دلو بیارد اصحاب گفتند هیچکس را طاقت آن نیست که از آن درختان بگذرد امیر المومنین علی ع میرزمیان بست و بچاه فرود آمد آواز خنده و قهقهه که می آمد زیاد تر شد چون بمیان چاه رسید پای وی بلغزید و بیفتاد و غلغله و ولوله عظیم از چاه بر آمد و آوازی چنانکه گوش را خناق کرده باشند می آمد ناگاه امیر المومنین علی ع ندا کرد که الله اکبر الله اکبر انا عبد الله و اخو رسول الله شکبار افروگذارید بمرا آب کرد و سرها بست و یکیک را بالا آورد بعد از آن وی دو ما و ما هر یک یک مشک برداشتیم چون بآن درختان رسیدیم از آنچه دیده بودیم هیچ واقع نبود چون نزدیک آمدیم که از درختان بگذریم سهمگین شنیدیم که ها تقفی در لغت رسول الله ص و منقبت علی ع خواندن گرفت و علی ع در پیش ما میرفت و رجز میگفت تا پیش رسیدیم علی ع قصه را بتمام پیش رسول الله ص حکایت کرد رسول

نمبر ۲۰۶ کہ آن ہاتف عبد اللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بگشت
دوسرا قصہ طولانی جنگ جنات کا اصابہ ابن حجر عسقلانی میں ہے جنکے تعصب
و تحقیق پر اہلسنت کو ناز ہے بذیل ذکر عرفطہ بن شمراخ جنی قبیلہ بنی نجار سے
کہ خدمت رسول میں حاضر ہو کر بعد سلام عرض کیا یا حضرت آپ مجکو میرے
ساتھ کر دیجئے۔ جو میری قوم کی دعوت کرے عرفطہ اسلام کے
حضرت نے جناب امیرؑ کو اور سلمان فارسی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
اوسکے ساتھ روانہ کیا۔ جناب امیرؑ کی ہدایت اور دعا سے بہت سے جنات
اسلام لائے۔ اور بہت سے ہلاک ہوئے۔ اور عرفطہ جنی صحیح و سالم
جناب امیرؑ کو خدمت میں رسول اللہ کے پہونچا گیا۔ حدیث طولانی ہے
خود ابن حجر نے بھی مختصر کر کے لکھا ہے صـ ۳۲۱ ج ۲ اصابہ۔

فائدہ ششم اب اس خاتمہ کو میں اس بیان پر ختم کرتا ہوں کہ دختران
جناب امیرؑ کے تھیں۔ اور کس کس سے اونکا عقد ہوا۔ تاریخ خمیس میں ہے
کہ تعداد دختران جناب امیرؑ میں اختلاف ہے بعض ۱۶۔ بعض ۱۷۔
بعض ۱۸۔ بعض ۱۹ کہتے ہیں

(۱) حضرت زینب کبریٰ کا عقد عبد اللہ بن جعفر سے ہوا جن سے علی و عون
پیدا ہوئے۔ روایت ابن شہاب۔

(۲) رقیہ (جنکی کنیت شاید) ام الحسن ہے۔ انکا عقد جعدہ بن ہبیرہ سے
ہوا۔ جو بھانجے تھے جناب امیرؑ کے از بطن ام ہانی بنت ابی طالب۔

(۳) رملہ کبریٰ جنکی ماں ام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ انکا عقد
عبد اللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔

(۴) ام ہانی انکا عقد عبد الرحمن بن عقیل سے ہوا۔

(۵) میمونہ انکا عقد عبد اللہ اکبر بن عقیل سے ہوا۔

(۶) زینب صغریٰ انکا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔

(۷) رملہ صغریٰ و ام کلثوم صغریٰ کا عقد عبد اللہ اصغر بن عقیل سے ہوا

(۸) فاطمہ کا عقد اسود سے ہوا۔ جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے۔

(۱۰) خدیجہ (۱۱) ام کرام (۱۲) ام سلمہ (۱۳) ام جعفر (۱۴) جمانہ
انکا عقد صہیب بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا ص۳۱۸ ج۲
اور المعارف مین ہے کہ رقیہ کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا جس سے
عبداللہ و علی پیدا ہوے اور زینب صغرے کا عقد محمد بن عقیل سے
اور میمونہ کا عقد عبداللہ بن عقیل سے اور خدیجہ کا عقد عبدالرحمن بن عقیل سے
نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جناب امیرؑ کے ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ لڑکیون کا
عقد اپنے ہی خاندان مین خود عقیل و عباس چچا کے اولاد سے ہو
چنانچہ المعارف مین ہے وکان سائر بنات علی عند ولد عقیل
و ولد العباس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جعدۃ بن
ہبیرۃ المخزومی وخلا فاطمۃ فانہا کانت عند سعید بن
الاسود من بنی الحارث بن اسد ۱۲ یعنی کل بیٹیان حضرت علیؑ
کی اولاد عقیل و عباس سے منسوب تھین بہ استثناء ام الحسن جنکا
عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا اور فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے
جو بنی اسد سے تھے۔ جعدہ کو تو سب جانتے ہین کہ جناب امیرؑ کے بھانجے
تھے۔ جنکی مان حضرت ام ہانی تھین مگر فاطمہ کا عقد جو سعید بن اسود سے
بیان ہوا غلط ہے کیونکہ بقول صاحب خمیس انکا عقد اسود سے ہوا
تھا۔ جو اولاد حارث بن عبدالمطلب سے تھے۔ بہرحال اس تحریر سے
چند باتین نمایان ہوئین۔

ایک یہ کہ حضرتؑ نے اپنی کسی صاحبزادی کو غیر خاندان مین نہین بیاہا جس سے
معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو سادات مین جاری ہے کہ غیر یا خلاف
خاندان کسیکو بیٹی اپنی نہین دیتے۔ نہایت ہی مناسب اور موافق
فعل امام ہے اور اگر کتب تواریخ و رجال مین زیادہ تفحص کیا جاے۔ تو
انشاء اللہ تمامی بنی ہاشم کا یہ دستور قدیم الایام سے آجتک ثابت
ہوگا۔

دوسری اسی عبارت سے دعواے عقد عمر بھی باطل ہوا کیونکہ استثناء مین۔